الصرف ام العلوم

درسِ علم الصیغہ

مع خاصیاتِ ابواب

مؤلف

مفتی محمد جاوید قاسمی سہارنپوری

سابق معین المدرسین دار العلوم دیوبند

و استاذِ حدیث جامعہ بدر العلوم گڈھی دولت

ناشر

مکتبہ دار الفکر دیوبند

الصَّرْفُ أمُّ الْعُلُوْم 

درسِ علم الصیغہ

مؤلف
مفتی محمد جاوید قاسمی سہارنپوری
سابق معین المدرسین دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالفکر دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : درسِ علم الصیغہ مع خاصیاتِ ابواب
مؤلف : مفتی محمد جاوید قاسمی بالوی سہارن پوری
09012740658
کمپیوزنگ : شہاب الدین قاسمی بستوی 09027397611
اشاعت : ۱۴۳۴ھ = مطابق ۲۰۱۳ء
تعداد : گیارہ سو
قیمت : 70 روپیہ
ناشر : مکتبہ دارالفکر دیوبند

ملنے کے پتے:

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند ☆ زمزم بک ڈپو دیوبند
دارالکتاب دیوبند ☆ مکتبہ حجاز دیوبند

{فہرست مضامین}

5

6

خاصیاتِ ابواب

6

تقریظ

محدثِ کبیر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم

صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

''علم الصیغہ'' فارسی کتابوں میں علم صرف کی ایک اہم اور قواعد صرف میں ایک بے نظیر کتاب ہے؛ اسی وجہ سے اس کو درسِ نظامی کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں عام طور سے طلبہ فارسی زبان سے ناواقف یا کمزور ہوتے ہیں؛ جس کی وجہ سے ''علم الصیغہ'' کی تدریس وتعلیم سے خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا، اس کے پیش نظر مولانا محمد جاوید صاحب قاسمی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے بجائے، اردو زبان میں اس کی ترجمانی کی، اور اس کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے بہت سے ابواب کی مکمل گردانوں کے ذکر کا اہتمام کیا، اور مشکل صیغوں کی تعلیل اور بہت سے اصطلاحی الفاظ کی تشریح حواشی میں کردی۔

علم الصیغہ کے ساتھ فصول اکبری کے خاصیاتِ ابواب بھی داخل درس ہیں، طلبہ کی سہولت کے لئے اس کی خاصیات ابواب کا بھی توضیح وتشریح کے ساتھ اضافہ کردیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر طلبہ کے لئے نافع بنائے۔ (آمین)

نعمت اللہ غفرلہ
صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند

تصدیق

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی دامت برکاتہم

استاذِ حدیث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا۔ وبعد!

میرے سامنے کتاب ’’درسِ علم الصیغہ‘‘ کا مسودہ ہے، جسے جناب مولانا محمد جاوید قاسمی سلمہ استاذ مدرسہ بدرالعلوم گڑھی دولت، کاندھلہ نے ترتیب دیا ہے، بندہ نے اس کے اکثر حصہ پر نظر ڈالی، کتاب کی ترتیب پسند آئی، دراصل یہ مجموعہ اردو زبان میں ’’علم الصیغہ‘‘ کی تسہیل ہے؛ بلکہ اس معنی کر تکمیل ہے کہ جو گردانیں ’’علم الصیغہ‘‘ میں مکمل نہیں ہیں اُن کو مکمل کر دیا گیا ہے، مزید برآں حاشیہ میں مشکل صیغوں کی تعلیل بھی درج کردی گئی ہے، نیز اصل کتاب میں جن اصطلاحات کی تعریف مذکور نہیں ہے، حاشیہ میں اُن کی تعریف بھی تحریر ہے۔

مرتب سلمہ نے کتاب کے اخیر میں تکملہ کے طور پر خاصیاتِ ابواب کی بحث کا ضروری تشریح وتوضیح کے ساتھ اضافہ کر دیا ہے، جس سے کتاب دوآتشہ ہوگئی ہے۔

’’علم الصیغہ‘‘ کا جو حصہ نصاب میں داخل ہے، مؤلف نے ’’درسِ علم الصیغہ‘‘ میں اس کو ۱۲۵/اسباق پر تقسیم کیا ہے اور خاصیاتِ ابواب کی بحث کو ۲۷/اسباق پر۔

مولانا محمد جاوید صاحب قاسمی نے اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے اور فن کی معتبر کتب: نوادرالاصول، مراح الارواح، النحوالوافی اور شذاالعرف وغیرہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔

الغرض کتاب بہت عمدہ ہے، علمِ صرف کے حوالہ سے فن میں جامعیت کے باعث طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے، امید ہے کہ اہل علم اس کی قدرافزائی فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کے افادہ کو عام وتام فرمائے اور موصوف حفظہ اللہ کو مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم)

عبدالخالق سنبھلی

خادم دارالعلوم دیوبند

یکم صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

حرفِ آغاز

ہمارے ’’درسِ نظامی‘‘ میں جو کتبِ نحو وصرف پڑھائی جاتی ہیں، اُن میں اختصار، جامعیت، قواعد کی تنقیح اور مشکل قرآنی صیغوں کی توضیح وتشریح کے حوالے سے ’’علم الصیغہ‘‘ ایک امتیازی مقام رکھتی ہے، ’’علم الصیغہ‘‘ میں ’’علم صرف‘‘ کے قواعد جس خوبی وجامعیت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں اس کی نظیر نہیں ہے۔

قدیم مشترکہ ہندوستان کی علمی اور سرکاری زبان چوں کہ فارسی تھی، اس لئے مصنف نے یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی تھی، اس زمانے میں طالب علم کو فارسی سکھانے اور اس میں کمال پیدا کرنے کے بعد ہی ’’درس نظامی‘‘ میں داخل کیا جاتا تھا؛ لیکن اب فارسی زبان تقریباً متروک ہوگئی، اور ہمارے مدارس میں فارسی زبان سکھانے کا پہلے جیسا اہتمام باقی نہیں رہا۔ اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ جو طلبہ درس نظامی میں داخل ہوتے ہیں، وہ یا تو فارسی زبان بالکل نہیں جانتے یا بہت کم جانتے ہیں، نتیجتًا علم الصیغہ جیسی فارسی کتابوں میں ان کو دوہری محنت کرنی پڑتی ہے، پہلے وہ فارسی سے اردو ترجمہ یاد کرتے ہیں، پھر اس کو زبانی رٹتے ہیں، اور چوں کہ وہ فارسی نہ جاننے کی وجہ سے اس طرح کی کتابوں کو کماحقہ سمجھ نہیں پاتے؛ اس لئے علم صرف میں ان کی استعداد بہت ناقص رہ جاتی ہے، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ طلبہ مہموز، معتل اور مضاعف کے قواعد یاد کر لینے کے بعد بھی، ان کو مثالوں پر منطبق کر کے تعلیل نہیں کر پاتے، اور جن گردانوں کو صاحب علم الصیغہ نے مکمل نہیں لکھا؛ بلکہ طالب علم کے فہم پر اعتماد کرتے ہوئے صرف ان کی طرف اشارہ پر اکتفاء کیا ہے، بالخصوص غیر ثلاثی مجرد اور مرکبات کی گردانیں، اکثر طلبہ ان کو نکالنے پر بھی قادر نہیں ہوتے۔

اس لئے ایک عرصے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ’’علم الصیغہ‘‘ کا آسان اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے ساتھ، جو گردانیں مکمل نہیں ہیں ان کو مکمل کر دیا جائے، اور حاشیہ میں مشکل صیغوں کی تعلیل بھی لکھ دی جائے، تا کہ طلبہ دوسرے صیغوں میں بھی اسی انداز سے تعلیل کر سکیں۔ الحمد للہ یہ کام شروع کیا گیا، اور خدا کے فضل وکرم سے دو سال میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

ترتیب کے دوران جن امور کا لحاظ کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب کا جو حصہ نصاب میں داخل ہے، اس کو اسباق پر تقسیم کر دیا گیا ہے، کل ۱۲۵/سبق ہیں، جو حصہ نصاب میں داخل نہیں ہے، اس کو اسباق پر تقسیم نہیں کیا گیا۔

۲۔ ترجمہ کے بجائے ترجمانی پیش نظر رہی ہے؛ کیوں کہ بیش تر مقامات ایسے ہیں کہ اگر وہاں محض

ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا تو مفہوم کو سمجھنے میں دشواری پیش آتی، اس لئے جہاں ضرورت محسوس ہوئی اضافہ سے گریز نہیں کیا گیا؛ البتہ یہ کوشش رہی ہے کہ اضافہ طویل نہ ہو۔

۳۔ جن اصطلاحات کی "علم الصیغہ" میں تعریف نہیں ہے؛ مثلاً: بحث اثبات فعل ماضی معروف، خماسی، نہی اور اسم مبالغہ وغیرہ، حاشیہ میں ان کی تعریف لکھ دی گئی ہے۔

۴۔ جو گردانیں مکمل نہیں ہیں، بالخصوص غیر ثلاثی مجرد اور مرکبات کی گردانیں، ان کو مکمل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵۔ قواعد کی مثالوں اور گردانوں کے مشکل صیغوں کی، حاشیہ میں تعلیل لکھ دی گئی ہے، تا کہ اسی نہج پر طلبہ دوسرے صیغوں میں تعلیل کر سکیں۔

۶۔ جو قواعد اور صرفی اصول "علم الصیغہ" میں نہیں آسکے، مگر تعلیل، تخفیف اور ادغام میں ان کی ضرورت پڑتی ہے، "شذا العرف"، "النحو الوافی"، "نوادر الاصول" اور "مراح الارواح" وغیرہ کی مدد سے ان کو حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے۔

۷۔ مہموز، معتل اور مضاعف کی گردانوں کے جن صیغوں میں تخفیف، تعلیل یا ادغام ہوا ہے، صاحب علم الصیغہ نے درمیان درمیان میں ان کی تخفیف، تعلیل اور ادغام کی طرف اشارے کئے ہیں، چوں کہ ان کا تعلق زبانی یاد کرنے کے بجائے سمجھنے سے ہے، اس لئے ان کو نمبر ڈال کر نیچے الگ لکھ دیا گیا ہے۔

۸۔ علم الصیغہ میں "خاصیاتِ ابواب" کی بحث نہیں تھی؛ مگر چوں کہ وہ مفید اور ضروری بحث ہے، اس لئے تکملہ کے طور پر "فصول اکبری" سے خاصیات ابواب کی بحث ضروری تشریح وتوضیح کے ساتھ، آخر میں بڑھا دی گئی ہے، اور اس کو بھی آسانی کے لئے اسباق پر مرتب کیا گیا ہے، کل ۲۷ سبق ہیں۔

آخر میں بندہ ان مصنفین ومؤلفین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے، جن کی کتابوں سے ترجمہ وتشریح کے دوران بندہ نے استفادہ کیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے، تو تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے، از راہ خیر خواہی مؤلف کو مطلع کر دیں، تا کہ آئندہ اڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

اللہ رب العزت بندہ کی اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر، دارین کی سعادت کا ذریعہ بنائے، اور اصل کتاب کی طرح اس کو بھی قبولیتِ عامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد جاوید بالوی سہارن پوری

۸ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ، بروز جمعہ

مختصر حالات صاحبِ علم الصیغہ

آپ کا نام عنایت احمد ہے، والد کا نام منشی محمد بخش، دادا کا نام منشی غلام محمد ہے، آپ قریشی النسل تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب قصبہ دیوہ ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں ۹/شوال ۱۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے، اس کے بعد آپ کے والد آپ کو لے کر اپنے اعزہ واقرباء کے ساتھ اپنے ننہال کاکوری میں سکونت پذیر ہو گئے، اب بھی کاکوری میں آپ کا خاندان موجود ہے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے کاکوری میں حاصل کی، پھر ۱۳ سال کی عمر میں رام پور جا کر مولانا سید محمد صاحب بریلوی سے صرف ونحو اور مولوی حیدر علی ٹونکی اور مولوی نور الاسلام سے دوسری کتابیں پڑھیں، پھر دہلی جا کر شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے شاگرد مولانا بزرگ علی مارہروی سے جملہ منقولی ومعقولی کتابیں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد جامع مسجد علی گڑھ کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے، ایک سال کے بعد علی گڑھ میں مفتی ومنصف مقرر ہوئے، اس کے بعد بریلی میں صدر امین مقرر ہوئے، درس وتدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا، آپ کے شاگردوں میں مولوی لطف اللہ علی گڈھی، قاضی عبد الجلیل، مولوی فدا حسین اور نواب عبد العزیز خاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ساتھ آزادی کی جنگ لڑی گئی، تو آپ بھی اس میں شریک ہوئے، جب تحریک آزادی ناکام ہو گئی اور انگریزوں کا ملک پر دوبارہ تسلط ہو گیا، تو مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کو قید کر کے چار سال کے لئے جزیرۂ انڈمان بھیج دیا گیا، وہیں مفتی صاحب نے قرآن کریم حفظ کیا، اور محض اپنی یادداشت سے "تواریخ حبیب الہ" اور "علم الصیغہ" جیسی مفید اور قیمتی کتابیں لکھیں، جب کہ وہاں آپ کے پاس کسی بھی علم کی کوئی کتاب نہیں تھی، وہیں ایک انگریز کی فرمائش پر یاقوت حموی کی مشہور کتاب "معجم البلدان" کا اردو زبان میں ترجمہ کیا، جو دو سال میں مکمل ہوا، یہی ترجمہ مفتی صاحب کی رہائی کا سبب بنا۔ ۱۲۷۷ھ میں رہائی پا کر کاکوری آئے، پھر کانپور میں مستقل قیام کیا، اور کانپور کی مشہور دینی درس گاہ مدرسہ فیض عام قائم کر کے درس دینے لگے، دو سال کے بعد اس مدرسہ میں اپنے شاگرد مولوی حسین شاہ بخاری کو مدرس اول اور مولوی لطف اللہ علی گڈھی کو مدرس دوم مقرر کر کے حج کے لئے تشریف لے گئے، جدہ کے قریب آپ کا جہاز ۷/شوال ۱۲۷۹ھ کو ایک پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا، جس میں مفتی صاحب بعمر ۵۲ سال نماز کی حالت میں احرام باندھے ہوئے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ غرق ہو کر شہید ہو گئے۔ بیس سے زائد آپ کی تصانیف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبق (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ تَصْرِیْفُ الأَحْوَالِ، وَتَخْفِیْفُ الأَثْقَالِ۔ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْهَادِیْنَ إِلٰی مَحَاسِنِ الأَفْعَالِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْمُضَارِعِیْنَ لَہٗ فِی الصِّفَاتِ وَ الأَعْمَالِ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس کے ہاتھ میں ہے احوال کا بدلنا اور بوجھوں کا ہلکا کرنا۔ اور درود وسلام نازل ہو اُن لوگوں کے سردار پر جو رہنمائی کرنے والے ہیں اچھے کاموں کی طرف، اور آپ کی اولاد اور آپ کے اُن صحابہ پر جو آپ کے مشابہ ہیں صفات اور اعمال میں۔

حمد وصلاۃ کے بعد! بے نیاز پروردگار کی بارگاہ کا نیاز مند بندہ: عنایت احمد جو انبیاء کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے کہتا ہے [اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے] کہ: یہ ایک رسالہ ہے "علم صرف" میں، جو مشفق، محسن، جامع محاسن حافظ وزیر علی صاحب کی خاطر "جزیرۂ انڈمان" میں لکھا گیا، حقیر کا اس جزیرہ میں آنا تقدیر کا کرشمہ تھا، کوئی بھی کتاب کسی علم کی اپنے پاس نہ تھی، یہ رسالہ اس طرح لکھا گیا کہ "میزان"، "منشعب"، "پنج گنج"، "زُبدہ" اور "صرف میر" کی جگہ کام آئے، اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔ اللہ تعالیٰ اِس کے ذریعہ طلبہ کو نفع پہنچائے، اور ان کو اور مجھے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ رحمت کاملہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔[1]

---

(۱) علم صرف: وہ علم ہے جس سے صیغوں کی شناخت، الفاظ کی مختلف شکلیں بنانے اور اُن میں تغیر کرنے کا طریقہ اور ایک کلمے سے دوسرا کلمہ بنانے کا قاعدہ معلوم ہو۔

موضوع اس علم کا: افعالِ متصرفہ اور اسمائے متمکنہ غیر جامدہ ہیں۔

غرض وغایت: اس علم کی یہ ہے کہ انسان کلامِ عرب کے مفردات کو بولنے اور لکھنے میں لفظی غلطی سے محفوظ رہے۔

مدوّن: مشہور یہ ہے کہ علم صرف کو معاذ بن مسلم الفراء (متوفی ۱۸۷ھ) نے وضع کیا، پھر اُن کے شاگرد امام علی کسائی (متوفی ۱۸۹ھ) نے اس کو ترقی دی، اس کے بعد کسائی کے شاگرد ابوزکریا یحییٰ الفراء (متوفی ۲۰۷ھ) نے اس کو باضابطہ مدون کیا، اس سے پہلے یہ "علم نحو" ہی کی ایک شاخ سمجھا جاتا تھا۔ =

سبق (۲)

یہ رسالہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: کلمہ کی تقسیم اور اُس کی اقسام کے بیان میں۔

کلمہ: لفظِ موضوع مفرد کو کہتے ہیں۔[1] کلمہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) فعل (۲) اسم (۳) حرف۔

فعل: وہ کلمہ ہے جو تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ، مستقل معنی پر[2] دلالت کرے؛ جیسے: ضَرَبَ (مارا اُس ایک مرد نے زمانۂ گذشتہ میں)، یَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں)۔

اسم: وہ کلمہ ہے جو تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے کے بغیر، مستقل معنی پر دلالت کرے؛ جیسے: رَجُلٌ (مرد)، ضَارِبٌ (مارنے والا)۔

حرف: وہ کلمہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو مستقل نہ ہوں، یعنی جو دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئیں؛ جیسے: مِنْ (سے)، إِلٰی (تک)۔

سبق (۳)

فعل کی معنی اور زمانے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں: (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر۔[3]

ماضی: وہ فعل ہے جو زمانۂ گذشتہ میں معنیٔ مصدری کے واقع ہونے پر دلالت کرے؛ جیسے: فَعَلَ (کیا اُس ایک مرد نے زمانۂ گذشتہ میں)۔

= لیکن اگر کتاب "المقصود" کو دیکھا جائے، جو علم صرف میں نہایت جامع اور منضبط متن ہے، اور "معجم المطبوعات العربیۃ" میں اُس کو تین جگہ امام اعظم ابوحنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ) کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور "کشف الظنون" میں بھی ایک قول یہی لکھا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم صرف کے مدونِ اول ابوزکریا یحییٰ الفراء نہیں؛ بلکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں۔

(۱) جو بات انسان کے منہ سے نکلتی ہے اُس کو لفظ کہتے ہیں، لفظ کی دو قسمیں ہیں: موضوع اور مہمل۔ موضوع: وہ لفظ ہے جو معنی دار ہو؛ جیسے: زید۔ مہمل: وہ لفظ ہے جو معنی دار نہ ہو؛ جیسے: دیز (زید کا الٹا)۔ لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفرد (۲) مرکب۔ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) مستقل معنی: سے مراد ایسے معنی ہیں جو دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر خود سمجھ میں آجائیں۔

(۳) نوٹ: نہی فعل کی کوئی مستقل قسم نہیں ہے؛ بلکہ مضارع مجزوم ہی کی ایک قسم ہے۔

مضارِع: وہ فعل ہے جو زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں معنیٔ مصدری کے واقع ہونے پر دلالت کرے؛ جیسے: یَفْعَلُ (کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں)۔

امر: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں فاعلِ مخاطب سے کسی کام کی طلب پر دلالت کرے؛ جیسے: اِفْعَلْ (کر تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

ماضی اور مضارع میں اگر فعل کی نسبت فاعل: یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو وہ معروف ہوں گے؛ جیسے: ضَرَبَ (مارا اُس ایک مرد نے زمانۂ گذشتہ میں)، یَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں)۔

اور اگر فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہو (یعنی جس پر کام واقع ہوا ہے) تو وہ مجہول ہوں گے؛ جیسے: ضُرِبَ (مارا گیا وہ ایک مرد زمانۂ گذشتہ میں)، یُضْرَبُ (مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا وہ ایک مرد زمانۂ موجودہ یا آئندہ میں)۔

اور امر صرف معروف ہوتا ہے، مجہول نہیں ہوتا۔[1]

ماضی ومضارع معروف ومجہول اگر کسی کام کے ثبوت پر دلالت کرے تو وہ مثبت ہوں گے؛ جیسے: نَصَرَ، نُصِرَ، یَنْصُرُ، یُنْصَرُ۔

اور اگر کسی کام کی نفی پر دلالت کریں تو وہ منفی ہوں گے؛ جیسے: مَاضَرَبَ، مَا ضُرِبَ، لَایَضْرِبُ، لَایُضْرَبُ۔

سبق (۴)

فعل کی حروفِ اصلی کی تعداد کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) ثلاثی (۲) رباعی۔

ثلاثی: وہ فعل ہے جس میں تین حروفِ اصلی ہوں؛ جیسے: نَصَرَ، یَنْصُرُ۔

رباعی: وہ فعل ہے جس میں چار حروفِ اصلی ہوں؛ جیسے: بَعْثَرَ (ابھارا اُس ایک مرد نے)،

(۱) امر حاضر معروف کے چھ صیغوں کے علاوہ، باقی جتنے صیغوں کو امر کہا جاتا ہے، خواہ حاضر مجہول کے صیغے ہوں، خواہ غائب ومتکلم معروف ومجہول کے صیغے، وہ حقیقت میں امر نہیں؛ بلکہ مضارع مجزوم کے صیغے ہیں، "لامِ امر" کی وجہ سے اُن میں طلب کے معنی پیدا ہوجانے کی بنا پر، مجازاً اُن کو امر کہہ دیا جاتا ہے۔

یُبَعْثِرُ (ابھارتا ہے یا ابھارے گا وہ ایک مرد)۔ پھر ان میں سے ہر ایک یا تو مجرد ہوتا ہے یا مزید فیہ۔

ثلاثی مجرد: وہ فعل ہے جس کی ماضی میں تین حروفِ اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف نہ ہو۔[1]

ثلاثی مزید فیہ: وہ فعل ہے جس کی ماضی میں تین حروفِ اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو۔

رباعی مجرد: وہ فعل ہے جس کی ماضی میں چار حروفِ اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف نہ ہو۔

رباعی مزید فیہ: وہ فعل ہے جس کی ماضی میں چار حروفِ اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو۔

ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: نَصَرَ، یَنْصُرُ۔ ثلاثی مزید فیہ کی مثال؛ جیسے: اِجْتَنَبَ (پرہیز کیا اُس ایک مرد نے)، أَکْرَمَ (عزت کی اُس ایک مرد نے)۔ رباعی مجرد کی مثال؛ جیسے: بَعْثَرَ۔ رباعی مزید فیہ کی مثال؛ جیسے: تَسَرْبَلَ (قمیص پہنا اُس ایک مرد نے)، اِبْرَنْشَقَ (خوش ہوا وہ ایک مرد)۔

سبق (۵)

فعل کی حروف کی اقسام کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں: صحیح، مہموز، معتل اور مضاعف

صحیح: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلی میں، ہمزہ، حرفِ علت اور دو حرفِ صحیح ایک جنس کے نہ ہوں۔

حرفِ علت: واؤ، الف اور یاء کو کہتے ہیں، جن کا مجموعہ "وائے" ہے۔ جو مثالیں پیچھے گذریں وہ تمام صحیح کی تھیں۔

مہموز: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلی میں ہمزہ ہو۔ اگر فاء کلمے[2] کی جگہ ہمزہ ہو تو اُس کو مہموزِ فا کہتے ہیں؛ جیسے: أَمَرَ (حکم دیا اُس ایک مرد نے)۔ اور اگر عین کلمے کی جگہ ہمزہ ہو تو اُس کو مہموزِ عین کہتے ہیں؛ جیسے: سَأَلَ (معلوم کیا اُس ایک مرد نے)۔ اور اگر لام کلمے کی جگہ ہمزہ ہو تو اُس کو مہموزِ لام کہتے ہیں؛ جیسے: قَرَأَ (پڑھا اُس ایک مرد نے)۔

(۱) حروفِ اصلی: وہ حروف ہیں جو کلمے کے تمام تغیرات میں لفظاً یا تقدیراً موجود رہیں، اول کی مثال؛ جیسے: نَصَرَ میں: نون، صاد، راء۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: قَالَ میں: قاف، واؤ، لام۔ قاف اور لام لفظاً موجود ہیں اور واؤ تقدیراً۔

حروفِ زائد: وہ حروف ہیں جو حروفِ اصلی کے علاوہ ہوں؛ جیسے: اِجْتَنَبَ میں ہمزہ اور تاء۔

(۲) جو حرف "فَعَلَ" کے "فاء" کی جگہ واقع ہو اس کو فاء کلمہ، جو "عین" کی جگہ واقع ہو اُس کو عین کلمہ اور جو "لام" کی جگہ واقع ہو اُس کو لام کلمہ کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر حروفِ اصلی میں سے پہلے حرف کو فاء کلمہ، دوسرے حرف کو عین کلمہ اور تیسرے حرف کو لام کلمہ کہا جاتا ہے۔

معتل: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلی میں حرفِ علت ہو [1]۔ اگر ایک حرف علت ہو تو اُس کو معتل بیک حرف کہتے ہیں، اور اُس کی تین قسمیں ہیں (۱) معتلِ فا (۲) معتلِ عین (۳) معتلِ لام۔

معتلِ فا: وہ فعل ہے جس کے فا کلمے کی جگہ حرفِ علت ہو، اُس کو مثال بھی کہتے ہیں؛ جیسے: وَعَدَ (وعدہ کیا اُس ایک مرد نے)، یَسَرَ (جوا کھیلا وہ ایک مرد)۔

معتلِ عین: وہ فعل ہے جس کے عین کلمے کی جگہ حرفِ علت ہو، اُس کو اجوف بھی کہتے ہیں؛ جیسے: قَالَ (کہا اُس ایک مرد نے)، بَاعَ (بیچا اُس ایک مرد نے)۔

معتلِ لام: وہ فعل ہے جس کے لام کلمے کی جگہ حرفِ علت ہو، اُس کو ناقص بھی کہتے ہیں؛ جیسے: دَعَا (بلایا اس ایک مرد نے)، رَمٰی (پھینکا اُس ایک مرد نے)۔ [2]

اور اگر دو حرف علت ہوں تو اُس کو لفیف کہتے ہیں۔ اور لفیف کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفیفِ مقرون (۲) لفیفِ مفروق۔

لفیف مقرون: وہ فعل ہے جس میں دو حرف علتِ متصل یعنی ایک ساتھ ملے ہوئے ہوں؛ جیسے: طَوٰی (لپیٹا اُس ایک مرد نے)۔

لفیف مفروق: وہ فعل ہے جس میں دو حرف علت منفصل یعنی الگ الگ ہوں؛ جیسے: وَقٰی (بچایا اُس ایک مرد نے)۔

مضاعف: وہ فعل ہے جس کے حروفِ اصلی میں دو حرفِ صحیح ایک جنس کے ہوں؛ جیسے: فَرَّ (بھاگا وہ ایک مرد)، زَلْزَلَ (ہلایا اس ایک مرد نے)۔ [1] پس کل اقسام دس ہو گئیں: ایک صحیح، تین مہموز، پانچ معتل اور ایک مضاعف ــــ علمائے صرف نے مباحثِ صرفیہ کی کثرت کی وجہ سے اِن میں سے سات کا اعتبار کیا ہے جو اِس شعر میں مذکور ہیں:

شعر

صحیح است ومثال است ومضاعف ☆☆ لفیف وناقص ومہموز واجوف

(۱) یہاں حرف علت سے مراد: واوٴ، یاء اور وہ الف ہے جو "واوٴ" یا "یاء" کے بدلے میں آیا ہو، الفِ اصلی مراد نہیں؛ اس لئے کہ اسمائے متمکنہ اور افعال میں الفِ اصلی نہیں پایا جاتا۔ (نوادر الاصول ص: ۱۲۴)

(۲) مثال، اجوف اور ناقص میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں: واوی، یائی اور الفی۔

مثالِ واوی: وہ فعل ہے جس کے فا کلمہ کی جگہ حرف علت واوٴ ہو؛ جیسے: وَعَدَ۔ مثالِ یائی: وہ فعل ہے جس کے فا کلمہ کی جگہ حرف علت یاء ہو؛ جیسے: یَسَرَ۔ اجوفِ واوی: وہ فعل ہے جس کے عین کلمہ کی جگہ حرف علت واوٴ ہو؛ جیسے: قَالَ، یہ اصل میں قَوَلَ تھا۔ اجوفِ یائی: وہ فعل ہے جس کے عین کلمہ کی جگہ حرف علت یاء ہو؛ جیسے: بَاعَ، یہ اصل میں بَیَعَ تھا۔ ناقصِ واوی: وہ فعل ہے جس کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت واوٴ ہو؛ جیسے: دَعَا، یہ اصل میں دَعَوَ تھا۔ ناقصِ یائی: وہ فعل ہے جس کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت یاء ہو جیسے: رَمٰی، یہ اصل میں رَمَیَ تھا۔ چوں کہ اسمائے متمکنہ اور افعال میں الفِ اصلی نہیں پایا جاتا، اس لئے مثالِ الفی، اجوفِ الفی، اور ناقصِ الفی کو ذکر نہیں کیا گیا۔

سبق (۶)

اسم کی اقسام

اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) مصدر (۲) مشتق (۳) جامد۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام پر دلالت کرے اور اُس کے فارسی معنی کے آخر میں "دن" یا "تن" ہو؛ جیسے: الضَّرْب: زدن (مارنا)، اور القَتْلُ: کشتن (مار ڈالنا)۔

مشتق: وہ اسم ہے جو فعل سے نکلا ہو؛ جیسے: ضَارِب (مارنے والا)، مَنْصَر (مدد کرنے کی جگہ یا مدد کرنے کا وقت)۔ [2]

جامد: وہ اسم ہے جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق؛ جیسے: رَجُل (مرد) جَعْفَر (چھوٹی نہر، بڑی نہر)۔

مصدر اور مشتق بھی اپنے فعل کی طرح ثلاثی، رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں؛ نیز دس قسموں: صحیح وغیرہ پر منقسم ہوتے ہیں۔ [3]

(۱) مضاعف کی دو قسمیں ہیں: مضاعفِ ثلاثی اور مضاعفِ رباعی۔

مضاعفِ ثلاثی: وہ فعل ہے جس کا عین اور لام کلمہ ایک جنس کا ہو؛ جیسے: ذَبَّ، مَدَّ۔

مضاعفِ رباعی: وہ فعل ہے جس کا فاء کلمہ اور لامِ اول، اور عین کلمہ اور لامِ ثانی ایک جنس کا ہو؛ جیسے: زَلْزَلَ، وَسْوَسَ۔

(۲) صاحبِ "علم الصیغہ" نے اُن لوگوں کی رائے کو اختیار کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسمائے مشتقہ براہِ راست مصدر سے مشتق نہیں ہوتے؛ بلکہ فعل کے واسطے سے مصدر سے مشتق ہوتے ہیں۔

(۳) یعنی جس طرح حروف کی اقسام کے اعتبار سے فعل کی دس قسمیں ہیں: صحیح، مہموز وغیرہ، اسی طرح مصدر اور مشتق کی بھی حروف کی اقسام کے اعتبار سے دس قسمیں ہیں۔ جو فعل: صحیح، مہموز، معتل یا مضاعف ہوگا، اُس کا مصدر اور اُس مصدر سے مشتق ہونے والا اسم: مثلاً اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ بھی صحیح، مہموز، معتل یا مضاعف ہوگا۔ اور یہی حال مصدر اور مشتق کے ثلاثی اور رباعی ہونے کا ہے۔

اور جامد کی حروفِ اصلی کی تعداد کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں: ثلاثی، رباعی اور خماسی [1]۔ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: رَجُلٌ۔ ثلاثی مزید فیہ کی مثال؛ جیسے: حِمَارٌ (گدھا)۔ رباعی مجرد کی مثال؛ جیسے: جَعْفَرٌ۔ رباعی مزید فیہ کی مثال؛ جیسے: قِرْطَاسٌ (کاغذ)۔ خماسی مجرد کی مثال؛ جیسے: سَفَرْجَلٌ (بہی، ناشپاتی کا طرح کا ایک پھل)۔ خماسی مزید فیہ کی مثال؛ جیسے: قَبَعْثَرَی (موٹا اونٹ)۔

اور جامد حروف کی اقسام کے اعتبار سے دس قسموں: یعنی صحیح، مہموز وغیرہ پر منقسم ہوتا ہے [2]۔ چوں کہ فعل کی گردان زیادہ ہوتی ہے، اسم کی کم اور حرف کی بالکل نہیں ہوتی؛ اس لئے صرفی کی توجہ فعل کی طرف زیادہ ہوتی ہے۔

سبق (۷)

پہلا باب صیغوں کے بیان میں

یہ دو فصلوں پر مشتمل ہے:

پہلی فصل: افعال کی گردانوں کے بیان میں۔ فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد سے تین وزن پر آتا ہے: (۱) فَعَلَ کے وزن پر؛ جیسے: ضَرَبَ۔ (۲) فَعِلَ کے وزن پر؛ جیسے: سَمِعَ۔ (۳) فَعُلَ کے وزن پر؛ جیسے: کَرُمَ۔

فَعَلَ کا مضارع معروف: کبھی یَفْعُلُ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: نَصَرَ یَنْصُرُ۔ کبھی یَفْعِلُ کے

(۱) خماسی: وہ اسم ہے جس میں پانچ حروف اصلی ہوں، اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) خماسی مجرد، یعنی جس میں پانچ حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف نہ ہو، جیسے: سَفَرْجَلٌ۔ (۲) خماسی مزید فیہ، یعنی جس میں پانچ حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو؛ جیسے: قَبَعْثَرَی، اس میں الف مقصورہ زائد حرف ہے۔ واضح رہے کہ اسم میں زیادہ سے زیادہ سات حرف ہوتے ہیں، بعض اسماء میں تین حروف اصلی ہوتے ہیں باقی زائد، بعض میں چار اصلی باقی زائد اور بعض میں پانچ اصلی باقی زائد۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: نوادر الاصول (ص: ۴۲)

(۲) صحیح کی مثال: جیسے: رَجُلٌ۔ مہموز فا کی مثال؛ جیسے: اِبِلٌ (اونٹ)۔ مہموز عین کی مثال؛ جیسے: رَأْسٌ (سر)۔ مہموز لام کی مثال؛ جیسے: کَلَأٌ (گھاس)۔ معتل فا کی مثال؛ جیسے: وَجْهٌ (چہرہ)۔ معتل عین کی مثال؛ جیسے: بابٌ (دروازہ)، اس کی اصل بَوَبٌ ہے۔ معتل لام کی مثال؛ جیسے: دَلْوٌ (ڈول)۔ لفیف مقرون کی مثال؛ جیسے: الشَّوٰی (اطرافِ جسم) لفیفِ مفروق کی مثال؛ جیسے: الوَرٰی (مخلوق)۔ مضاعفِ ثلاثی کی مثال؛ جیسے: الفُلُّ (چنبیلی کا پھول)۔ مضاعفِ رباعی کی مثال؛ جیسے: سِلْسِلَةٌ (زنجیر)۔

وزن پر آتا ہے؛ جیسے: ضَرَبَ یَضْرِبُ، اور کبھی یَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: فَتَحَ یَفْتَحُ۔

فَعِلَ کا مضارع معروف: یَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: سَمِعَ یَسْمَعُ۔ اور کبھی یَفْعِلُ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: حَسِبَ یَحْسِبُ۔

اور فَعُلَ کا مضارع معروف: صرف یَفْعُلُ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: کَرُمَ، یَکْرُمُ۔ اور ماضی مجہول اِن تینوں اوزان سے فُعِلَ کے وزن پر آتا ہے۔ [1] اور مضارع مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔ پس ثلاثی مجرد کے کل چھ باب ہوگئے: پہلا باب فَعَلَ یَفْعُلُ کے وزن پر۔ دوسرا باب فَعَلَ یَفْعِلُ کے وزن پر۔ تیسرا باب فَعِلَ یَفْعَلُ کے وزن پر۔ چوتھا باب فَعَلَ یَفْعَلُ کے وزن پر۔ پانچواں باب فَعُلَ یَفْعُلُ کے وزن پر۔ چھٹا باب فَعِلَ یَفْعِلُ کے وزن پر۔ [2]

اولاً افعال اور مشتقات کے صیغے بیان کئے جاتے ہیں، اُس کے بعد ابواب کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

سبق (۸)

فعل ماضی کا بیان

فعلِ ماضی: کے تیرہ صیغے [3] آتے ہیں: (۱) واحد مذکر غائب (۲) تثنیہ مذکر غائب (۳) جمع مذکر غائب (۴) واحد مؤنث غائب۔ (۵) تثنیہ مؤنث غائب۔ (۶) جمع مؤنث غائب۔ (۷) واحد مذکر حاضر۔ (۸) تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر۔ (۹) جمع مذکر حاضر۔ (۱۰) واحد مؤنث حاضر۔ (۱۱) جمع مؤنث حاضر۔ (۱۲) واحد مذکر و مؤنث متکلم۔ (۱۳) تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم۔ فعل ماضی کی چار قسمیں ہیں:

۱- بحث اثبات فعل ماضی معروف [4]: فَعَلَ، فَعَلَا، فَعَلُوْا، فَعَلَتْ، فَعَلَتَا، فَعَلْنَ،

(۱) "فَعُلَ" کا وزن اگرچہ لازم ہے؛ مگر چوں کہ اگر لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی بنالیا جائے تو اس سے مجہول اور اسم مفعول آجاتا ہے، اس لئے صاحب "علم الصیغہ" نے یہاں مجہول میں "فَعُلَ" کے وزن کو بھی شامل کرلیا ہے۔

(۲) ثلاثی مجرد کے دو باب اور ہیں: (۱) فَعِلَ یَفْعُلُ کے وزن پر (۲) فَعُلَ یَفْعَلُ کے وزن پر؛ مگر چوں کہ یہ دونوں باب بہت کم استعمال ہوتے ہیں، اس لئے صاحب "علم الصیغہ" نے اِن کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔

(۳) صیغہ: لفظ کی وہ مخصوص شکل ہے جو حرکات وسکنات اور حروف کی ترتیب سے حاصل ہو اور مخصوص معنی پر دلالت کرے۔

(۴) بحث اثبات فعل ماضی معروف: وہ فعل ہے جو زمانۂ گذشتہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: فَعَلَ (کیا اس ایک مرد نے زمانۂ گذشتہ میں)، دَخَلَ (داخل ہوا وہ ایک مرد زمانۂ گذشتہ میں)۔

فَعَلْتَ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُمْ، فَعَلْتِ، فَعَلْتُنَّ، فَعَلْتُ فَعَلْنَا۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے

۲-بحث اثبات فعل ماضی مجہول [۱] **:** فُعِلَ، فُعِلَا، فُعِلُوْا، فُعِلَتْ، فُعِلَتَا، فُعِلْنَ، فُعِلْتَ، فُعِلْتُمَا، فُعِلْتُمْ، فُعِلْتِ، فُعِلْتُنَّ، فُعِلْتُ، فُعِلْنَا۔

سبق (۹)

"مَا" اور "لَا" فعل ماضی پر نفی کے لئے آتے ہیں؛ مگر فعل ماضی پر "لا" کے داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ "لا" فعل ماضی پر بغیر تکرار کے نہیں آتا [۲]۔ جیسے: فَلَاصَدَّقَ وَلَاصَلّٰی (لیکن انسان نے نہ مانا اور نہ نماز پڑھی)۔

۳-بحث نفی فعل ماضی معروف [۳]**:** مَافَعَلَ، مَافَعَلَا، مَافَعَلُوْا، مَافَعَلَتْ، مَافَعَلَتَا، مَافَعَلْنَ، مَافَعَلْتَ، مَافَعَلْتُمَا، مَافَعَلْتُمْ، مَافَعَلْتِ، مَافَعَلْتُنَّ، مَافَعَلْتُ، مَافَعَلْنَا۔

اسی طرح لَافَعَلَ سے، آخر تک پوری گردان کرلی جائے۔

۴-بحث نفی فعل ماضی مجہول [۴] **:** مَافُعِلَ، مَافُعِلَا، مَافُعِلُوْا، مَافُعِلَتْ، مَافُعِلَتَا، مَافُعِلْنَ، مَافُعِلْتَ، مَافُعِلْتُمَا، مَافُعِلْتُمْ، مَافُعِلْتِ، مَافُعِلْتُنَّ، مَافُعِلْتُ، مَافُعِلْنَا۔

اسی طرح لَافُعِلَ سے، آخر تک پوری گردان کرلی جائے۔

---

(۱) بحث اثبات فعل ماضی مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں کسی کام کے کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: فُعِلَ (کیا گیا وہ ایک مرد زمانہ گذشتہ میں)۔

(۲) خواہ لا کا تکرار لفظاً ہو؛ جیسے: فَلَاصَدَّقَ وَلَاصَلّٰی۔ یا معنیً ہو؛ جیسے: فَلَااقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ، یہ فَلَافَكَّ رَقَبَةً وَلَا أَطْعَمَ مِسْكِيْنًا کے معنی میں ہے۔ واضح ہے کہ جوابِ قسم اور مقامِ دعا میں، "لا" فعل ماضی پر بغیر تکرار کے بھی داخل ہوجاتا ہے: جوابِ قسم کی مثال: تَاللهِ لَاعَذَّبْتُهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ۔ دعاء کی مثال: أَلَا! لَابَارَكَ اللهُ فِيْ سُهَيْلٍ۔ (نوادرالاصول ص:۲۱)

(۳) بحث نفی فعل ماضی معروف: وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: مَافَعَلَ (نہیں کیا اُس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں)، مَادَخَلَ (نہیں داخل ہوا وہ ایک مرد زمانہ گذشتہ میں)۔

(۴) بحث نفی فعل ماضی مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں کسی کام کے نہ کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: مَافُعِلَ (نہیں کیا گیا وہ ایک مرد زمانہ گذشتہ میں)۔

سبق (۱۰)

فعل مضارع کا بیان

فعل مضارع: کے گیارہ صیغے آتے ہیں: (۱) واحد مذکر غائب (۲) تثنیہ مذکر غائب (۳) جمع مذکر غائب (۴) واحد مؤنث غائب و مذکر حاضر، یہ دو صیغوں کے قائم مقام ہے۔ (۵) تثنیہ مؤنث غائب، و مذکر و مؤنث حاضر، یہ تین صیغوں کے قائم مقام ہے۔ (۶) جمع مؤنث غائب۔ (۷) جمع مذکر حاضر۔ (۸) واحد مؤنث حاضر۔ (۹) جمع مؤنث حاضر۔ (۱۰) واحد مذکر و مؤنث متکلم۔ (۱۱) تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم۔

فعل مضارع کی بھی چار قسمیں ہیں:

۱- بحث اثبات فعل مضارع معروف [۱] **:** يَفْعَلُ، يَفْعَلَانِ، يَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلُ، تَفْعَلَانِ، يَفْعَلْنَ، تَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلِيْنَ، تَفْعَلْنَ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ۔

عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

۲- بحث اثبات فعل مضارع مجہول [۲] **:** يُفْعَلُ، يُفْعَلَانِ، يُفْعَلُوْنَ، تُفْعَلُ، تُفْعَلَانِ، يُفْعَلْنَ، تُفْعَلُوْنَ، تُفْعَلِيْنَ، تُفْعَلْنَ، أُفْعَلُ، نُفْعَلُ۔

۳-بحث نفی فعل مضارع معروف [۳]**:** لَايَفْعَلُ، لَايَفْعَلَانِ، لَايَفْعَلُوْنَ، لَاتَفْعَلُ، لَاتَفْعَلَانِ، لَايَفْعَلْنَ، لَاتَفْعَلُوْنَ، لَاتَفْعَلِيْنَ، لَاتَفْعَلْنَ، لَاأَفْعَلُ، لَانَفْعَلُ۔

---

(۱) بحث اثبات فعل مضارع معروف: وہ فعل ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی کام کے کرنے یا ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: يَفْعَلُ (کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)، يَدْخُلُ (داخل ہوتا ہے یا داخل ہوگا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

(۲) بحث اثبات فعل مضارع مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی کام کے کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: يُفْعَلُ (کیا جاتا ہے یا کیا جائے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

(۳) بحث نفی فعل مضارع معروف: وہ فعل ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَايَفْعَلُ (نہیں کرتا ہے یا نہیں کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں) لَايَدْخُلُ (نہیں داخل ہوتا ہے یا نہیں داخل ہوگا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

۴- **بحث نفی فعل مضارع مجہول** [1]: لَایُفْعَلُ، لَا یُفْعَلَانِ، لَایُفْعَلُوْنَ، لَاتُفْعَلُ، لَاتُفْعَلَانِ، لَایُفْعَلْنَ، لَاتُفْعَلُوْنَ، لَاتُفْعَلِیْنَ، لَاتُفْعَلْنَ، لَااُفْعَلُ، لَانُفْعَلُ۔

اسی طرح مَایَفْعَلُ اور مَایُفْعَلُ سے، آخر تک پوری گردان کرلی جائے۔

سبق (۱۱)

فعل مضارع منصوب کا بیان

جب "لَنْ "، فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے، تو وہ (اُس میں دو طرح کا عمل کرتا ہے: عملِ لفظی اور عملِ معنوی۔ عمل لفظی یہ ہے کہ وہ) چار صیغوں: یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب و مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کو نصب دیتا ہے؛ جیسے: لَنْ یَّفْعَلَ، لَنْ تَفْعَلَ، لَنْ أَفْعَلَ، لَنْ نَفْعَلَ۔ اور پانچ صیغوں یعنی تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب و مذکر و مؤنث حاضر، جمع مذکر غائب جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر سے نون اعرابی کو گرادیتا ہے؛ جیسے: لَنْ یَّفْعَلَا، لَنْ تَفْعَلَا، لَنْ یَّفْعَلُوْا، لَنْ تَفْعَلُوْا، لَنْ تَفْعَلِیْ۔ اور دو صیغوں: یعنی جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے لفظ میں کوئی عمل نہیں کرتا: جیسے: لَنْ یَّفْعَلْنَ، لَنْ تَفْعَلْنَ۔ اور (عمل معنوی یہ ہے کہ) "لَنْ "، فعل مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے؛ جیسے: لَنْ یَّفْعَلَ (ہرگز نہیں کرے گا وہ ایک مرد زمانہ آئندہ میں)۔

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف [2]: لَنْ یَّفْعَلَ، لَنْ یَّفْعَلَا، لَنْ یَّفْعَلُوْا، لَنْ تَفْعَلَ، لَنْ تَفْعَلَا، لَنْ یَّفْعَلْنَ، لَنْ تَفْعَلُوْا، لَنْ تَفْعَلِیْ، لَنْ تَفْعَلْنَ، لَنْ اَفْعَلَ، لَنْ نَفْعَلَ۔

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول [3]: لَنْ یُّفْعَلَ، لَنْ یُّفْعَلَا، لَنْ یُّفْعَلُوْا، لَنْ

(۱) بحث نفی فعل مضارع مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی کام نہ کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَایُفْعَلُ (نہیں کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جائے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

(۲) بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: وہ فعل ہے جو زمانہ آئندہ میں، تاکید کے ساتھ، کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَنْ یَّفْعَلَ (ہرگز نہیں کرے گا وہ ایک مرد زمانہ آئندہ میں)، لَنْ یَّدْخُلَ (ہرگز نہیں داخل ہوگا وہ ایک مرد زمانہ آئندہ میں)۔

(۳) بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ آئندہ میں، تاکید کے ساتھ، کسی کام کے نہ کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَنْ یُّفْعَلَ (ہرگز نہیں کیا جائے گا وہ ایک مرد زمانہ آئندہ میں)۔

تُفْعَلَ، لَنْ تُفْعَلَا، لَنْ یُّفْعَلْنَ، لَنْ تُفْعَلُوْا، لَنْ تُفْعَلِیْ، لَنْ تُفْعَلْنَ، لَنْ اُفْعَلَ، لَنْ نُفْعَلَ۔

فائدہ: "اَنْ"، "کَیْ" اور "إِذَنْ" [1] بھی، فعل مضارع کے لفظ میں "لَنْ" کی طرح عمل کرتے ہیں؛ جیسے: اَنْ یَّفْعَلَ، کَیْ یَفْعَلَ اور إِذَنْ یَّفْعَلَ، اِن سے بھی معروف و مجہول دونوں گردانیں کرلی جائیں۔

سبق (۱۲)

فعل مضارع مجزوم کا بیان

جب "لَمْ"، فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے، تو وہ (بھی اُس میں دو طرح کا عمل کرتا ہے: عمل لفظی اور عمل معنوی۔ عمل لفظی یہ ہے کہ وہ) چار صیغوں: یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب و مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کو جزم دیتا ہے، اگر آخر میں حرفِ علت نہ ہو؛ جیسے: لَمْ یَفْعَلْ لَمْ تَفْعَلْ، لَمْ اَفْعَلْ، لَمْ نَفْعَلْ۔ اور اگر آخر میں حرفِ علت ہو تو اُس کو گرادیتا ہے؛ جیسے: لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ۔ اور پانچ صیغوں: یعنی تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب و مذکر و مؤنث حاضر، جمع مذکر غائب جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر سے نونِ اعرابی کو گرادیتا ہے؛ جیسے: لَمْ یَفْعَلَا، لَمْ تَفْعَلَا، لَمْ یَفْعَلُوْا، لَمْ تَفْعَلُوْا، لَمْ تَفْعَلِیْ۔ اور دو صیغوں: یعنی جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کو اپنی حالت پر رکھتا ہے، یعنی لفظاً اُن میں کوئی عمل نہیں کرتا؛ جیسے: لَمْ یَفْعَلْنَ، لَمْ تَفْعَلْنَ۔ اور (عمل معنوی یہ ہے کہ "لَمْ") فعل مضارع مثبت کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے؛ جیسے: لَمْ یَفْعَلْ (نہیں کیا اُس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں)۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف [2]: لَمْ یَفْعَلْ لَمْ یَفْعَلَا، لَمْ یَفْعَلُوْا، لَمْ تَفْعَلْ، لَمْ تَفْعَلَا، لَمْ یَفْعَلْنَ، لَمْ تَفْعَلُوْا، لَمْ تَفْعَلِیْ، لَمْ تَفْعَلْنَ، لَمْ اَفْعَلْ، لَمْ نَفْعَلْ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول [3]: لَمْ یُفْعَلْ، لَمْ یُفْعَلَا، لَمْ یُفْعَلُوْا، لَمْ تُفْعَلْ،

(۱) "إِذَنْ"، فعل مضارع کو اُس وقت نصب دیتا ہے جب کہ چار شرطیں پائی جائیں۔ دیکھئے: درسِ ہدایۃ النحو (ص: ۲۸۹)

(۲) بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں، یقین کے ساتھ، کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَمْ یَفْعَلْ (نہیں کیا اُس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں)، لَمْ یَدْخُلْ (نہیں داخل ہوا وہ ایک مرد زمانہ گذشتہ میں)۔

(۳) بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں، یقین کے ساتھ، کسی کام کے نہ کئے =

لَمْ تُفْعَلا، لَمْ يُفْعَلْنَ، لَمْ تُفْعَلُوْا، لَمْ تُفْعَلِي، لَمْ تُفْعَلْنَ، لَمْ أُفْعَلْ، لَمْ نُفْعَلْ۔

فائدہ: "لَمَّا" بھی فعل مضارع میں لفظاً اور معنیً "لَم" جیسا عمل کرتا ہے؛ جیسے: لَمَّا يَفْعَلْ، لَمَّا يَفْعَلاَ مگر "لَمْ" اور "لَمَّا" میں فرق یہ ہے کہ "لَمْ" مطلق زمانہ گذشتہ میں کسی کام کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور "لَمَّا" استغراق کے ساتھ خاص ہے، یعنی زمانۂ تکلم تک پورے زمانۂ گذشتہ میں کسی کام کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے؛ چناں چہ لَمْ يَفْعَلْ کے معنی ہیں: نہیں کیا اُس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں، اور لَمَّا يَفْعَلْ کے معنی ہیں: ابھی تک نہیں کیا اُس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں۔

سبق (۱۳)

"اِنْ شرطیہ"، "لام امر" اور "لائے نہی" بھی، فعل مضارع میں، "لَمْ" کی طرح عمل کرتے ہیں؛ جیسے: اِنْ يَفْعَلْ، اِنْ يَفْعَلا آخر تک، معروف ومجہول دونوں گردانیں کرلی جائیں۔

لام امر: مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے، اور معروف میں حاضر کے علاوہ، صرف غائب ومتکلم کے صیغوں میں آتا ہے۔

اور لائے نہی: معروف ومجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے۔

فائدہ: محققین کے بیان کے مطابق، امر مجہول بالام کے صیغوں کو، اور نیز نہی کے تمام صیغوں کو متفرق کرنا پسندیدہ نہیں ہے، بحث نفی جحد بلم کی طرح، اِن بحثوں کو بھی رکھنا چاہئے، البتہ امر معروف کی گردان کو تقسیم کرنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ امر حاضر اس سے بغیر لام کے آتا ہے، اور وہ فعل کی تیسری قسم ہے۔ [1] پس امر حاضر کے صیغے علیحدہ لکھے جائیں گے، اور وہیں مناسبت کی وجہ سے امر بالام کے صیغے بھی لکھے جائیں گے، یہاں نہی کے صیغے لکھے جاتے ہیں۔

= جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَمْ يُفْعَلْ (نہیں کیا گیا وہ ایک مرد زمانۂ گذشتہ میں)۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ محققین اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ امر مجہول بالام اور نہی معروف ومجہول میں، حاضر کے صیغوں کو الگ گردان میں رکھا جائے، اور غائب ومتکلم کے صیغوں کو الگ گردان میں، جیسا کہ صاحب "میزان الصرف" نے کیا ہے؛ بلکہ اُن کے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ جس طرح نفی جحد بلم کے تمام صیغوں کو غائب وحاضر کا فرق کئے بغیر، ایک گردان میں رکھا جاتا ہے، اسی طرح امر مجہول بالام اور نہی معروف ومجہول میں بھی تمام صیغوں کو ایک گردان میں رکھا جائے؛ اس لئے کہ عاملِ جازم ہونے میں "لَمْ"، "لام امر" اور "لائے نہی" سب برابر ہیں۔ البتہ امر معروف میں حاضر کے صیغوں کو الگ گردان میں رکھنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ امر حاضر معروف بغیر لام کے آتا ہے، اور وہ فعل کی ایک مستقل قسم ہے۔

بحث نہی معروف [1] : لَا يَفْعَلْ، لَا يَفْعَلا، لَا يَفْعَلُوْا، لَا تَفْعَلْ، لَا تَفْعَلا، لَا يَفْعَلْنَ، لَا تَفْعَلُوْا، لَا تَفْعَلِي، لَا تَفْعَلْنَ، لَا أَفْعَلْ، لَا نَفْعَلْ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

بحث نہی مجہول [2] : لَا يُفْعَلْ، لَا يُفْعَلا، لَا يُفْعَلُوْا، لَا تُفْعَلْ، لَا تُفْعَلا، لَا يُفْعَلْنَ، لَا تُفْعَلُوْا، لَا تُفْعَلِي، لَا تُفْعَلْنَ، لَا أُفْعَلْ، لَا نُفْعَلْ۔

نوٹ: جو فعل مضارع "لَمْ" یا دوسرے جوازم، مثلاً: "لَمَّا"، "اِنْ شرطیہ"، "لام امر" اور "لائے نہی" کی وجہ سے مجزوم ہو، اگر اُس کا لام کلمہ حرفِ علت ہو تو وہ گر جاتا ہے؛ جیسے: لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَخْشَ، لَمَّا يَدْعُ، اِنْ يَدْعُ، لِيَدْعُ، لَا يَدْعُ۔ وهكذا۔۔۔۔۔

سبق (۱۴)

فعل مضارع بالام تاکید ونون تاکید کا بیان

فعل مضارع میں تاکید کے لئے، لام تاکید مفتوحہ اور نونِ تاکید ثقیلہ وخفیفہ آتا ہے، لام شروع میں اور نون آخر میں داخل ہوتا ہے، نونِ ثقیلہ مشدّد ہوتا ہے، اور تمام صیغوں میں آتا ہے، اور نونِ خفیفہ ساکن ہوتا ہے اور تثنیہ اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغوں میں نہیں آتا، باقی صیغوں میں آتا ہے۔

نونِ ثقیلہ کا ماقبل چار صیغوں: یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب ومذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم میں مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: لَيَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَأَفْعَلَنَّ، لَنَفْعَلَنَّ۔ اور نونِ اعرابی تثنیہ، جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں گر جاتا ہے، پس الف تثنیہ باقی رہتا ہے اور اُس کے بعد نونِ ثقیلہ مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: لَيَفْعَلانِّ، لَتَفْعَلانِّ۔ اور جمع مذکر غائب وحاضر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یاء گر جاتی ہے، پس واؤ کے ماقبل ضمہ اور یاء کے ماقبل کسرہ باقی رہتا ہے؛ جیسے: لَيَفْعَلُنَّ، لَتَفْعَلُنَّ، لَتَفْعَلِنَّ۔ [3]

(۱) نہی معروف: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَا تَفْعَلْ (مت کر تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)، لَا يَدْخُلْ (چاہئے کہ داخل نہ ہو وہ ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

(۲) بحث نہی مجہول: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں کسی کام کے نہ کئے جانے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَا يُفْعَلْ (چاہئے کہ نہ کیا جائے وہ ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

(۳) واضح رہے کہ اگر جمع مذکر غائب وحاضر کے واؤ، اور واحد مؤنث حاضر کی یاء کا ماقبل صورۃً مفتوح ہو تو اِس صورت میں اُس واؤ اور یاء کو گرایا نہیں جاتا؛ بلکہ اُن کو باقی رکھتے ہوئے، خود اُس واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیدیا جاتا ہے؛ جیسے: لَيَدْعَوُنَّ، لَيَرْمَوُنَّ، لَتَخْشَيِنَّ وغیرہ۔ دیکھئے: نوادر الاصول (ص:۲۶)

جمع مؤنث غائب وحاضر میں نونِ جمع مؤنث اور نونِ ثقیلہ کے درمیان "الفِ فاصل"[1] لے آتے ہیں، تا کہ پے در پے تین نونوں کا جمع ہونا لازم نہ آئے؛ جیسے: لَيَفْعَلْنَانِّ، لَتَفْعَلْنَانِّ۔[2] اِن دونوں صیغوں میں بھی نونِ ثقیلہ مکسور ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ الف کے بعد نونِ ثقیلہ مکسور ہوتا ہے، اور دیگر جگہوں میں مفتوح۔

اور نونِ خفیفہ تثنیہ اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے علاوہ، باقی صیغوں میں آتا ہے، اور اُس کا حال مذکورہ تمام باتوں میں نونِ ثقیلہ کی طرح ہے۔ فعل مضارع، نونِ تاکید ثقیلہ وخفیفہ کے داخل ہونے سے زمانۂ مستقبل کے ساتھ خاص ہوجاتا ہے۔

سبق (۱۵)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف[3]: لَيَفْعَلَنَّ، لَيَفْعَلَانِّ، لَيَفْعَلُنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَانِّ، لَيَفْعَلْنَانِّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلُنَّ، لَتَفْعَلِنَّ، لَتَفْعَلْنَانِّ، لَأَفْعَلَنَّ، لَنَفْعَلَنَّ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول[4]: لَيُفْعَلَنَّ، لَيُفْعَلَانِّ، لَيُفْعَلُنَّ، لَتُفْعَلَنَّ، لَتُفْعَلَانِّ، لَيُفْعَلْنَانِّ، لَتُفْعَلَنَّ، لَتُفْعَلُنَّ، لَتُفْعَلِنَّ، لَتُفْعَلْنَانِّ، لَأُفْعَلَنَّ، لَنُفْعَلَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَيَفْعَلَنْ، لَيَفْعَلُنْ، لَتَفْعَلَنْ، لَتَفْعَلُنْ، لَتَفْعَلِنْ، لَأَفْعَلَنْ، لَنَفْعَلَنْ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

---

(۱) الفِ فاصل: وہ الف ہے جو نونِ جمع مؤنث اور نونِ ثقیلہ کے درمیان فصل کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

(۲) نوٹ: اگر کسی جگہ نونِ وقایہ یا نونِ اصلی ہو تو وہاں پے در پے تین نونوں کا جمع ہونا جائز ہے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {لُمْتُنَّنِي فِيهِ}، اس میں تیسرا نون، نون وقایہ ہے۔ لَتَكُونَنَّ، اس میں پہلا نون، نونِ اصلی ہے۔

(۳) بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ/خفیفہ در فعل مستقبل معروف: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، نہایت تاکید کے ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَيَفْعَلَنَّ / لَيَفْعَلَنْ (ضرور بالضرور کرے گا وہ ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)، لَيَدْخُلَنَّ / لَيَدْخُلَنْ (ضرور بالضرور داخل ہوگا وہ ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

(۴) بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ/خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، نہایت تاکید کے ساتھ کسی کام کے کئے جانے پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَيُفْعَلَنَّ / لَيُفْعَلَنْ (ضرور بالضرور کیا جائے گا وہ ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُفْعَلَنْ، لَيُفْعَلُنْ، لَتُفْعَلَنْ، لَتُفْعَلُنْ، لَتُفْعَلِنْ، لَأُفْعَلَنْ، لَنُفْعَلَنْ۔

سبق (۱۶)

امر ونہی میں بھی نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ آتا ہے، امر کا بیان اِس کے بعد آئے گا۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ[1]: لَا يَفْعَلَنَّ، لَا يَفْعَلَانِّ، لَا يَفْعَلُنَّ، لَا تَفْعَلَنَّ، لَا تَفْعَلَانِّ، لَا يَفْعَلْنَانِّ، لَا تَفْعَلَنَّ، لَا تَفْعَلُنَّ، لَا تَفْعَلِنَّ، لَا تَفْعَلْنَانِّ، لَا أَفْعَلَنَّ، لَا نَفْعَلَنَّ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ[2]: لَا يُفْعَلَنَّ، لَا يُفْعَلَانِّ، لَا يُفْعَلُنَّ، لَا تُفْعَلَنَّ، لَا تُفْعَلَانِّ، لَا يُفْعَلْنَانِّ، لَا تُفْعَلَنَّ، لَا تُفْعَلُنَّ، لَا تُفْعَلِنَّ، لَا تُفْعَلْنَانِّ، لَا أُفْعَلَنَّ، لَا نُفْعَلَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَا يَفْعَلَنْ، لَا يَفْعَلُنْ، لَا تَفْعَلَنْ، لَا تَفْعَلُنْ، لَا تَفْعَلِنْ، لَا أَفْعَلَنْ، لَا نَفْعَلَنْ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ گردان کی جائے۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَا يُفْعَلَنْ، لَا يُفْعَلُنْ، لَا تُفْعَلَنْ، لَا تُفْعَلُنْ، لَا تُفْعَلِنْ لَا أُفْعَلَنْ، لَا نُفْعَلَنْ۔

فائدہ: فعل مضارع میں "إِمَّا شرطیہ"[3] کے بعد بھی، نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ اپنے طریقہ کے مطابق آتے ہیں؛ جیسے: إِمَّا يَفْعَلَنَّ، إِمَّا يُفْعَلَنَّ، إِمَّا يَفْعَلَنْ، إِمَّا يُفْعَلَنْ آخر تک پوری گردانیں کرلی جائیں۔

---

(۱) بحث نہی معروف بانون ثقیلہ/خفیفہ: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، تاکید کے ساتھ کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لَا تَفْعَلَنَّ / لَا تَفْعَلَنْ (ہرگز مت کر تو ایک مرد زمانہ آئندہ میں)، لَا تَدْخُلَنَّ / لَا تَدْخُلَنْ (ہرگز مت داخل ہو تو ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

(۲) بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ/خفیفہ: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، تاکید کے ساتھ کسی کام کے نہ کئے جانے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لَا يُفْعَلَنَّ / لَا يُفْعَلَنْ (چاہئے کہ ہرگز نہ کیا جائے وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

(۳) یہ "إِنْ شرطیہ" اور "مَا زائدہ" سے مرکب ہے، اصل میں إِنْ مَا تھا، نون کو میم سے بدل کر، میم کا میم میں ادغام کردیا، إِمَّا ہوگیا۔ (اعراب القرآن ۱۰/۱۵۹)۔

سبق (۱۷)

فعل امر کا بیان

امر حاضر بنانے کا قاعدہ: امر حاضر فعل مضارع معروف سے بنایا جاتا ہے، اس طرح کہ علامت مضارع کو حذف کر دیں، اُس کے بعد دیکھیں: اگر علامت مضارع کا مابعد متحرک ہو تو آخر میں وقف کر دیں؛ جیسے: تَعِدُ سے عِدْ۔

اور اگر ساکن ہو تو عین کلمہ کو دیکھیں: اگر عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزۂ وصل مضموم شروع میں لے آئیں، اور آخر میں وقف کر دیں اگر حرف علت نہ ہو؛ جیسے: تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ۔ اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو، تو ہمزۂ وصل مکسور شروع میں لے آئیں، اور آخر میں وقف کر دیں اگر حرف علت نہ ہو؛ جیسے: تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ۔

امر میں نونِ اعرابی گر جاتا ہے اور نونِ جمع مؤنث اپنی حالت پر رہتا ہے، اور حرفِ علت بھی آخر سے حذف ہو جاتا ہے؛ جیسے: تَدْعُوْ سے اُدْعُ، تَرْمِيْ سے اِرْمِ اور تَخْشٰی سے اِخْشَ۔

بحث امر حاضر معروف [1]: اِفْعَلْ، اِفْعَلَا، اِفْعَلُوْا، اِفْعَلِيْ، اِفْعَلْنَ۔ عین کلمہ پر تینوں حرکتوں، نیز ہمزۂ وصل مضموم اور ہمزۂ وصل مکسور کے ساتھ گردان کی جائے۔

بحث امر غائب و متکلم معروف [2]: لِيَفْعَلْ لِيَفْعَلَا، لِيَفْعَلُوْا، لِتَفْعَلْ، لِتَفْعَلَا، لِيَفْعَلْنَ، لِاَفْعَلْ، لِنَفْعَلْ۔

بحث امر مجہول [3]: لِيُفْعَلْ لِيُفْعَلَا، لِيُفْعَلُوْا، لِتُفْعَلْ، لِتُفْعَلَا، لِيُفْعَلْنَ، لِتُفْعَلُوْا، لِتُفْعَلِيْ، لِتُفْعَلْنَ، لِاُفْعَلْ، لِنُفْعَلْ۔

(۱) اس کی تعریف گزر چکی ہے۔ دیکھئے: سبق (۳)۔

(۲) بحث امر غائب و متکلم معروف: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، فاعل غائب یا فاعل متکلم سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لِيَفْعَلْ (چاہیے کہ کرے وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)، لِيَدْخُلْ (چاہیے کہ داخل ہو وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

(۳) بحث امر مجہول: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں کسی کام کے کئے جانے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لِيُفْعَلْ (چاہیے کہ کیا جائے وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

سبق (۱۸)

□

بحث امر حاضر معروف با نون ثقیلہ [1]: اِفْعَلَنَّ، اِفْعَلَانِّ، اِفْعَلُنَّ، اِفْعَلِنَّ، اِفْعَلْنَانِّ۔

بحث امر حاضر معروف با نون خفیفہ: اِفْعَلَنْ، اِفْعَلُنْ، اِفْعَلِنْ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ [2]: لِيَفْعَلَنَّ، لِيَفْعَلَانِّ، لِيَفْعَلُنَّ، لِتَفْعَلَنَّ، لِتَفْعَلَانِّ، لِيَفْعَلْنَانِّ، لِاَفْعَلَنَّ، لِنَفْعَلَنَّ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون خفیفہ: لِيَفْعَلَنْ، لِيَفْعَلُنْ، لِتَفْعَلَنْ، لِاَفْعَلَنْ، لِنَفْعَلَنْ۔

بحث امر مجہول با نون ثقیلہ [3]: لِيُفْعَلَنَّ، لِيُفْعَلَانِّ، لِيُفْعَلُنَّ، لِتُفْعَلَنَّ، لِتُفْعَلَانِّ، لِيُفْعَلْنَانِّ، لِتُفْعَلُنَّ، لِتُفْعَلِنَّ، لِتُفْعَلْنَانِّ، لِاُفْعَلَنَّ، لِنُفْعَلَنَّ۔

بحث امر مجہول با نون خفیفہ: لِيُفْعَلَنْ، لِيُفْعَلُنْ، لِتُفْعَلَنْ، لِتُفْعَلُنْ، لِتُفْعَلِنْ، لِاُفْعَلَنْ، لِنُفْعَلَنْ۔

فائدہ: "لامِ تاکید" اور "لامِ امر" میں فرق یہ ہے کہ "لامِ تاکید" مفتوح ہوتا ہے اور تاکید وقوت کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اور "لامِ امر" مکسور ہوتا ہے اور طلب کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) بحث امر حاضر معروف با نون ثقیلہ/خفیفہ: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، فاعل مخاطب سے، تاکید کے ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: اِفْعَلَنَّ/اِفْعَلَنْ (ضرور کر تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں) اُدْخُلَنَّ/اُدْخُلَنْ (ضرور داخل ہو تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں)۔

(۲) بحث امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ/خفیفہ: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، فاعلِ غائب یا فاعل متکلم سے، تاکید کے ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم ہو؛ جیسے: لِيَفْعَلَنَّ/لِيَفْعَلَنْ (چاہیے کہ ضرور کرے وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)، لِيَدْخُلَنَّ/لِيَدْخُلَنْ (چاہیے کہ ضرور داخل ہو وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

(۳) بحث امر مجہول با نون ثقیلہ/خفیفہ: وہ فعل ہے جو زمانۂ آئندہ میں، تاکید کے ساتھ کسی کام کے کئے جانے کی طلب پر دلالت کرے، اور اُس کا فاعل معلوم نہ ہو؛ جیسے: لِيُفْعَلَنَّ/لِيُفْعَلَنْ (چاہیے کہ ضرور کیا جائے وہ ایک مرد، زمانۂ آئندہ میں)۔

سبق (۱۹)

اسمائے مشتقہ کا بیان

دوسری فصل: اسمائے مشتقہ کے بیان میں۔ چھ اسم فعل سے مشتق ہوتے ہیں: (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم تفضیل (۴) صفت مشبہ (۵) اسم آلہ (۶) اسم ظرف۔

۱- اسم فاعل: وہ اسم مشتق ہے جو کام کرنے والے پر دلالت کرے؛ جیسے: ضَارِبٌ (مارنے والا)۔[1] اسم فاعل ثلاثی مجرد سے مطلقاً "فَاعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔[2]

بحث اسم فاعل: فَاعِلٌ، فَاعِلَانِ، فَاعِلَيْنِ، فَاعِلُوْنَ، فَاعِلِيْنَ، فَاعِلَةٌ، فَاعِلَتَانِ، فَاعِلَتَيْنِ، فَاعِلَاتٌ۔

فائدہ: تثنیہ کا اعراب حالتِ رفعی میں الف کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری میں یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے، اور نونِ تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے؛ اور جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واوٗ کے ساتھ اور حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتا ہے، اور نونِ جمع ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔

۲- اسم مفعول: وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے؛ جیسے: مَضْرُوْبٌ (مارا ہوا)۔ اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مطلقاً "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔

بحث اسم مفعول: مَفْعُوْلٌ، مَفْعُوْلَانِ، مَفْعُوْلَيْنِ، مَفْعُوْلُوْنَ، مَفْعُوْلِيْنَ، مَفْعُوْلَةٌ، مَفْعُوْلَتَانِ، مَفْعُوْلَتَيْنِ، مَفْعُوْلَاتٌ۔

سبق (۲۰)

۳- اسم تفضیل: وہ اسم مشتق ہے جو دوسرے کے مقابلے میں فاعلیت کے معنی کی زیادتی پر دلالت کرے؛ جیسے: اَضْرَبُ (زیادہ مارنے والا، دوسرے کے مقابلے میں)۔ اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے اوزان سے "اَفْعَلُ" کے وزن پر آتا ہے؛ مگر اُن افعال سے اسم تفضیل نہیں آتا جو رنگ یا عیب

(۱) اسم فاعل وہ اسم ہے جو مصدرِ معروف سے نکلا ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطورِ حدوث یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں قائم ہوں؛ جیسے: ضَارِبٌ (مارنے والا)۔ یہ تعریف زیادہ جامع ہے۔

(۲) واضح رہے کہ "بابِ کرم" بھی ثلاثی مجرد کے ابواب میں سے ہے؛ مگر اُس کا اسم فاعل اکثر "فَعِيْلٌ" کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: کَرِيْمٌ اور لَطِيْفٌ وغیرہ۔

کے معنی میں ہوں؛ اس لئے کہ اِن دونوں میں "اَفْعَلُ" کا وزن صفت مشبہ کے لئے آتا ہے؛ جیسے: اَحْمَرُ (سرخ) اور اَعْمٰی (نابینا)۔ نیز غیر ثلاثی مجرد سے بھی اسم تفضیل نہیں آتا۔

بحث اسم تفضیل: اَفْعَلُ، اَفْعَلَانِ، اَفْعَلَيْنِ، اَفْعَلُوْنَ، اَفْعَلِيْنَ، اَفَاعِلُ، فُعْلٰى، فُعْلَيَانِ، فُعْلَيَيْنِ، فُعْلَيَاتٌ، فُعَلٌ۔

"اَفَاعِلُ" جمع تکسیر مذکر ہے، "فُعَلٌ" جمع تکسیر مؤنث ہے، اَفْعَلُوْنَ اور "فُعْلَيَاتٌ" جمع سالم ہیں۔

جمع سالم: اُس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن سلامت رہے۔ جمع مذکر سالم واوٗ اور نون کے ساتھ آتی ہے؛ جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔ اور جمع مؤنث سالم الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے؛ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

جمع تکسیر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے؛ جیسے: رِجَالٌ۔

نوٹ: اسم تفضیل کبھی مفعولیت کے معنی کی زیادتی کے لئے بھی آتا ہے؛ جیسے: اَشْهَرُ (زیادہ مشہور کے معنی میں)۔

سبق (۲۱)

۴- صفت مشبہ: وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جو بطورِ ثبوت (یعنی تینوں زمانوں سے قطع نظر) معنیٔ مصدری کے ساتھ متصف ہو؛ جیسے: حَسَنٌ (خوب صورت)۔

اور[1] اسم فاعل ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بطورِ حدوث (یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں) معنیٔ مصدری کے ساتھ متصف ہو۔ اسی لئے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتا ہے، اگر چہ

(۱) یہاں سے مصنف اسم فاعل اور صفت مشبہ کے درمیان فرق بیان فرما رہے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ اسم فاعل میں زمانہ کا لحاظ ہوتا ہے، اسی لئے وہ لازم بھی ہوسکتا ہے اور متعدی بھی، اور متعدی ہونے کی صورت میں اُس کے بعد مفعول بہ آسکتا ہے۔ اِس کے برخلاف صفت مشبہ میں زمانے کا لحاظ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری تینوں زمانوں سے قطع نظر قائم ہوں، اسی بنا پر اس میں عموماً دوام اور ہمیشگی کے معنی پائے جاتے ہیں، اور وہ ہمیشہ لازم ہوتا ہے، خواہ حقیقۃً لازم ہو، جیسے: حَسَنٌ۔ یا حکماً لازم ہو: جیسے: رَحِيْمٌ؛ اس لئے کہ متعدی ہونے کی صورت میں مفعول بہ کی ضرورت ہوتی ہے، اور مفعول بہ پر فاعل کا فعل کسی متعین زمانہ میں واقع ہوتا ہے، اور صفت مشبہ میں زمانہ ہوتا ہی نہیں؛ لہٰذا وہ متعدی نہیں ہوسکتا؛ بلکہ ہمیشہ لازم ہوگا۔ پس اگر ایسا شخص مراد لیا جائے جو کسی متعین زمانے میں کسی کی بات سن رہا ہو تو اُس کو سَامِعٌ کہیں گے، سَمِيْعٌ نہیں کہہ سکتے، اور اگر ایسا شخص مراد لیا جائے جس میں سننے کی اہلیت ہو اور وہ جب چاہے سن سکتا ہو، اِس سے قطع نظر کہ وہ کسی متعین زمانے میں سن رہا ہے یا نہیں، اُس کو سَمِيْعٌ کہیں گے، سَامِعٌ نہیں کہیں گے۔

فعل متعدی سے آئے؛ پس سَامِعٌ اسم فاعل اور سَمِیْعٌ صفت مشبہ میں فرق یہ ہے کہ: سَامِعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں کسی چیز کو سننے کے ساتھ متصف ہو؛ اسی لئے اس کے بعد مفعول بہ آسکتا ہے؛ جیسے: زَیْدٌ سَامِعٌ کَلَامَکَ (زید تیرے کلام کو سننے والا ہے)۔ اور سَمِیْعٌ ایسی چیز پر دلالت کرتا ہے جو تینوں زمانوں سے قطع نظر سننے کے ساتھ متصف ہو اس میں کسی چیز کے ساتھ سننے کے تعلق کا اعتبار ملحوظ نہیں ہوتا؛ بلکہ یہ ملحوظ ہوتا ہے کہ کسی چیز کے ساتھ تعلق کا اعتبار نہ ہو؛ پس سَمِیْعٌ کَلَامَکَ نہیں کہہ سکتے۔ صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں؛ مثلاً:

اوزانِ صفت مشبہ [1]

وزن	معنی	وزن	معنی	وزن	معنی
صَعْبٌ	مشکل	خَطِمٌ	پراگندہ	هِجَانٌ	سفید اونٹ
صِفْرٌ	خالی	جُنُبٌ	ناپاک	شُجَاعٌ	بہادر
صُلْبٌ	سخت	أَحْمَرُ	سرخ	عَطْشَانُ	پیاسا (مذکر)
حَسَنٌ	خوب صورت	کُبَّارٌ	بڑا	عَطْشٰی	پیاسی (مؤنث)
خَشِنٌ	کھردرا	کِبِّیْرٌ	بڑا	حُبْلٰی	حاملہ
نَدُسٌ	ذہین	غَفُوْرٌ	بخشنے والا	حَمْرَاءُ	لال (مؤنث)
زِئَمٌ	پراگندہ	جَیِّدٌ	اچھا	عُشَرَاءُ	دس ماہ کی گابھن اونٹنی
بِلِزٌ	موٹا	جَبَانٌ	بزدل		

بحث صفت مشبہ: حَسَنٌ، حَسَنَانِ، حَسَنَیْنِ، حَسَنُوْنَ، حَسَنِیْنَ، حَسَنَۃٌ، حَسَنَتَانِ، حَسَنَتَیْنِ، حَسَنَاتٌ۔

(۱) صفت مشبہ کے تمام اوزان سماعی ہیں، قیاس کا اُن میں کوئی دخل نہیں؛ لہٰذا ہر مصدر سے ان اوزان پر صفت مشبہ نہیں بنا سکتے؛ بلکہ اِس کا دارومدار اہل زبان سے سننے پر ہے، جس مصدر سے وہ ان اوزان پر صفت مشبہ استعمال کرتے ہیں، صرف اسی مصدر سے صفت مشبہ لایا جائے گا، البتہ اَفْعَلُ کا وزن اس سے مستثنیٰ ہے؛ اس لئے کہ رنگ وعیب میں "اَفْعَلُ" کا وزن قیاساً صفت مشبہ کے لئے آتا ہے۔

سبق (۲۲)

۵- اسم آلہ: وہ اسم مشتق ہے جو ایسی چیز پر دلالت کرے جو فعل کے صادر ہونے کا آلہ (یعنی ذریعہ) ہو؛ جیسے: مِضْرَبٌ (مارنے کا آلہ)۔ اسم آلہ تین وزن پر آتا ہے: (۱) مِفْعَلٌ (۲) مِفْعَلَۃٌ (۳) مِفْعَالٌ۔ اسم آلہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے، غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا۔

بحث اسم آلہ: مِنْصَرٌ، مِنْصَرَانِ، مِنْصَرَیْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَرَۃٌ، مِنْصَرَتَانِ، مِنْصَرَتَیْنِ، مَنَاصِرُ، مِنْصَارٌ، مِنْصَارَانِ، مِنْصَارَیْنِ، مَنَاصِیْرُ۔

کبھی اسم آلہ "فَاعَلٌ" کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: خَاتَمٌ (مہر لگانے کا آلہ) اور عَالَمٌ (جاننے کا آلہ)؛ مگر اسم آلہ کی اس قسم میں اسم جامد کے معنی غالب آگئے ہیں، علی الاطلاق یہ اشتقاقی معنی میں استعمال نہیں ہوتا، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ ہر مہر لگانے کے آلہ کو خَاتَمٌ اور ہر جاننے کے آلہ کو عَالَمٌ نہیں کہہ سکتے۔[1]

سبق (۲۳)

۶- اسم ظرف: وہ اسم مشتق ہے جو فعل کے صادر ہونے کی جگہ یا فعل کے صادر ہونے کے وقت پر دلالت کرے؛ جیسے: مَضْرِبٌ (مارنے کی جگہ یا مارنے کا وقت)۔

اسم ظرف: مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے، نیز ناقص سے مطلقاً[2] عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: مَفْتَحٌ (کھولنے کی جگہ یا کھولنے کا وقت)، مَنْصَرٌ (مدد کرنے کی جگہ یا مدد کرنے کا وقت)، مَرْمیً (پھینکنے کی جگہ یا پھینکنے کا وقت)۔

اور مضارع مکسور العین سے، نیز مثال سے مطلقاً[2] عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: مَضْرِبٌ (مارنے کی جگہ یا مارنے کا وقت)، مَوْقِعٌ (گرنے کی جگہ یا گرنے کا وقت)۔

نوٹ: بعض صرفیوں نے جو یہ کہہ دیا ہے کہ اسم ظرف مضاعف سے بھی مطلقاً عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، یہ صحیح نہیں، ان لوگوں نے لفظ "مَفَرٌّ" سے استدلال کیا ہے:

(۱) یعنی جس طرح اسم جامد کا مصداق کوئی مخصوص چیز ہوتی ہے، اسی طرح "فَاعَلٌ" کے وزن پر آنے والے اسم آلہ کا مصداق بھی کوئی مخصوص چیز ہوتی ہے، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ خَاتَمٌ کا مصداق ایک مخصوص مہر لگانے کا آلہ (یعنی انگوٹھی) ہے اور عَالَمٌ کا مصداق ایک مخصوص جاننے کا آلہ (یعنی ماسوی اللہ کو جاننے کے آلہ) ہے۔

(۲) خواہ وہ مفتوح العین ہو، یا مکسور العین یا مضموم العین۔

کہ یہ یَفِرُّ سے مشتق ہے جو کہ عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ ہے، اور قرآن مجید میں واقع ہوا ہے، چناں چہ ارشاد باری ہے: {فَاَیْنَ الْمَفَرُّ} (پس کہاں ہے بھاگنے کی جگہ)؛ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اسم ظرف مضاعف مکسور العین سے عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے، چناں چہ مَحِلٌّ اسم ظرف حَلَّ یَحِلُّ سے مشتق ہے، اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں واقع ہوا ہے، چناں چہ ارشاد باری ہے: {حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ} (یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنی جگہ)۔ اور لفظ مَفَرٌّ کا علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ ظرف نہیں؛ بلکہ مصدر میمی ہے۔[1]

اسم ظرف کا جو صیغہ وقت کے معنی پر دلالت کرے، اُس کو ''ظرفِ زمان'' کہتے ہیں، اور جو صیغہ جگہ کے معنی پر دلالت کرے، اُس کو ''ظرفِ مکان'' کہتے ہیں۔

بحث اسم ظرف: مَضْرِبٌ، مَضْرِبَانِ، مَضْرِبَیْنِ، مَضَارِبُ۔

سبق (۲۴)

فائدہ: (۱): کبھی اسم ظرف مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: مُکْحُلَةٌ (سرمہ دانی)[2]۔ اور اسم ظرف کے بعض صیغے مضارع غیر مکسور العین سے بھی عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ آتے ہیں؛ جیسے: مَسْجِدٌ (سجدہ کرنے کی جگہ)، مَنْسِکٌ (قربانی کی جگہ)، مَطْلِعٌ (سورج نکلنے کی جگہ)، مَشْرِقٌ (سورج نکلنے کی جگہ)، مَغْرِبٌ (سورج غروب ہونے کی جگہ)، مَجْزِرٌ (اونٹ ذبح کرنے کی جگہ)؛ [3] مگر یہ صیغے قاعدہ کے مطابق مَفْعَلٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں۔

(۱) مصدرِ میمی: وہ مصدر ہے جس کے شروع میں میم زائد ہو؛ جیسے: مَنْصَرٌ (مدد کرنا)۔ مصدر میمی ثلاثی مجرد سے مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے؛ بشرطیکہ مثال نہ ہو؛ اس لئے کہ مصدر میمی مثال سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ اور غیر ثلاثی مجرد سے مصدر میمی اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے؛ جیسے: مُکْرَمٌ (عزت کرنا)۔

(۲) مُکْحُلَةٌ کے بارے میں اختلاف ہے؛ بعض اس کو اسم ظرف کہتے ہیں اور بعض اسم آلہ، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اسم جامد ہو اور مخصوص ظرف یا آلہ کے لئے استعمال ہوتا ہو۔

(۳) رضی نے سیبویہ سے نقل کیا ہے کہ ''مَسْجِدٌ'' اور اس کے نظائر، فعل مضارع سے نکلے ہوئے اسم ظرف کے صیغے نہیں ہیں؛ بلکہ اسم جامد ہیں؛ اس لئے کہ اسم ظرف کے جو صیغے فعل مضارع سے بنائے جاتے ہیں، اُن میں کسی جگہ اور مقام کی تخصیص ملحوظ نہیں ہوتی، جب کہ ''مَسْجِدٌ'' اور اس کے نظائر میں جگہ کی تخصیص ملحوظ ہوتی ہے۔

فائدہ: (۲): اُس جگہ کے لئے جہاں کوئی چیز کثرت سے ہوتی ہو مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے؛ جیسے: مَقْبَرَةٌ (وہ جگہ جہاں زیادہ قبریں ہوں)، مَأْسَدَةٌ (وہ جگہ جہاں زیادہ شیر ہوں)۔

اور فُعَالَةٌ کا وزن اُس چیز کے لئے آتا ہے جو کسی کام کے کرنے کے وقت گرے؛ جیسے: غُسَالَةٌ (وہ پانی جو دھونے کے وقت گرے)، کُنَاسَةٌ (وہ چیز جو جھاڑو دینے کے وقت جھاڑو سے گرے)۔

فائدہ: (۳): کوفیوں کے نزدیک مصدر بھی فعل کے مشتقات میں سے ہے، وہ لوگ اسمائے مشتقہ سات بتاتے ہیں،[1] اور صحیح تحقیق اس مسئلے کے متعلق ''افادات'' کی فصل میں آئے گی۔[2]

سبق (۲۵)

اوزان مصدرِ ثلاثی مجرد

مصدرِ ثلاثی مجرد کے اوزان کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں، اور غیر ثلاثی مجرد کے مصدر کے اوزان مقرر ہیں؛ جیسا کہ آگے آئیں گے۔ میرے استاذ جناب مولوی سید محمد صاحب نے - اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے - مصدرِ ثلاثی مجرد کے اوزان کو اِس طرح نظم فرمادیا ہے کہ وہ حرکات اور مثالوں کے ضبط پر بھی مشتمل ہے، فائدے کے لئے اُس نظم کو یہاں لکھتا ہوں، اور وہ یہ ہے:

نظم

ازثلاثی مجرد چہل وچار | ۱ | وزنِ مصدر آمدہ اے ذی وقار[3]
فَعْلٌ وَفَعْلٰی فَعْلَةٌ فَعْلَانٌ بفتح | ۲ | قَتْلٌ وَدَعْوٰی رَحْمَةٌ لَیَّانٌ بفتح[4]
ہم بخواں در چار میں فتح دوم | ۳ | عینِ ثالث داں بفتح وکسر ہم[5]

۱۔ چھ تو وہی جو پیچھے ذکر کئے گئے ہیں اور ساتواں مصدر۔

۲۔ وہاں مصنف نے جو طویل بحث کی ہے، اُس کا حاصل یہ ہے کہ کوفیین کا مذہب راجح ہے۔ دیکھئے: ص ۱۹۳

۳۔ اے صاحبِ وقار مصدرِ ثلاثی مجرد کے چوالیس اوزان آتے ہیں۔

۴۔ (۱) فَعْلٌ؛ جیسے: قَتْلٌ (قتل کرنا) (۲) فَعْلٰی؛ جیسے: دَعْوٰی (بلانا) (۳) فَعْلَةٌ جیسے: رَحْمَةٌ (مہربانی کرنا) (۴) فَعْلَانٌ؛ جیسے: لَیَّانٌ (قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا)، یہ چاروں اوزان فا کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں۔

۵۔ ان میں سے چوتھے وزن یعنی فَعْلَانٌ کو عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھئے، اور تیسرے وزن یعنی فَعْلَةٌ کے عین =

فِعْلٌ وَ فِعْلٰی فِعْلَةٌ وَفِعْلَانٌ بکسر	۴	فِسْقٌ وَذِكْرٰی نِشْدَةٌ وَحِرْمَانٌ بکسر[۱]
فُعْلٌ فُعْلٰی فُعْلَةٌ وَفُعْلَانٌ بضم	۵	شُغْلٌ بُشْرٰی كُدْرَةٌ وَغُفْرَانٌ بضم[۲]
مَفْعَلَةٌ مَفْعَلٌ فَعَلٌ فَعْلُوْلَةٌ است	۶	مَنْقَبَةٌ مَدْخَلٌ طَلَبٌ قَيْلُوْلَةٌ است[۳]
فَيْعَلُوْلَةٌ ہم فَعَالَةٌ ہم فَعَالٌ	۷	نحو كَيْنُوْنَةٌ شَهَادَةٌ ہم كَمَالٌ[۴]
ہم فَعَالِيَةٌ ازیں اوزاں بداں	۸	پس كَرَاهِيَةٌ شدہ موزونِ آں[۵]
عین واول در ہمہ مفتوح خواں	۹	عینِ رابع گشت مستثنیٰ ازاں[۶]

سبق (۲۶)

مَفْعِلَةٌ مَفْعِلٌ فَعِلٌ فَعْلُوَةٌ است	۱۰	مَحْمِدَةٌ مَرْجِعٌ خَنِقٌ جَبْرُوَةٌ است[۷]
ہم فَعِيْلَةٌ ہم فَعِيْلٌ وَ فَاعِلَةٌ	۱۱	چوں قَطِيْعَةٌ ہم وَمِيْضٌ وَكَاذِبَةٌ[۸]

= کلمے کو فتحہ اور کسرہ کے ساتھ بھی سمجھئے۔ اس شعر میں تین وزن بیان کیے ہیں: (۱) فَعَلَانٌ؛ جیسے: دَوَرَانٌ (گھومنا) (۲) فَعَلَةٌ؛ جیسے غَلَبَةٌ (غالب آنا) (۳) فَعِلَةٌ جیسے: سَرِقَةٌ (چرانا)۔ یہاں تک کل سات وزن ہوگئے۔

۱۔ (۸) فِعْلٌ؛ جیسے: فِسْقٌ (نافرمانی کرنا) (۹) فِعْلٰی؛ جیسے: ذِكْرٰی (یاد کرنا) (۱۰) فِعْلَةٌ؛ جیسے: نِشْدَةٌ (تلاش کرنا، گم شدہ چیز کی تشہیر کرنا) (۱۱) فِعْلَانٌ؛ جیسے: حِرْمَانٌ (بدنصیب ہونا)، یہ چاروں اوزان فا کلمے کے کسرہ کے ساتھ ہیں۔

۲۔ (۱۲) فُعْلٌ جیسے: شُغْلٌ (مشغول ہونا) (۱۳) فُعْلٰی؛ جیسے: بُشْرٰی (خوش ہونا) (۱۴) فُعْلَةٌ؛ جیسے: كُدْرَةٌ (گدلا ہونا) (۱۵) فُعْلَانٌ؛ جیسے: غُفْرَانٌ (بخشنا)، یہ چاروں اوزان فا کلمے کے ضمہ کے ساتھ ہیں۔

۳۔ (۱۶) مَفْعَلَةٌ؛ جیسے: مَنْقَبَةٌ (تعریف کرنا) (۱۷) مَفْعَلٌ؛ جیسے: مَدْخَلٌ (داخل ہونا) (۱۸) فَعَلٌ؛ جیسے: طَلَبٌ (طلب کرنا) (۱۹) فَعْلُوْلَةٌ؛ جیسے: قَيْلُوْلَةٌ (دوپہر کا کھانا کھانا)۔

۴۔ (۲۰) فَيْعَلُوْلَةٌ؛ جیسے: كَيْنُوْنَةٌ (نو پید ہونا)، یہ اصل میں كَيْوَنُوْنَةٌ تھا، بقاعدہ "سَیِّد" واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیا، پھر تخفیفاً ایک یاء کو حذف کردیا، كَيْنُوْنَةٌ ہوگیا۔ (۲۱) فَعَالَةٌ؛ جیسے: شَهَادَةٌ (گواہی دینا) (۲۲) فَعَالٌ؛ جیسے: كَمَالٌ (کامل ہونا)۔

۵۔ انہی اوزان میں سے (۲۳) فَعَالِيَةٌ کو بھی سمجھئے، چناں چہ كَرَاهِيَةٌ (ناپسند کرنا) اسی کے وزن پر ہے۔

۶۔ مَفْعَلَةٌ سے فَعَالِيَةٌ تک تمام اوزان میں پہلے حرف اور عین کلمہ کو مفتوح پڑھئے، البتہ چوتھے وزن یعنی فَعْلُوْلَةٌ کا عین کلمہ اس سے مستثنیٰ ہے؛ کیوں کہ وہ ساکن ہے۔

۷۔ (۲۴) مَفْعِلَةٌ؛ جیسے: مَحْمِدَةٌ (تعریف کرنا) (۲۵) مَفْعِلٌ؛ جیسے: مَرْجِعٌ (لوٹنا) (۲۶) فَعِلٌ؛ جیسے: خَنِقٌ (گلا گھونٹنا) (۲۷) فَعْلُوَةٌ؛ جیسے: جَبْرُوَةٌ (تکبر کرنا)۔

۸۔ (۲۸) فَعِيْلَةٌ؛ جیسے: قَطِيْعَةٌ (کاٹنا) (۲۹) فَعِيْلٌ؛ جیسے: وَمِيْضٌ (بجلی کا چمکنا) (۳۰) فَاعِلَةٌ؛ جیسے: كَاذِبَةٌ (جھوٹ بولنا)۔

ایں ہمہ با فتحِ اول کسرِ عین	۱۲	عینِ رابع ساکن است اے نورِ عین[۱]
مَفْعُلَةٌ مَفْعُوْلٌ ہم مَفْعُوْلَةٌ است	۱۳	مَمْلُكَةٌ مَكْذُوْبٌ ہم مَكْذُوْبَةٌ ست[۲]
ہم فَعُوْلٌ ہم فَعُوْلَةٌ ہم فُعُوْلٌ	۱۴	چوں قَبُوْلٌ ہم صُهُوْبَةٌ ہم دُخُوْلٌ[۳]
ایں ہمہ بافتحِ اول ضمِ عین	۱۵	خامس وسادس بداں با ضمتین[۴]
ہم فِعَلٌ دیگر فِعَالَةٌ ہم فِعَال	۱۶	چوں صِغَرٌ دیگر دِرَايَةٌ ہم فِصَال[۵]
ہم فُعَلٌ دیگر فُعَالَةٌ ہم فُعَال	۱۷	چوں هُدًى دیگر بُغَايَةٌ ہم سُؤَال[۶]
اندریںہا فتحِ عین وکسرِ فا	۱۸	درسہ وزن وضمہٴ فا درسہ جا[۷]
بعد ازاں فَعَلَاءٌ وَفَعُوْلَةٌ بفتح	۱۹	وزنِ آں رَغَبَاءٌ وجَبُوْرَةٌ بفتح[۸]
دردوم تشدید وضم مرعین را	۲۰	وزنہا شد ختم از فضلِ خدا[۹]

۱۔ مَفْعِلَةٌ سے فَاعِلَةٌ تک یہ تمام اوزان پہلے حرف کے فتحہ اور عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہیں، البتہ اے نورِ نظر چوتھے وزن: فَعْلُوَةٌ کا عین کلمہ ساکن ہے۔

۲۔ (۳۱) مَفْعُلَةٌ؛ جیسے: مَمْلُكَةٌ (مالک ہونا) (۳۲) مَفْعُوْلٌ؛ جیسے: مَكْذُوْبٌ (جھوٹ بولنا) (۳۳) مَفْعُوْلَةٌ؛ جیسے: مَكْذُوْبَةٌ (جھوٹ بولنا)۔

۳۔ (۳۴) فَعُوْلٌ؛ جیسے: قَبُوْلٌ (قبول کرنا) (۳۵) فُعُوْلَةٌ؛ جیسے: صُهُوْبَةٌ (سرخ اور سفید ہونا) (۳۶) فُعُوْلٌ جیسے: دُخُوْلٌ (داخل ہونا)۔

۴۔ مَفْعُلَةٌ سے فُعُوْلٌ تک یہ تمام اوزان پہلے حرف کے فتحہ اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ ہیں، اور پانچویں اور چھٹے وزن: فُعُوْلَةٌ اور فُعُوْلٌ کو پہلے حرف اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ سمجھئے۔

۵۔ (۳۷) فِعَلٌ؛ جیسے: صِغَرٌ (چھوٹا ہونا)، (۳۸) فِعَالَةٌ؛ جیسے: دِرَايَةٌ (جاننا) (۳۹) فِعَالٌ؛ جیسے: فِصَالٌ (بچے کا دودھ چھڑانا)۔

۶۔ (۴۰) فُعَلٌ؛ جیسے: هُدًى (رہ نمائی کرنا) (۴۱) فُعَالَةٌ؛ جیسے: بُغَايَةٌ (طلب کرنا) (۴۲) فُعَالٌ جیسے: سُؤَالٌ (سوال کرنا)۔

۷۔ ان چھوں اوزان میں عین کلمہ پر فتحہ ہے۔ اور پہلے تین اوزان: فِعَلٌ، فِعَالَةٌ اور فِعَالٌ میں فاء کلمہ پر کسرہ ہے، اور آخر کے تین اوزان: فُعَلٌ، فُعَالَةٌ اور فُعَالٌ میں فاء کلمہ پر ضمہ ہے۔

۸۔ اس کے بعد (۴۳) فَعَلَاءٌ؛ جیسے: رَغَبَاءٌ (چاہنا، خواہش کرنا) اور (۴۴) فَعُوْلَةٌ؛ جیسے: جَبُوْرَةٌ (تکبر کرنا)، یہ دونوں وزن فاء کلمے کے فتحہ کے ساتھ ہیں۔

۹۔ دوسرے وزن یعنی فَعُّوْلَةٌ میں عین کلمہ پر تشدید اور ضمہ ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے مصدرِ ثلاثی مجرد کے اوزان ختم ہوگئے۔

سبق (۲۷)

فَعْلَةٌ کا وزن: ثلاثی مجرد میں کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے کو بتانے کے لئے آتا ہے؛ جیسے: ضَرْبَةٌ (ایک مرتبہ مارنا)۔ اور فِعْلَةٌ کا وزن: نوع اور قسم کو بتانے کے لئے آتا ہے؛ جیسے: صِبْغَةٌ (ایک قسم کا رنگ کرنا)۔ اور فُعْلَةٌ کا وزن: مقدار کے لئے آتا ہے؛ جیسے: اُكْلَةٌ اور لُقْمَةٌ (کھانے کی ایک مقدار)۔

اسم مبالغہ:[1] کے بہت سے اوزان آتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: (۱) فَعَّالٌ؛ جیسے: ضَرَّابٌ (بہت مارنے والا)۔ (۲) فُعَّالٌ؛ جیسے: طُوَّالٌ (بہت لمبا)۔ (۳) فَعِلٌ؛ جیسے: حَذِرٌ (بہت پرہیز کرنے والا)۔ (۴) فَعِيلٌ؛ جیسے: عَلِيمٌ (بہت جاننے والا)۔[2]

اسم مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ: اسم مبالغہ میں دوسرے کی طرف نظر کئے بغیر فی نفسہٖ فاعلیت کے معنی میں زیادتی مقصود ہوتی ہے؛ اور اسم تفضیل میں دوسرے کی طرف نظر کرتے ہوئے فاعلیت کے معنی میں زیادتی کو بیان کرنا پیش نظر ہوتا ہے؛ چناں چہ اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ

(۱) اسم مبالغہ: وہ اسم مشتق ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں دوسرے کی طرف نظر کئے بغیر، معنی مصدری زیادتی کے ساتھ پائے جائیں؛ جیسے: ضَرَّابٌ (زیادہ مارنے والا)۔ واضح رہے کہ اسم مبالغہ اسم فاعل ہی کی ایک قسم ہے، جو عمل اسم فاعل کرتا ہے وہی عمل اسم مبالغہ کرتا ہے اور جو شرائط اسم فاعل کے عمل کرنے کی ہیں وہی شرائط اسم مبالغہ کے عمل کرنے کی بھی ہیں؛ البتہ اتنا فرق ہے کہ اسم فاعل کے اوزان قیاسی ہیں اور لازم ومتعدی دونوں سے آتے ہیں؛ جب کہ اسم مبالغہ کے تمام اوزان سماعی ہیں اور صرف متعدی سے آتے ہیں، سوائے فَعَّالٌ کے، کہ وہ لازم ومتعدی دونوں سے آتا ہے۔

(۲) اسم مبالغہ کے باقی اوزان یہ ہیں:

(۱) فَعَّالَةٌ؛ جیسے: عَلَّامَةٌ (بہت زیادہ جاننے والا) (۲) فِعِّيلٌ؛ جیسے: صِدِّيقٌ (بہت سچا) (۳) مِفْعِيلٌ؛ جیسے: مِسْكِينٌ (بہت غریب) (۴) فُعَلَةٌ؛ جیسے: هُمَزَةٌ (بہت عیب نکالنے والا) (۵) فَعُولٌ؛ جیسے: وَدُودٌ (بہت محبت کرنے والا) (۶) فَاعُولٌ؛ جیسے: فَارُوقٌ (بہت فرق کرنے والا) (۷) مِفْعَالٌ؛ جیسے: مِعْطَاءٌ (بہت دینے والا) (۸) فَيْعُولٌ؛ جیسے: قَيُّومٌ (بہت نگرانی کرنے والا) (۹) فَاعِلَةٌ؛ جیسے: دَاعِيَةٌ (بہت زیادہ لوگوں کو اپنے دین ومذہب کی طرف بلانے والا) (۱۰) مِفْعَلٌ؛ جیسے: مِجْزَمٌ (بہت کاٹنے والا) (۱۱) فُعَّلٌ؛ جیسے: قُلَّبٌ (بہت پھیرنے والا) (۱۲) فُعَّالَةٌ؛ جیسے كُبَّارَةٌ (بہت بڑا) (۱۳) فُعُّولٌ؛ جیسے: قُدُّوسٌ (بہت پاک) (۱۴) فُعَالٌ جیسے: عُجَابٌ (بہت عجیب)۔

صاحبِ فصول اکبری نے اپنے "اصول" میں اسم مبالغہ کے ترپن (۵۳) اوزان لکھے ہیں۔

نوٹ: اسم مبالغہ کے بعض صیغوں کے آخر میں جو تاء ہے، وہ تائے تانیث نہیں؛ بلکہ تائے مبالغہ ہے، اسم مبالغہ کے اوزان میں مذکر ومؤنث میں کوئی فرق نہیں ہے، ہر وزن مذکر ومؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کہیں گے: زید سے زیادہ مارنے والا، یا قوم سے زیادہ مارنے والا، اگر کہیں صرف لفظِ اَضْرَبُ یا اَكْبَرُ آئے تو وہاں نسبت کے معنی مقدر ہوں گے؛ مثلاً: اَللّٰهُ اَكْبَرُ میں اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مراد ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور ضَرَّابٌ (صیغہ مبالغہ) کے معنی ہیں صرف: "زیادہ مارنے والا"، اس میں کسی دوسرے شخص کی طرف نسبت ملحوظ نہیں ہے۔

سبق (۲۸)

فائدہ: "فَاعِلٌ" کا وزن اعداد میں مرتبہ کے لئے آتا ہے؛ جیسے: خَامِسٌ (پانچواں)، عَاشِرٌ (دسواں) یعنی جو چیز شمار میں اس مرتبہ پر ہو؛ مگر اعدادِ مرکبہ میں پہلے جز کو فَاعِلٌ کے وزن پر لاتے ہیں اور دوسرے جز کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں؛ جیسے: حَادِيَ عَشَرَ (گیارہواں)، ثَانِيَ عَشَرَ (بارہواں) حَادِيْ وَعِشْرُوْنَ (اکیسواں)، رَابِعٌ وَثَلاثُوْنَ (چونتیسواں)۔

دس کے بعد کی دہائیوں میں جو اسم، عدد کے لئے آتا ہے وہی اسم مرتبے کے لئے بھی آتا ہے؛ مثلاً: عِشْرُوْنَ: بیس کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور بیسویں کے معنی میں بھی۔

"فَاعِلٌ" کا وزن: نسبت کے لئے بھی آتا ہے، اس کو "فاعل ذی کذا" کہتے ہیں؛ جیسے: تَامِرٌ (کھجور والا)، لَابِنٌ (دودھ والا)۔[1] اسی طرح فَعَّالٌ کا وزن مبالغہ کے علاوہ، نسبت کے لئے بھی آتا ہے؛ جیسے: تَمَّارٌ (کھجور والا)، لَبَّانٌ (دودھ والا)۔

سبق (۲۹)

دوسرا باب ابوابِ صرفیہ کے بیان میں

یہ چار فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول: ثلاثی مجرد کے ابواب کا بیان

جب ہم افعال اور مشتقات کے صیغوں کے بیان سے فارغ ہوگئے، تو اب ابواب کی تفصیل

(۱) "فاعلِ ذی کذا" وہ اسم ہے جو فاعل کے وزن پر ہو اور نسبت کے معنی پر دلالت کرے۔ "فاعل ذی کذا" اکثر اسم جامد سے بنتا ہے، اور اس کی پہچان یہ ہے کہ یا تو اُس کا کوئی فعل اور مصدر ہی نہیں ہوتا، یا فعل اور مصدر ہوتا ہے؛ مگر وہ مفعول کے معنی میں ہوتا ہے؛ جیسے: دَافِقٌ، یہ مَدْفُوْقٌ کے معنی میں ہے۔ یا اس کی مؤنث "تائے تانیث" سے خالی ہوتی ہے؛ جیسے: حَائِضٌ (حیض والی عورت)۔

نوٹ: فَاعِلٌ کی بہ نسبت، فَعَّالٌ کا وزن اس معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

بیان کرتے ہیں۔ سابقہ بیان سے تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں:

پہلا باب: فَعَلَ یَفْعُلُ کے وزن پر، ماضی میں عین کلمے کے فتحہ اور غابر یعنی مضارع میں عین کلمے کے ضمہ کے ساتھ غابر کے معنی ہیں: باقی رہنے والا، چوں کہ فعل مضارع حال واستقبال پر دلالت کرتا ہے، اور زمانہ حال واستقبال زمانہ ماضی کے بعد باقی رہتے ہیں، اس لئے فعل مضارع کو غابر کہتے ہیں جیسے: اَلنَّصْرُ والنُّصْرَۃُ: مدد کرنا۔

صرفِ صغیر:[1] نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا وَنُصْرَۃً، فَهُوَ نَاصِرٌ، وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا ونُصْرَۃً، فهو مَنْصُوْرٌ، الامر منه: اُنْصُرْ، والنهي عنه: لَاتَنْصُرْ، الظرف منه: مَنْصَرٌ، والآلة منه: مِنْصَرٌ ومِنْصَرَۃٌ وَمِنْصَارٌ، وتَثْنِيتُهما: مَنْصَرَانِ ومِنْصَرَانِ ومِنْصَرَتَانِ ومِنْصَارَانِ، والجمع منهما: مَنَاصِرُ ومَنَاصِيْرُ، اَفْعل التفضيل منه: اَنْصَرُ، والمؤنث منه: نُصْرٰی، وتثنيتهما: اَنْصَرَانِ ونُصْرَيَانِ، والجمع منهما: اَنْصَرُوْنَ وَاَنَاصِرُ ونُصَرٌ ونُصْرَيَاتٌ۔

دوسرا باب: فَعَلَ یَفْعِلُ کے وزن پر، ماضی میں عین کلمے کے فتحہ اور مضارع میں عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ؛ جیسے: اَلضَّرْبُ: مارنا، زمین پر چلنا، مثال بیان کرنا۔

صرفِ صغیر: ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا، فَهُوَ ضَارِبٌ، وَضُرِبَ یُضْرَبُ ضَرْبًا، فهو مَضْرُوْبٌ، الامر منه: اِضْرِبْ، والنهي عنه: لَاتَضْرِبْ، الظرف منه: مَضْرِبٌ، والآلة منه: مِضْرَبٌ ومِضْرَبَۃٌ وَمِضْرَابٌ، وتَثْنِيتُهما: مَضْرِبَانِ ومِضْرَبَانِ ومِضْرَبَتَانِ و مِضْرَابَانِ، والجمع منهما: مَضَارِبُ وَمَضَارِيْبُ، افعل التفضيل منه: اَضْرَبُ، والمؤنث منه: ضُرْبٰی وتثنيتهما: اَضْرَبَانِ وضُرْبَيَانِ، والجمع منهما: اَضْرَبُوْنَ واَضَارِبُ وضُرَبٌ وَضُرْبَيَاتٌ۔

سبق (۳۰)

تیسرا باب: فَعِلَ یَفْعَلُ کے وزن پر، ماضی میں عین کلمے کے کسرہ اور مضارع میں عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ؛ جیسے: اَلسَّمْعُ: سننا۔

(۱) صرفِ صغیر: وہ گردان کہلاتی ہے جس میں افعال کی اہم بحثوں کا پہلا صیغہ، اور اسمائے مشتقہ کی اہم بحثوں کے تمام صیغے مذکور ہوں۔ صرفِ کبیر: وہ گردان کہلاتی ہے جس میں کسی ایک بحث کے تمام صیغے مذکو ہوں۔

صرفِ صغیر: سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا، فَهُوَ سَامِعٌ، وَسُمِعَ یُسْمَعُ سَمْعًا، فهو مَسْمُوْعٌ، الامر منه: اِسْمَعْ، والنهي عنه: لَاتَسْمَعْ، الظرف منه: مَسْمَعٌ، والآلة منه: مِسْمَعٌ ومِسْمَعَۃٌ ومِسْمَاعٌ، وتَثْنِيتُهما: مَسْمَعَانِ وَمِسْمَعَانِ ومِسْمَعَتَانِ و مِسْمَاعَانِ، والجمع منهما: مَسَامِعُ ومَسَامِيْعُ، افعل التفضيل منه: اَسْمَعُ، والمؤنث منه: سُمْعٰی، وتثنيتهما: اَسْمَعَانِ وسُمْعَيَانِ، والجمع منهما: اَسْمَعُوْنَ واَسَامِعُ وَسُمَعٌ وَسُمْعَيَاتٌ۔

چوتھا باب: فَعَلَ یَفْعَلُ کے وزن پر، ماضی ومضارع دونوں میں عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ؛ جیسے: اَلْفَتْحُ: کھولنا۔

صرفِ صغیر: فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا، فَهُوَ فَاتِحٌ، وَفُتِحَ یُفْتَحُ فَتْحًا، فهو مَفْتُوْحٌ، الامر منه: اِفْتَحْ، والنهي عنه: لَاتَفْتَحْ، الظرف منه: مَفْتَحٌ، والآلة منه: مِفْتَحٌ وَمِفْتَحَۃٌ وَمِفْتَاحٌ، وتَثْنِيتُهما: مَفْتَحَانِ وَمِفْتَحَانِ وَمِفْتَحَتَانِ وَمِفْتَاحَانِ، والجمع مهنما: مَفَاتِحُ ومَفَاتِيْحُ، افعل التفضيل منه: اَفْتَحُ، والمؤنث منه: فُتْحٰی، وتثنيتهما: اَفْتَحَانِ و فُتْحَيَانِ، و الجمع منهما: اَفْتَحُوْنَ وَاَفَاتِحُ وَفُتَحٌ وَفُتْحَيَاتٌ۔

فائدہ: اس باب میں شرط یہ ہے کہ: ہر وہ صحیح کلمہ جو اس باب سے آئے، اُس کے عین یا لام کلمہ کی جگہ حرفِ حلقی ہو (حروفِ حلقی اس شعر میں مذکور ہیں): شعر

حرفِ حلقی شش بود اے نورِ عین ہمزہ ہاء و حاء وخاء وعین وغین

اے نورِ نظر! حروفِ حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین اور غین۔

سبق (۳۱)

پانچواں باب: فَعُلَ یَفْعُلُ کے وزن پر، ماضی ومضارع دونوں میں عین کلمے کے ضمہ کے ساتھ؛ جیسے: الکَرَمُ والکَرَامَۃُ: باعزت ہونا۔

صرفِ صغیر: کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا وکَرَامَۃً، فهو کَرِیْمٌ، الامر منه: اُکْرُمْ، والنهي عنه: لَاتَکْرُمْ، الظرف منه: مَکْرَمٌ، والآلة منه: مِکْرَمٌ ومِکْرَمَۃٌ ومِکْرَامٌ، وتثنيتهما: مَکْرَمَانِ، ومِکْرَمَانِ ومِکْرَمَتَانِ ومِکْرَامَانِ، والجمع منهما: مَکَارِمُ ومَکَارِیْمُ، افعل التفضيل منه:

أَكْرَمُ، والمؤنث منه: كُرْمٰى، وتثنيتهما: أَكْرَمَانِ وكُرْمَيَانِ، والجمع منهما: أَكْرَمُوْنَ وأَكَارِمُ وكُرَمٌ وكُرْمَيَاتٌ۔ یہ باب لازم ہے، اس سے فعل مجہول اور اسم مفعول نہیں آتا۔

فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم (۲) متعدی

لازم: اُس فعل کو کہتے ہیں جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، اور اُس کا اثر فاعل سے دوسرے تک نہ پہنچے؛ جیسے: کَرُمَ زَيْدٌ (زید باعزت ہوا)، جَلَسَ زَيْدٌ (زید بیٹھا)۔

متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہیں ہو؛ بلکہ اُس کا اثر دوسرے تک پہنچے؛ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا)، أَكْرَمَ بَكْرٌ خَالِدًا (بکر نے خالد کی عزت کی)۔

چوں کہ فعلِ لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا، اور اسم مفعول وہی ہوتا ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر کسی فعل یا شبہ فعل کا اثر ظاہر ہو، اس لئے فعل لازم سے اسم مفعول نہیں آتا۔ اور چوں کہ فعلِ مجہول کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے، اس لئے وہ بھی فعلِ لازم سے نہیں آتا؛ لیکن جب فعل لازم کو حرفِ جر کے ذریعہ متعدی بنالیں، تو پھر اس سے فعل مجہول اور اسم مفعول آجاتے ہیں؛ جیسے: كُرِمَ بِهٖ (عزت کی گئی اُس ایک مرد کی)، مَكْرُوْمٌ بِهٖ (عزت کیا ہوا ایک مرد)۔[1]

چھٹا باب: فَعِلَ يَفْعِلُ کے وزن پر، ماضی ومضارع دونوں میں عین کلمے کے کسرہ کے ساتھ؛ جیسے: اَلْحِسْبَانُ: گمان کرنا۔

صرفِ صغیر: حَسِبَ يَحْسِبُ حِسْبَانًا، فهو حَاسِبٌ، وَحُسِبَ يُحْسَبُ حِسْبَانًا، فهو مَحْسُوْبٌ، الامر منه: اِحْسِبْ. والنهي عنه: لَاتَحْسِبْ، الظرف منه: مَحْسِبٌ، والآلة منه:

(۱) فعل لازم کو متعدی بنانے کے سات طریقے ہیں: (۱) جس اسم کو فعل لازم کا مفعول بہ بنانا ہو اُس پر، جو معنی وہاں مقصود ہوں اُن کے مناسب، کوئی حرف جر اصلی داخل کر دیا جائے، جیسے: ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ۔ (۲) فعل لازم کے شروع میں "ہمزہ" لگا کر اس کو "بابِ افعال" میں لے جائیں؛ جیسے: خَفِيَ الْقَمَرُ سے أَخْفَى السَّحَابُ الْقَمَرَ (۳) فعل لازم کو "بابِ مفاعلۃ" میں لے جائیں؛ جیسے: جَلَسَ الْكَاتِبُ سے جَالَسْتُ الْكَاتِبَ۔ (۴) فعل لازم کو "بابِ تفعیل" میں لے جائیں، بشرطیکہ عین کلمہ ہمزہ نہ ہو؛ جیسے: نَامَ الطِّفْلُ سے نَوَّمَتِ الْأُمُّ الطِّفْلَ (۵) فعل لازم کو "بابِ استفعال" میں لے جائیں؛ جیسے: حَضَرَ سے اِسْتَحْضَرْتُ الْغَائِبَ (۶) فعل لازم کو "مغالبہ" کے ارادہ سے "بابِ نصر" میں لے جائیں؛ جیسے: كَرَمْتُ الْفَارِسَ أَكْرُمُهٗ بمعنی غَلَبْتُهٗ فِي الْكَرَمِ۔ (۷) فعل لازم سے کسی فعل متعدی کے معنی مراد لئے جائیں، بشرطیکہ دونوں فعلوں کے درمیان مناسبت ہو، اور وہاں دوسرے فعل کے معنی مراد لینے پر دلالت کرنے والا کوئی قرینہ موجود ہو؛ جیسے: رَحُبَتْكُمُ الدَّارُ، یہاں رَحُبَ سے وَسِعَ فعل کے معنی مراد لئے گئے ہیں۔ (النحو الوافی ۲/ ۱۳۹-۱۴۸، درایۃ النحو: ۲۲۸)

مِحْسَبٌ ومِحْسَبَةٌ وَمِحْسَابٌ، وتثنيتهما: مَحْسِبَانِ ومِحْسَبَانِ وَمِحْسَبَتَانِ وَمِحْسَابَانِ، والجمع منهما: مَحَاسِبُ وَمَحَاسِيْبُ، افعل التفضيل منه: أَحْسَبُ، والمؤنث منه: حُسْبٰى، وتثنيتهما: أَحْسَبَانِ وحُسْبَيَانِ، والجمع منهما: أَحْسَبُوْنَ وَأَحَاسِبُ وَحُسَبٌ وَحُسْبَيَاتٌ۔

نوٹ: اس باب سے "حَسِبَ يَحْسِبُ" کے علاوہ کوئی صحیح کلمہ نہیں آیا ہے، اور یہ مضارع میں عین کلمے کے فتحہ کے ساتھ (یعنی "بابِ سمع" سے) بھی آتا ہے، البتہ دوسرے چند مثال اور لفیف کلمے اس باب سے آئے ہیں۔[1]

سبق (۳۲)

فصل دوم: ثلاثی مزید فیہ کے احوال کا بیان

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی (۲) ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی، اس کا دوسرا نام ثلاثی مزید فیہ مطلق ہے۔

ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی: وہ ثلاثی مزید فیہ ہے جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو گیا ہو، اور "ملحق بہ"[2] کے باب کے معنی کے علاوہ، خاصیت[3] کے قبیل سے کوئی دوسرے معنی اُس میں نہ پائے جاتے ہوں؛ جیسے: جَلْبَبَ (چادر اوڑھائی اُس ایک مرد نے)۔

ثلاثی مزید فیہ مطلق: وہ ثلاثی مزید فیہ ہے جو اس طرح نہ ہو؛ یعنی حرف کی زیادتی کی وجہ سے یا تو رباعی کے وزن پر نہ ہو، اور اگر رباعی کے وزن پر ہو جائے تو اُس کے باب میں دوسرے معنی بھی پائے جاتے ہوں؛ جیسے: اِجْتَنَبَ، أَكْرَمَ۔

چوں کہ ملحق کا بیان رباعی کے بعد آئے گا؛ اس لئے کہ اس کا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے، اس لئے اولاً ثلاثی مزید فیہ مطلق کو بیان کیا جاتا ہے۔ ثلاثی مزید فیہ مطلق کی دو قسمیں ہیں: (۱) ثلاثی مزید فیہ مطلق باہمزۂ وصل، یعنی جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو۔ (۲) ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزۂ وصل، یعنی جس کے شروع میں ہمزۂ وصل نہ ہو۔

(۱) مثلاً: وَبِقَ، وَمِقَ، وَثِقَ، وَرِثَ، وَرِعَ، وَرِمَ، وَرِيَ، وَلِيَ، وَغِرَ، وَجِرَ، وَلِهَ، وَهِلَ، وَجِمَ، يَئِسَ، يَبِسَ۔
(۲) ثلاثی مزید فیہ ملحق حرف کی زیادتی کی وجہ سے جس رباعی کے وزن پر ہو جاتا ہے، اُس رباعی کو ملحق بہ کہتے ہیں؛ جیسے: جَلْبَبَ دوسرے باء کی زیادتی کی وجہ سے بَعْثَرَ رباعی کے وزن پر ہو گیا؛ لہٰذا یہاں بَعْثَرَ کو ملحق بہ کہیں گے۔
(۳) خاصیات کا بیان آگے آئے گا۔ دیکھئے: ص ۱۸۵-۲۰۴

سبق (۴۳)

ثلاثی مزید فیہ مطلق باہمزۂ وصل کے سات باب ہیں:

پہلا باب: اِفْتِعَالٌ کے وزن پر؛ اس باب کی علامت یہ ہے کہ فاء کلمہ کے بعد "تاء" زائد ہو؛ جیسے: اَلْإِجْتِنَابُ: پرہیز کرنا۔

صرفِ صغیر: اِجْتَنَبَ يَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فهو مُجْتَنِبٌ، و اُجْتُنِبَ يُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا، فهو مُجْتَنَبٌ، الامر منه: اِجْتَنِبْ۔ والنهي عنه: لَاتَجْتَنِبْ، الظرف منه: مُجْتَنَبٌ۔

اس باب میں، اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ کے تمام ابواب میں، فعل ماضی مجہول کا ہر متحرک حرف مضموم ہوتا ہے، سوائے آخری حرف کے ماقبل کے، کہ وہ مکسور ہوتا ہے، اور ساکن حرف اپنی حالت پر رہتا ہے، چناں چہ اُجْتُنِبَ میں ہمزہ اور تاء دونوں مضموم ہیں، اور اسی طرح اُسْتُنْصِرَ میں۔

اس باب اور ہمزۂ وصل کے تمام ابواب کی ماضی منفی میں جب ہمزۂ وصل "مَا" اور "لَا" کے داخل ہونے کی وجہ سے گرجائے گا، تو "مَا" اور "لا" کا الف بھی گرجائے گا، پس مَااجْتَنَبَ، لَااجْتَنَبَ، مَاانْفَطَرَ، لَاانْفَطَرَ، مَااسْتَنْصَرَ اور لَااسْتَنْصَرَ کہیں گے۔

اس باب میں، اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ کے تمام ابواب میں، اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے، بس اتنا فرق ہے کہ اسم فاعل میں علامتِ مضارع کی جگہ میم مضموم لے آتے ہیں، اور آخری حرف کے ماقبل کو کسرہ دیدیتے ہیں اگر وہ مکسور نہ ہو۔ اور اسم مفعول اِن تمام ابواب میں اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے؛ مگر اُس میں آخری حرف کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے۔ اور اِن ابواب میں ہر باب کا اسم ظرف اُس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔[1]

سبق (۴۴)

غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ اور اسم تفضیل بنانے کا طریقہ:

ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ کے ابواب سے اسم آلہ اور اسم تفضیل نہیں آتے، اگر اِن

(۱) واضح رہے کہ غیر ثلاثی مجرد کے اسم ظرف کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے؛ جیسے: مُجْتَنَبٌ کی جمع مُجْتَنَبَاتٌ، مُسْتَنْصَرٌ کی جمع مُسْتَنْصَرَاتٌ وغیرہ۔ (نوادر الاصول ص: ۶۸)

ابواب سے اسم آلہ کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں تو مصدر پر لفظ "مَابِهٖ" بڑھادیں؛ جیسے: مَابِهِ الْإِجْتِنَابُ (پرہیز کرنے کا آلہ)۔

اور اگر اسم تفضیل کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں، تو مصدرِ منصوب پر لفظ "اَشَدُّ" بڑھادیں؛ جیسے: ا اَشَدُّ اِجْتِنَابًا (زیادہ پرہیز کرنے والا، دوسرے کے مقابلہ میں)۔ اور رنگ وعیب پر دلالت کرنے والے افعال میں، کہ جن سے ثلاثی مجرد میں بھی اسم تفضیل نہیں آتا، اسم تفضیل کے معنی اسی طریقہ سے ادا کریں گے، مثلاً: اَشَدُّ حُمْرَةً (زیادہ سرخ) اور اَشَدُّ صَمَمًا (زیادہ بہرہ) کہیں گے۔

"تائے افتعال" میں تخفیف کے قواعد:

قاعدہ (۱): اگر "بابِ افتعال" کا فاء کلمہ: دال، ذال یا زاء ہو، تو "تائے افتعال" کو دال سے بدل دیتے ہیں، پھر اگر فاء کلمہ دال ہو، تو اُس کا دوسری دال میں ادغام کرنا واجب ہے؛ جیسے اِدَّعٰی[1] (اس ایک مرد نے چاہا)۔

اور اگر فاء کلمہ ذال ہو، تو اُس کی تین حالتیں ہیں: کبھی اُس کو دال سے بدل کر، اُس کا دوسری دال میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِدَّكَرَ[2] (اس ایک مرد نے یاد کیا)۔ کبھی دال کو ذال سے بدل کر، فاء کلمے ذال کا اُس میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِذَّكَرَ۔[3] اور کبھی بغیر ادغام کے رکھتے ہیں؛ جیسے: اِذْدَكَرَ[4]۔

اور اگر فا کلمہ زاء ہو، تو اُس کی دو حالتیں ہیں: کبھی بغیر ادغام کے رکھتے ہیں؛ جیسے: اِزْدَجَرَ[5] (اس ایک مرد نے ڈانٹا)۔ اور کبھی دال کو زاء سے بدل کر، فاء کلمے زاء کا اُس میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِزَّجَرَ[6]۔

(۱) اِدَّعٰی: اصل میں اِدْتَعٰی تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ دال ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل کر، فاء کلمے دال کا اس میں ادغام کردیا، اِدَّعٰی ہوگیا۔

(۲) اِدَّكَرَ: اصل میں اِذْتَكَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ذال ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، اِذْدَكَرَ ہوگیا، پھر ذال کو دال سے بدل کر، اُس کا دوسری دال میں ادغام کردیا، اِدَّكَرَ ہوگیا۔

(۳) اِذَّكَرَ: اصل میں اِذْتَكَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ذال ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، اِذْدَكَرَ ہوگیا، پھر دال کو ذال سے بدل کر، فاء کلمے ذال کا اُس میں ادغام کردیا، اِذَّكَرَ ہوگیا۔

(۴) اِذْدَكَرَ: اصل میں اِذْتَكَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ذال ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، اِذْدَكَرَ ہوگیا۔

(۵) اِزْدَجَرَ: اصل میں اِزْتَجَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ زاء ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، اِزْدَجَرَ ہوگیا۔

(۶) اِزَّجَرَ: اصل میں اِزْتَجَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ زاء ہے: لہٰذا تائے افتعال کو دال سے بدل دیا، اِزْدَجَرَ ہوگیا، پھر دال کو زاء سے بدل کر، فاء کلمے زاء کا اُس میں ادغام کردیا، اِزَّجَرَ ہوگیا۔

سبق (۳۵)

قاعدہ (۲): اگر "باب افتعال" کا فاء کلمہ: صاد، ضاد، طا یا ظا ہو، تو "تائے افتعال" کو طا سے بدل دیتے ہیں۔ پھر اگر فاء کلمہ طاء ہو تو اُس کا دوسری طا میں ادغام کرنا واجب ہے؛ جیسے: اِطَّلَبَ [۱] (اس ایک مرد نے بتکلف تلاش کیا)۔

اور اگر فاء کلمہ ظا ہو، تو اُس میں تین صورتیں جائز ہیں: کبھی ظا کو طا سے بدل کر اُس کا دوسری طا میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِطَّلَمَ [۲] (اُس ایک مرد نے ظلم برداشت کیا)۔ کبھی بغیر ادغام کے رکھتے ہیں؛ جیسے: اِظْطَلَمَ [۳] اور کبھی طا کو ظا سے بدل کر، فاء کلمہ ظا کا اُس میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِظَّلَمَ [۴]۔

اور اگر فاء کلمہ صاد یا ضاد ہو، تو اُس میں دو صورتیں جائز ہیں: کبھی بغیر ادغام کے رکھتے ہیں؛ جیسے: اِصْطَبَرَ [۵] (اُس ایک مرد نے صبر کیا)، اِضْطَرَبَ (اُس ایک مرد نے حرکت کی)۔ اور کبھی طا کو صاد یا ضاد سے بدل کر، فاکلمہ صاد یا ضاد کا، اُس میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: اِصَّبَرَ [۶] اور اِضَّرَبَ۔

قاعدہ (۳): اگر "باب افتعال" کا فاء کلمہ ثاء ہو، تو "تائے افتعال" کو ثاء سے بدل کر، فاء کلمے ثاء کا اُس میں ادغام کرنا جائز ہے؛ جیسے: اِثَّأَرَ [۷] (اس ایک مرد نے قصاص لیا)۔

---

(۱) اِطَّلَبَ: اصل میں اِطْتَلَبَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ طا ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل کر، فاء کلمہ طا کا اس میں ادغام کردیا، اِطَّلَبَ ہوگیا۔

(۲) اِطَّلَمَ: اصل میں اِظْتَلَمَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ظا ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل دیا، اِظْطَلَمَ ہوگیا، پھر ظا کو طا سے بدل کر، اُس کا دوسری طا میں ادغام کردیا، اِطَّلَمَ ہوگیا۔

(۳) اِظْطَلَمَ: اصل میں اِظْتَلَمَ تھا، "باب افتعال" کا فاکلمہ ظا ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل دیا، اِظْطَلَمَ ہوگیا۔

(۴) اِظَّلَمَ: اصل میں اِظْتَلَمَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ظا ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل دیا، اِظْطَلَمَ ہوگیا، پھر طا کو ظا سے بدل کر، فاکلمہ ظا کا اُس میں ادغام کردیا، اِظَّلَمَ ہوگیا۔

(۵) اِصْطَبَرَ: اصل میں اِصْتَبَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ صاد ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل دیا، اِصْطَبَرَ ہوگیا۔ اسی طرح کی تخفیف اِضْطَرَبَ میں ہوگی۔

(۶) اِصَّبَرَ: اصل میں اِصْطَبَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ صاد ہے: لہٰذا تائے افتعال کو طا سے بدل دیا، اِصْطَبَرَ ہوگیا، پھر طا کو صاد سے بدل کر، فاکلمہ صاد کا اُس میں ادغام کردیا، اِصَّبَرَ ہوگیا۔ اسی طرح کی تخفیف اِضَّرَبَ میں ہوگی۔

(۷) اِثَّأَرَ: اصل میں اِثْتَأَرَ تھا، "باب افتعال" کا فاء کلمہ ثاء ہے: لہٰذا تائے افتعال کو ثاء سے بدل کر، فاء کلمہ ثاء کا اس میں ادغام کردیا، اِثَّأَرَ ہوگیا۔

قاعدہ (۴): اگر "باب افتعال" کا عین کلمہ: تا، ثاء، جیم، دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا یا ظا ہو تو "تائے افتعال" کو عین کلمہ کے ہم جنس حرف سے بدل کر، اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اس کا عین کلمہ میں ادغام کردیتے ہیں، اور شروع سے ہمزۂ وصل گرجاتا ہے؛ پس اِخْتَصَمَ اور اِهْتَدٰی سے ماضی: خَصَّمَ [۱] اور هَدّٰی، اور مضارع: يَخَصِّمُ اور يَهَدِّیْ ہوجائے گا، اور فاء کلمہ کو کسرہ دینا بھی جائز ہے؛ جیسے: خِصَّمَ يَخِصِّمُ اور هِدّٰی يَهِدِّیْ۔ يَخِصِّمُوْنَ اور يَهِدِّیْ جو قرآن مجید میں آیا ہے، وہ اسی قبیل سے ہے۔ اور اسم فاعل میں فاء کلمے کو ضمہ دینا بھی جائز ہے، پس مُخَصِّمٌ، مُخِصِّمٌ مُخُصِّمٌ تینوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

سبق (۳۶)

دوسرا باب: اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ فاکلمہ سے پہلے "سین" اور "تاء" زائد ہو؛ جیسے: اَلْاِسْتِنْصَارُ: مدد طلب کرنا۔

صرفِ صغیر: اِسْتَنْصَرَ يَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا، فَهُوَ مُسْتَنْصِرٌ، وأُسْتُنْصِرَ يُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا، فهو مُسْتَنْصَرٌ، الامر منه: اِسْتَنْصِرْ، والنهی عنه: لَاتَسْتَنْصِرْ، الظرف منه: مُسْتَنْصَرٌ

فائدہ: اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ میں "تائے استفعال" کو حذف کرنا بھی جائز ہے، "فَمَا اسْطَاعُوْا اور مَالَمْ تَسْطِعْ" جو قرآن مجید میں آیا ہے، وہ اسی باب سے ہے۔

تیسرا باب: اِنْفِعَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ فاکلمہ سے پہلے "نون" زائد ہو، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے جیسے: اَلْاِنْفِطَارُ: پھٹا ہوا ہونا۔

صرفِ صغیر: اِنْفَطَرَ يَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا، فهو مُنْفَطِرٌ، الامر منه: اِنْفَطِرْ۔ والنهی عنه: لَاتَنْفَطِرْ، الظرف منه: مُنْفَطَرٌ۔

قاعدہ: جس لفظ کا فاکلمہ نون ہو، وہ "باب انفعال" سے نہیں آتا، اگر اس سے "انفعال" کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں، تو اُس کو "باب افتعال" میں لے جاتے ہیں؛ جیسے: اِنْتَكَسَ: وہ سرنگوں ہوا۔

---

(۱) خَصَّمَ: اصل میں اِخْتَصَمَ تھا، "باب افتعال" کا عین کلمہ صاد ہے: لہٰذا تائے افتعال کو عین کلمہ کے ہم جنس حرف: صاد سے بدل کر، اس کی حرکت نقل کر کے ماقبل خاء کو دیدی، اِخَصْصَمَ ہوگیا، پھر پہلے صاد کا دوسرے صاد میں ادغام کردیا، اِخَصَّمَ ہوگیا، پہلے حرف کے متحرک ہوجانے کی وجہ سے ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی: لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو حذف کردیا، خَصَّمَ ہوگیا۔ اسی طرح يَخَصِّمُ هَدّٰی، يَهَدِّیْ اور مُخَصِّمٌ، مُخِصِّمٌ، مُخُصِّمٌ میں اصل نکال کر تخفیف کرلی جائے۔

سبق (۳۷)

چوتھا باب: اِفْعِلَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ لام کلمہ مکرر ہو اور ماضی میں ہمزۂ وصل کے بعد چار حرف ہوں؛ جیسے: اَلْاِحْمِرَارُ: سرخ ہونا۔

صرف صغیر: اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا فهو مُحْمَرٌّ، الامر منه: اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ، والنهي عنه: لَاتَحْمَرَّ لَاتَحْمَرِّ لَاتَحْمَرِرْ، الظرف منه: مُحْمَرٌّ۔

اِحْمَرَّ: اصل میں اِحْمَرَرَ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے، پہلے حرف کو ساکن کر کے اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کر دیا، اِحْمَرَّ ہو گیا۔ اسی طرح یَحْمَرُّ مُحْمَرٌّ اور ان کے نظائر میں ادغام ہوا ہے۔

امر کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں، ادغام کرتے وقت، وقف کی وجہ سے دو ساکن جمع ہو گئے؛ کیوں کہ دونوں راؤں کو ساکن کر دیا، پہلے راء کو ادغام کی وجہ سے اور دوسرے راء کو وقف کی وجہ سے، اس لئے کبھی دوسرے راء کو فتحہ دیدیتے ہیں، پس اِحْمَرَّ ہو جائے گا۔ کبھی کسرہ دیدیتے ہیں پس اِحْمَرِّ ہو جائے گا۔ اور کبھی ادغام کو چھوڑ دیدیتے ہیں، پس اِحْمَرِرْ ہو جائے گا۔ لَمْ یَحْمَرِّ اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں کو بھی اسی طرح سمجھ لیا جائے۔

فائدہ: اِس باب کا لام کلمہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے؛ مگر ناقص میں مشدد نہیں ہوتا؛ جیسے: اِرْعَوٰی[1] (وہ ایک مرد باز آیا)؛ اس لئے کہ اس میں لفیف کے احکام جاری ہوں گے، یعنی پہلے واؤ کو اپنی حالت پر رکھیں گے، اور دوسرے واؤ میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیل کریں گے۔

سبق (۳۸)

پانچواں باب: اِفْعِیْلَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ لام کلمہ مکرر ہو اور لامِ اول سے پہلے الف زائد ہو، یہ الف مصدر میں یاء سے بدل جاتا ہے؛ جیسے: اَلْاِدْهِیْمَامُ: انتہائی سیاہ ہونا۔

صرف صغیر: اِدْهَامَّ یَدْهَامُّ اِدْهِیْمَامًا فهو مُدْهَامٌّ، الامر منه: اِدْهَامَّ اِدْهَامِّ اِدْهَامِمْ۔

(۱) اِرْعَوٰی: اصل میں اِرْعَوَوَ تھا، واؤ کلمہ میں پانچویں حرف کی جگہ واقع ہوا، اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، اِرْعَوَیَ ہو گیا، پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح؛ لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا، اِرْعَوٰی ہو گیا۔

نوٹ: مصنفِ علم الصیغہ کے قول کے مطابق اِرْعَوٰی میں پہلا واؤ زائد ہے اور دوسرا واؤ اصلی، اسی لئے دوسرے واؤ میں تعلیل کی گئی ہے، پہلے واؤ میں تعلیل نہیں کی گئی۔

والنهي عنه: لَاتَدْهَامَّ لَاتَدْهَامِّ لَاتَدْهَامِمْ، الظرف منه: مُدْهَامٌّ۔

اس باب کے صیغوں میں بھی "بابِ افعلال" کے صیغوں کی طرح ادغام ہوا ہے، ہر صیغے میں اُس کے نظائر کے طرز پر، اصل نکال کر ادغام کر لیا جائے۔ ان دونوں ابواب میں رنگ اور عیب کے معنی زیادہ آتے ہیں، اور یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔

چھٹا باب: اِفْعِیْعَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ عین کلمہ مکرر ہو، اور دونوں عینوں کے درمیان واؤ زائد ہو، یہ واؤ مصدر میں ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل جاتا ہے؛ جیسے: اَلْاِخْشِیْشَانُ: انتہائی کھردرا ہونا۔

صرفِ صغیر: اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَانًا، فهو مُخْشَوْشِنٌ، الامر منه: اِخْشَوْشِنْ والنهي عنه: لَاتَخْشَوْشِنْ، الظرف منه: مُخْشَوْشَنٌ۔

یہ باب اکثر لازم ہوتا ہے، اور کبھی متعدی بھی آتا ہے؛ جیسے: اِحْلَوْلَیْتُهٗ (میں نے اس کو شیریں سمجھا)۔

ساتواں باب: اِفْعِوَّالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ عین کلمہ کے بعد واؤ مشدد ہو؛ جیسے: اَلْاِجْلِوَّاذُ: تیز دوڑنا۔

صرفِ صغیر: اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا، فهو مُجْلَوِّذٌ، الامر منه: اِجْلَوِّذْ، والنهي عنه: لَاتَجْلَوِّذْ، الظرف منه: مُجْلَوَّذٌ۔

سبق (۳۹)

ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزۂ وصل کے پانچ باب ہیں:

پہلا باب: اِفْعَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ ماضی اور امر کے شروع میں ہمزۂ قطعی ہو۔ علامتِ مضارع اِس باب میں معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے؛ جیسے: اَلْاِکْرَامُ: عزت کرنا۔

صرفِ صغیر: اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا، فهو مُکْرِمٌ، واُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَامًا، فهو مُکْرَمٌ، الامر منه: اَکْرِمْ، والنهي عنه: لَاتُکْرِمْ، الظرف منه: مُکْرَمٌ۔

فائدہ: ماضی میں جو ہمزۂ قطعی تھا، وہ مضارع میں گر گیا، ورنہ مضارع یُاَکْرِمُ یُاَکْرِمَانِ ہوتا؛ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اُاَکْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہو گئے، اجتماع ہمزتین کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ایک ہمزہ کو حذف کرنا مناسب تھا؛ لہٰذا دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا، اُکْرِمُ ہو گیا، پھر باب کی موافقت

کے لئے مضارع کے باقی تمام صیغوں سے بھی ہمزۂ قطعی کو حذف کر دیا۔

دوسرا باب: تَفْعِیْل کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ عین کلمہ مشدد ہو؛ مگر فا کلمہ سے پہلے تاء نہ ہو۔ علامت مضارع اس باب میں بھی معروف میں مضموم ہوتی ہے؛ جیسے: اَلتَّصْرِیْفُ: گردان کرنا۔

صرفِ صغیر: صَرَّفَ یُصَرِّفُ، تَصْرِیْفًا، فھو مُصَرِّفٌ، وصُرِّفَ یُصَرَّفُ تَصْرِیْفًا، فھو مُصَرَّفٌ، الامر منه: صَرِّفْ، والنھی عنه: لَاتُصَرِّفْ، الظرف منه: مُصَرَّفٌ۔

فائدہ: اس باب کا مصدر فِعَّال کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: کِذَّابٌ (جھٹلانا)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا} (انہوں نے ہماری آیتوں کو خوب جھٹلایا)۔ اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: سَلَامٌ (سلام کرنا) اور کَلَامٌ (گفتگو کرنا)۔

تیسرا باب: مُفَاعَلَۃٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ فا کلمہ کے بعد الف زائد ہو؛ مگر فا کلمہ سے پہلے تا نہ ہو۔ علامت مضارع اس باب میں بھی معروف میں مضموم ہوتی ہے؛ جیسے: اَلْمُقَاتَلَۃُ و الْقِتَالُ: آپس میں لڑنا۔

صرفِ صغیر: قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالًا، فھو مُقَاتِلٌ، وَقُوْتِلَ یُقَاتَلُ مُقَاتَلَۃً وقِتَالًا، فھو مُقَاتَلٌ، الامر منه: قَاتِلْ، والنھی عنه: لَاتُقَاتِلْ، الظرف منه: مُقَاتَلٌ۔

نوٹ: فعل ماضی مجہول میں "الفِ مفاعلۃ" ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدل جاتا ہے۔

سبق (۴۰)

چوتھا باب: تَفَعُّل کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ عین کلمہ مشدد ہو اور فا کلمہ سے پہلے تاء زائد ہو؛ جیسے: اَلتَّقَبُّلُ: قبول کرنا۔

صرفِ صغیر: تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً، فھو مُتَقَبِّلٌ، وتُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً، فھو مُتَقَبَّلٌ الامر منه: تَقَبَّلْ، والنھی عنه: لَاتَتَقَبَّلْ، الظرف منه: مُتَقَبَّلٌ۔

پانچواں باب: تَفَاعُل کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ فا کلمہ کے بعد الف اور فاء کلمہ سے پہلے تاء زائد ہو؛ جیسے: اَلتَّقَابُلُ: ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا۔

صرفِ صغیر: تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ تَقَابُلًا، فھو مُتَقَابِلٌ، وتُقُوْبِلَ یُتَقَابَلُ تَقَابُلًا، فھو مُتَقَابَلٌ، الامر منه: تَقَابَلْ، والنھی عنه: لَاتَتَقَابَلْ، الظرف منه: مُتَقَابَلٌ۔

نوٹ: فعل ماضی مجہول میں "الفِ تفاعل"، ماقبل کے مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدل جاتا ہے۔ اس باب اور "بابِ تفعُّل" کی ماضی مجہول میں "تاء" اس قاعدہ کے مطابق مضموم ہوگئی ہے جو ہم نے پیچھے لکھا ہے اور وہ یہ کہ: "ماضی مجہول میں آخری حرف کے ماقبل کے علاوہ ہر متحرک حرف مضموم ہوتا ہے۔"

قاعدہ (۱): اِن دونوں ابواب میں جب فعل مضارع میں دو تائے مفتوحہ جمع ہوجائیں، تو ایک تاء کو حذف کرنا جائز ہے؛ جیسے: تَقَبَّلُ تَتَقَبَّلُ میں، اور تَظَاھَرُوْنَ تَتَظَاھَرُوْنَ میں۔

قاعدہ (۲): جب اِن دونوں ابواب کا فاءکلمہ: تا، ثا، جیم، دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا یا ظا میں سے کوئی ہو، تو "تائے تفعُّل" اور "تائے تفاعل" کو فا کلمہ سے بدل کر، اس کا فا کلمہ میں ادغام کرنا جائز ہے، اس صورت میں ماضی اور امر میں ہمزۂ وصل آئے گا۔

"بابِ اِفَّعُّلْ" اور "بابِ اِفَّاعُلْ" جن کو صاحبِ منشعب نے ہمزۂ وصل کے ابواب میں شمار کیا ہے، اسی قاعدہ سے پیدا ہوئے ہیں؛ جیسے: اِطَّھَّرَ یَطَّھَّرُ اِطَّھُّرًا، فَھو مُطَّھِّرٌ، اِثَّاقَلَ یَثَّاقَلُ اِثَّاقُلًا، فھو مُثَّاقِلٌ۔

سبق (۴۱)

فصل سوم: رباعی مجرد و مزید فیہ کا بیان

جب ہم ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کے ابواب کے بیان سے فارغ ہوگئے، تو اب ثلاثی مزید فیہ ملحق کے ابواب کو بیان کرنے سے پہلے، رباعی مجرد و مزید فیہ کے ابواب کو بیان کرتے ہیں۔

پس جان لیجئے کہ رباعی مجرد کا ایک باب ہے: فَعْلَلَۃٌ کے وزن پر؛ جیسے: اَلْبَعْثَرَۃُ:[1] ابھارنا۔

صرفِ صغیر: بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ بَعْثَرَۃً، فھو مُبَعْثِرٌ، وَبُعْثِرَ یُبَعْثَرُ بَعْثَرَۃً، فھو مُبَعْثَرٌ، الامر منه: بَعْثِرْ، والنھی عنه: لَاتُبَعْثِرْ، الظرف منه: مُبَعْثَرٌ۔

اس باب کی علامت یہ ہے کہ ماضی میں چار حروفِ اصلی ہوں، علامت مضارع اس باب میں بھی معروف میں مضموم ہوتی ہے۔

قاعدہ کلیہ: علامت مضارع کی حرکت کے سلسلے میں یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حرف ہوں، خواہ تمام اصلی ہوں، یا بعض اصلی اور بعض زائد، تو اس کی علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے؛ جیسے: یُکْرِمُ، یُصَرِّفُ، یُقَابِلُ، یُبَعْثِرُ۔ اور اگر ماضی میں چار حرف نہ ہوں؛ بلکہ چار سے کم یا چار سے زائد

(۱) مصدر رباعی مجرد کے اور بھی اوزان ہیں؛ مثلاً: فِعْلَالٌ، فِعْلَالٌ، فَعْلَالٌ، فُعْلَالٌ، فَعْلَلٰی، فُعْلُلَاءُ۔

حرف ہوں، تو اس کی علامت مضارع معروف میں مفتوح ہوتی ہے؛ جیسے: یَتَنَصَّرُ، یَتَجَنَّبُ، یَتَقَابَلُ۔

رباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) رباعی مزید فیہ بے ہمزۂ وصل، یعنی جس کے شروع میں ہمزۂ وصل نہ ہو۔ (۲) رباعی مزید فیہ با ہمزۂ وصل، یعنی جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو۔

رباعی مزید فیہ بے ہمزۂ وصل کا ایک باب ہے: تَفَعْلُلٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ چار حروفِ اصلی سے پہلے تاء زائد ہو؛ جیسے: اَلتَّسَرْبُلُ: قمیص پہننا۔

صرفِ صغیر: تَسَرْبَلَ یَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلًا، فهو مُتَسَرْبِلٌ، وَتُسُرْبِلَ یُتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلًا، فَهُوَ مُتَسَرْبَلٌ، الامر منه: تَسَرْبَلْ، والنهی عنه: لَاتَتَسَرْبَلْ، الظرف منه: مُتَسَرْبَلٌ۔

سبق (۴۲)

رباعی مزید فیہ با ہمزۂ وصل کے دو باب ہیں:

پہلا باب: اِفْعِلَّالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ دوسرا لام مشدد ہو، چار حروفِ اصلی پر ایک لام زائد ہو اور ماضی اور امر میں ہمزۂ وصل ہو؛ جیسے: اَلْاِقْشِعْرَارُ: رونگٹے کھڑے ہونا۔

صرفِ صغیر: اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا، فهو مُقْشَعِرٌّ، الامر منه: اِقْشَعِرَّ، اِقْشَعِرِّ، اِقْشَعْرِرْ، والنهی عنه: لَاتَقْشَعِرَّ، لَاتَقْشَعِرِّ لَاتَقْشَعْرِرْ، الظرف منه: مُقْشَعَرٌّ۔

اِقْشَعَرَّ: اصل میں اِقْشَعْرَرَ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے، پہلے حرف کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے کر، اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کر دیا، اِقْشَعَرَّ ہو گیا۔

یَقْشَعِرُّ: اصل میں یَقْشَعْرِرُ تھا، اسی طرح دوسرے صیغوں کی اصل نکال لی جائے۔ جس طرح اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے صیغوں میں ادغام کیا گیا ہے، اسی طرح اِس باب کے صیغوں میں بھی ادغام کیا جائے گا؛ مگر چوں کہ اس باب میں دو ہم جنس حرفوں میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن ہوتا ہے، اس لئے یہاں پہلے حرف کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے کر، ادغام کریں گے۔

دوسرا باب: اِفْعِنْلَالٌ کے وزن پر، اس باب کی علامت یہ ہے کہ عین کلمہ کے بعد نون زائد ہو اور ماضی اور امر میں ہمزۂ وصل ہو؛ جیسے: اَلْاِبْرِنْشَاقُ: انتہائی خوش ہونا۔

صرفِ صغیر: اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقًا، فهو مُبْرَنْشِقٌ، الامر منه: اِبْرَنْشِقْ، والنهی عنه: لَاتَبْرَنْشِقْ، الظرف منه: مُبْرَنْشَقٌ۔

سبق (۴۳)

فصل چہارم: ثلاثی مزید فیہ ملحق بر رباعی کا بیان

ثلاثی مزید فیہ ملحق بر رباعی کی دو قسمیں ہیں: (۱) ملحق بر رباعی مجرد (۲) ملحق بر رباعی مزید فیہ

ثلاثی مزید فیہ ملحق بر رباعی مجرد: وہ ثلاثی مزید فیہ ہے جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی مجرد کے وزن پر گیا ہو اور ”ملحق بہ“ کے باب کے معنی کے علاوہ، خاصیت کے قبیل سے کوئی دوسرے معنی اُس میں نہ پائے جاتے ہوں؛ جیسے: جَلْبَبَ۔

ثلاثی مزید فیہ ملحق بر رباعی مزید فیہ: وہ ثلاثی مزید فیہ ہے جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی مزید فیہ کے وزن پر ہو گیا ہو اور ”ملحق بہ“ کے باب کے معنی کے علاوہ، خاصیت کے قبیل سے کوئی دوسرے معنی اُس میں نہ پائے جاتے ہوں؛ جیسے: تَجَلْبَبَ۔

ثلاثی مزید فیہ ملحق بر رباعی مجرد کے سات باب ہیں:

پہلا باب: فَعْلَلَةٌ کے وزن، اس باب میں زیاتی: لام کلمہ کا تکرار ہے؛ جیسے: اَلْجَلْبَبَةُ: چادر اوڑھانا۔

صرفِ صغیر: جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ جَلْبَبَةً، فهو مُجَلْبِبٌ، وجُلْبِبَ یُجَلْبَبُ جَلْبَبَةً، فهو مُجَلْبَبٌ، الامر منه: جَلْبِبْ والنهی عنه: لَاتُجَلْبِبْ، الظرف منه: مُجَلْبَبٌ۔

دوسرا باب: فَعْوَلَةٌ کے وزن پر، عین کلمہ کے بعد واو کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلسَّرْوَلَةُ پائجامہ پہنانا۔

صرفِ صغیر: سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ سَرْوَلَةً، فهو مُسَرْوِلٌ، وَسُرْوِلَ یُسَرْوَلُ سَرْوَلَةً، فهو مُسَرْوَلٌ، الامر منه: سَرْوِلْ، والنهی عنه: لَاتُسَرْوِلْ، الظرف منه: مُسَرْوَلٌ۔

تیسرا باب: فَیْعَلَةٌ کے وزن پر، فا کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلصَّیْطَرَةُ:[1] مسلط ہونا۔

صرفِ صغیر: صَیْطَرَ یُصَیْطِرُ صَیْطَرَةً، فهو مُصَیْطِرٌ، الامر منه: صَیْطِرْ، والنهی عنه: لَاتُصَیْطِرْ، الظرف منه: مُصَیْطَرٌ۔

(۱) بعض نسخوں میں اَلسَّیْطَرَةُ سین کے ساتھ ہے، معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

سبق (۴۴)

چوتھا باب: فَعْيَلَةٌ کے وزن پر، عین کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلشَّرْيَفَةُ: کھیتی کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا۔

صرفِ صغیر: شَرْيَفَ يُشَرْيِفُ شَرْيَفَةً، فهو مُشَرْيِفٌ، وشُرْيِفَ يُشَرْيَفُ شَرْيَفَةً، فهو مُشَرْيَفٌ، الامر منه: شَرْيِفْ، والنهي عنه: لَاتُشَرْيِفْ، الظرف منه: مُشَرْيَفٌ۔

پانچواں باب: فَوْعَلَةٌ کے وزن پر، فاکلمہ کے بعد واوٗ کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلْجَوْرَبَةُ: پاتابہ پہنانا۔

صرفِ صغیر: جَوْرَبَ يُجَوْرِبُ جَوْرَبَةً، فهو مُجَوْرِبٌ، وجُوْرِبَ يُجَوْرَبُ جَوْرَبَةً فهو مُجَوْرَبٌ، الامر منه: جَوْرِبْ، والنهي عنه: لَاتُجَوْرِبْ، الظرف منه: مُجَوْرَبٌ۔

چھٹا باب: فَعْنَلَةٌ کے وزن پر، عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلْقَلْنَسَةُ: ٹوپی پہنانا۔

صرفِ صغیر: قَلْنَسَ يُقَلْنِسُ قَلْنَسَةً، فهو مُقَلْنِسٌ، وقُلْنِسَ يُقَلْنَسُ قَلْنَسَةً، فهو مُقَلْنَسٌ، الامر منه: قَلْنِسْ، والنهي عنه: لَاتُقَلْنِسْ، الظرف منه: مُقَلْنَسٌ۔

ساتواں باب: فَعْلَاةٌ کے وزن پر، لام کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلْقَلْسَاةُ: ٹوپی پہنانا۔

صرفِ صغیر: قَلْسٰی يُقَلْسِيْ قَلْسَاةً فهو مُقَلْسٍ، وقُلْسِيَ يُقَلْسٰی قَلْسَاةً، فهو مُقَلْسًی الامر منه: قَلْسِ، والنهي عنه: لَاتُقَلْسِ، الظرف منه: مُقَلْسًی۔

قَلْسٰی[1]: اصل میں قَلْسَيَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح؛ لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا، قَلْسٰی ہوگیا۔ قَلْسَاةٌ مصدر اصل میں قَلْسَيَةٌ اور يُقَلْسٰی مضارع مجہول اصل میں يُقَلْسَيُ تھا، ان میں بھی اسی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

مُقَلْسًی: اصل میں مُقَلْسَيٌ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح؛ لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا، مُقَلْسًی ہوگیا۔

(۱) ہدایت: طلبہ کو شروع ہی سے، ترجمہ، صیغہ اور بحث کی تعیین کے ساتھ تعلیل کرنے کا عادی بنایا جائے۔

يُقَلْسِيْ: اصل میں يُقَلْسِيُ تھا، کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کردیا، يُقَلْسِيْ ہوگیا۔

مُقَلْسٍ: اصل میں مُقَلْسِيٌ تھا، کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کردیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا، مُقَلْسٍ ہوگیا۔

سبق (۴۵)

ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مزید فیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) ملحق بہ تَفَعْلُلٌ (۲) ملحق بہ اِفْعِنْلَالٌ (۳) ملحق بہ اِفْعِلَالٌ۔

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ تَفَعْلُلٌ کے آٹھ باب ہیں:

پہلا باب: تَفَعْلُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء کی زیادتی اور لام کلمہ کے تکرار کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّجَلْبُبُ: چادر اوڑھنا۔

صرفِ صغیر: تَجَلْبَبَ يَتَجَلْبَبُ تَجَلْبُبًا، فهو مُتَجَلْبِبٌ، وتُجُلْبِبَ يُتَجَلْبَبُ تَجَلْبُبًا، فهو مُتَجَلْبَبٌ، الامر منه: تَجَلْبَبْ، والنهي عنه: لَاتَتَجَلْبَبْ، الظرف منه: مُتَجَلْبَبٌ۔

دوسرا باب: تَفَعْوُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور عین اور لام کلمہ کے درمیان واوٗ کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّسَرْوُلُ: پائجامہ پہننا۔

صرفِ صغیر: تَسَرْوَلَ يَتَسَرْوَلُ تَسَرْوُلًا، فهو مُتَسَرْوِلٌ، وتُسُرْوِلَ يُتَسَرْوَلُ تَسَرْوُلًا، فهو مُتَسَرْوَلٌ، الامر منه: تَسَرْوَلْ، والنهي عنه: لَا تَتَسَرْوَلْ، الظرف منه: مُتَسَرْوَلٌ۔

تیسرا باب: تَفَيْعُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور فاء کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّشَيْطُنُ: نافرمان ہونا۔

صرفِ صغیر: تَشَيْطَنَ يَتَشَيْطَنُ تَشَيْطُنًا، فهو مُتَشَيْطِنٌ، الامر منه: تَشَيْطَنْ، والنهي عنه: لَاتَتَشَيْطَنْ، الظرف منه مُتَشَيْطَنٌ۔

چوتھا باب: تَفَوْعُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور فاء کلمہ کے بعد واوٗ کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّجَوْرُبُ: پاتابہ پہننا۔

صرفِ صغیر: تَجَوْرَبَ يَتَجَوْرَبُ تَجَوْرُبًا، فهو مُتَجَوْرِبٌ، وتُجُوْرِبَ يُتَجَوْرَبُ

تَجَوْرُبًا، فهو مُتَجَوْرَبٌ، الامر منه: تَجَوْرَبْ، والنهي عنه: لَا تَتَجَوْرَبْ، الظرف منه: مُتَجَوْرَبٌ۔

سبق (۴۶)

پانچواں باب: تَفَعْنُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور عین کلمہ کے بعد نون کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّقَلْنُسُ: ٹوپی پہننا۔

صرفِ صغیر: تَقَلْنَسَ یَتَقَلْنَسُ تَقَلْنُسًا، فهو مُتَقَلْنِسٌ، وتُقُلْنِسَ یُتَقَلْنَسُ تَقَلْنُسًا، فهو مُتَقَلْنَسٌ، الامر منه: تَقَلْنَسْ، والنهي عنه: لَا تَتَقَلْنَسْ، الظرف منه: مُتَقَلْنَسٌ۔

چھٹا باب: تَمَفْعُلٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور میم کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلتَّمَسْکُنُ: مسکین ہونا۔

صرفِ صغیر: تَمَسْکَنَ یَتَمَسْکَنُ تَمَسْکُنًا، فهو مُتَمَسْکِنٌ، الامر منه: تَمَسْکَنْ والنهي عنه: لَا تَتَمَسْکَنْ، الظرف منه: مُتَمَسْکَنٌ۔

ساتواں باب: تَفَعْلُتٌ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے اور لام کلمہ کے بعد تاء کی زیادتی کے ساتھ جیسے: اَلتَّعَفْرُتُ: خبیث ومکار ہونا۔

صرفِ صغیر: تَعَفْرَتَ یَتَعَفْرَتُ تَعَفْرُتًا، فهو مُتَعَفْرِتٌ، الامر منه: تَعَفْرَتْ، والنهي عنه: لَا تَتَعَفْرَتْ، الظرف منه: مُتَعَفْرَتٌ۔

آٹھواں باب: تَفَعْلٍ کے وزن پر، فاکلمہ سے پہلے تاء اور لام کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ جیسے: اَلتَّقَلْسِيْ: ٹوپی پہننا۔

صرفِ صغیر: تَقَلْسٰی یَتَقَلْسٰی، تَقَلْسِیًا، فهو مُتَقَلْسٍ، وتُقُلْسِيَ یُتَقَلْسٰی تَقَلْسِیًا، فهو مُتَقَلْسًی، الامر منه: تَقَلْسَ، والنهي عنه: لَا تَتَقَلْسَ، الظرف منه: مُتَقَلْسًی۔

فائدہ: اس باب کے صیغوں میں، قَلْسٰی یُقَلْسِيْ کی طرح تعلیل کرلی جائے۔ اس باب کے مصدر: تَقَلْسٍ [1] میں لام کلمہ کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر، مُقَلْسٍ والی تعلیل کرلی جائے۔

---

(۱) تَقَلْسٍ مصدر: اصل میں تَقَلْسُیٌ تھا، یاء کی مناسبت سے لام کلمہ کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، پھر کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کردیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، تَقَلْسٍ ہوگیا۔

سبق (۴۷)

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ اِفْعِنْلَالٌ کے دو باب ہیں:

پہلا باب: اِفْعِنْلَالٌ کے وزن پر، شروع میں ہمزۂ وصل، عین کے کلمہ کے بعد نون اور دوسرے لام کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلْاِقْعِنْسَاسُ: سینہ اور گردن تان کر چلنا۔

صرفِ صغیر: اِقْعَنْسَسَ یَقْعَنْسِسُ اِقْعِنْسَاسًا، فهو مُقْعَنْسِسٌ، الامر منه: اِقْعَنْسِسْ، والنهي عنه: لَا تَقْعَنْسِسْ، الظرف منه: مُقْعَنْسَسٌ۔

دوسرا باب: اِفْعِنْلَاءٌ کے وزن پر، شروع میں ہمزۂ وصل، عین کلمہ کے بعد نون اور لام کلمہ کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ؛ جیسے: اَلْاِسْلِنْقَاءُ: چت لیٹنا۔

صرفِ صغیر: اِسْلَنْقٰی، یَسْلَنْقِيْ، اِسْلِنْقَاءً، فهو مُسْلَنْقٍ، الامر منه: اِسْلَنْقِ، والنهي عنه: لَا تَسْلَنْقِ، الظرف منه: مُسْلَنْقًی۔

فائدہ: اس باب کے مصدر: اِسْلِنْقَاءٌ میں جو کہ اصل میں اِسْلِنْقَایٌ تھا، یاء الف کے بعد طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل گئی ہے۔ دوسرے صیغوں میں "باب قَلْسٰی" کے طرز پر تعلیل کرلی جائے۔

ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ اِفْعِلَّالٌ: کا ایک باب ہے: اِفْوِعْلَالٌ [1] کے وزن پر، شروع میں ہمزۂ وصل، فاکلمہ کے بعد واؤ کی زیادتی اور لام کلمہ کے تکرار کے ساتھ؛ جیسے: اَلْاِکْوِهْدَادُ: کوشش کرنا۔

صرفِ صغیر: اِکْوَهَدَّ یَکْوَهِدُّ اِکْوِهْدَادًا، فهو مُکْوَهِدٌّ، الامر منه: اِکْوَهِدَّ اِکْوَهِدِّ اِکْوَهْدِدْ، والنهي عنه: لَا تَکْوَهِدَّ لَا تَکْوَهِدِّ لَا تَکْوَهْدِدْ، الظرف منه: مُکْوَهَدٌّ۔ [2]

فائدہ: اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام ہوا ہے، "اِقْشَعَرَّ" کے صیغوں کے طرز پر ادغام کرلیا جائے۔

---

(۱) صاحب "فصول اکبری" نے لکھا ہے کہ یہ باب نوادر کے قبیل سے ہے، کلام عرب میں اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ (نوادر الاصول، ص: ۸۰)

(۲) تنبیہ: مصنف نے یہاں مجہول اور اسم مفعول کے صیغے ذکر نہیں کئے، حالاں کہ اَلْاِکْوِهْدَادُ متعدی ہے؛ لہٰذا اس سے مجہول اور اسم مفعول کے صیغے بھی آنے چاہئیں۔

سبق (۴۸)

بابِ تَمَفْعُلْ اور اس کے نظائر کے ملحق ہونے کی تحقیق

فائدہ (۱): ''صرف'' کی بڑی کتابوں میں اِن کے علاوہ، دوسرے بہت سے ملحقات: ملحق برباعی مجرد اور ملحق برباعی مزید فیہ شمار کرائے ہیں، اس رسالہ میں ہم نے مشہور ملحقات کے بیان پر اکتفاء کیا ہے۔

''بابِ تَمَفْعُلْ'' کے بارے میں کچھ لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ''الحاق'' کی زیادتی فاء کلمہ سے پہلے نہیں آتی، سوائے ''تاء'' کے، کہ وہ مطاوعت[1] کے معنی ظاہر کرنے کی ضرورت کی وجہ سے فاء کلمہ سے پہلے آجاتا ہے، پس ''بابِ تَمَفْعُلْ'' میں میم ''الحاق'' کے لئے نہیں ہوسکتا؛ اسی وجہ سے صاحب ''منشعب'' نے کہا ہے کہ: یہ باب شاذ ہے؛ بلکہ غلط کے قبیل سے ہے؛ میم کو اصلی گمان کر کے اس کے شروع میں ''تاء'' لے آئے ہیں۔ اور مولانا عبدالعلی صاحب نے رسالہ ''ہدایۃ الصرف'' میں ''بابِ تَمَفْعُلْ'' کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں داخل کیا ہے۔

اور تحقیق یہ ہے کہ یہ ملحق ہے، اور یہ قید لگانا کہ ''الحاق'' کی زیادتی فاء کلمہ سے پہلے نہیں آتی، بے محل ہے، صاحب ''فصول اکبری'' نے اُن اکثر صیغوں کو ملحقات میں شمار کیا ہے جن میں فاء کلمہ سے پہلے زیادتی ہے؛ مثلاً: نَرْجَسَ (اس نے دواء میں گلِ نرگس ڈالا) وغیرہ۔

''الحاق'' کا مدار اِس بات پر ہے کہ مزید فیہ (یعنی ملحق) زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہوجائے، اور اُس میں ملحق بہ کے باب کے معنی کے علاوہ، خاصیت کے قبیل سے کوئی نئے معنی پیدا نہ ہوں، جب تَمَسْکُنْ میں یہ دونوں باتیں پائی جارہی ہیں تو تَمَسْکُنْ کے ملحق ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

اور مِسْکِیْنٌ جیسے الفاظ مِفْعِیْلٌ کے وزن پر ہیں، نہ کہ فِعْلِیْلٌ کے وزن پر، اور محققینِ صرف کا جو یہ متعینہ قاعدہ ہے کہ: ''حرف کی زیادتی کے لئے، مزید فیہ (ملحق) کی مادہ کے ساتھ اتنی مناسبت کافی ہے کہ وہ مادہ پر تینوں دلالتوں: یعنی دلالت مطابقی، دلالت تضمنی اور دلالت التزامی میں سے کوئی

(۱) مطاوعت: ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: دَحْرَجَ الْوَلَدُ الْکُرَۃَ فَتَدَحْرَجَتْ (لڑکے نے گیند کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گئی)۔ واضح رہے کہ مطاوعت میں فعل ثانی فعل اول کی طرف نسبت کرتے ہوئے لازم ہوتا ہے، اگرچہ فی نفسہٖ متعدی ہو، یعنی فعل ثانی کا فی نفسہٖ لازم ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ وہ فی نفسہ متعدی بھی ہوسکتا ہے، البتہ جب اس کو مطاوعت کے لئے کسی فعل کے بعد ذکر کیا جائے گا تو لازم ہوجائے گا۔ (نوادر الاصول ص: ۹۶-۹۷)

دلالت کرتا ہو''، یہ بھی تَمَسْکُنْ اور مِسْکِیْنٌ میں میم کے زائد ہونے کا تقاضا کرتا ہے؛ لہٰذا مولانا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میم کو اصلی سمجھ کر اس کو ''بابِ تَسَرْبَلَ'' سے شمار کرنا صحیح نہیں۔[1]

فائدہ (۲): صاحب ''شافیہ'' نے ''بابِ تفعُّل'' اور ''بابِ تفاعل'' کو ملحقات میں شمار کیا ہے؛ لیکن تمام محققین نے اُن کی اس رائے کو غلط قرار دیا ہے؛ اس لئے کہ اگرچہ ''بابِ تفعُّل'' اور ''بابِ تفاعل'' حرف کی زیادتی کی وجہ سے ''تَسَرْبَلَ'' رباعی کے وزن پر ہوگئے ہیں؛ لیکن اِن دونوں ابواب میں،

(۱) اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''بابِ تَمَفْعُلْ'' کے ملحق ہونے میں علماء صرف کا اختلاف ہے، مصنف ملحق ہونے کے قائل ہیں اور اکثر علماء صرف اسے ملحق نہیں مانتے۔ پھر جو حضرات اسے ملحق نہیں مانتے ہیں، اُن میں سے بعض؛ مثلاً صاحب ''منشعب'' کے نزدیک یہ باب غلط ہے، یعنی اس باب سے آنے والا ہر لفظ لغت کی رو سے مہمل ہے۔ اور بعض حضرات؛ مثلاً مولانا عبدالعلی صاحب اس لفظ کو صحیح کہتے ہیں؛ مگر ملحق نہیں مانتے؛ بلکہ رباعی مزید فیہ قرار دیتے ہیں، چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ تَمَسْکَنَ ''بابِ تَسَرْبَلَ'' سے ہے، یعنی ان کے نزدیک اس کا میم اصلی ہے، زائد نہیں ہے۔

دلیل ان حضرات کی یہ ہے کہ: اگر اس کو ملحق مان لیں تو فا کلمہ سے پہلے میم کو زائد ماننا پڑے گا، حالاں کہ فاء کلمہ سے پہلے الحاق کی زیادتی نہیں آتی، صرف ''تاء'' فاء کلمہ سے پہلے آتا ہے، اور وہ بھی مطاوعت کے معنی ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے، الحاق کے لئے نہیں آتا۔

مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ملحق ہے: اس لئے کہ الحاق کے لئے تین شرائط ہیں:

(۱) ملحق زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہوجائے۔

(۲) ملحق میں ملحق بہ کے معانی کے علاوہ خاصیت کے قبیل سے کوئی نئے معنی پیدا نہ ہوں۔

(۳) ملحق کو مادہ کے ساتھ مناسبت ہو، یعنی ملحق مادہ پر دلالت کرتا ہو، خواہ یہ دلالت مطابقی ہو، یا تضمنی، یا التزامی۔

تَمَسْکَنَ میں یہ تینوں شرطیں پائی جارہی ہیں، پہلی شرط اس طرح کہ یہ تاء اور میم کی زیادتی کی وجہ سے تَسَرْبَلَ رباعی کے وزن پر ہوگیا ہے۔ اور دوسری شرط اس طرح کہ اِس میں ملحق بہ: تَسَرْبَلَ کی خاصیات کے علاوہ خاصیت کے قبیل سے کوئی نئے معنی پیدا نہیں ہوئے۔ اور تیسری شرط اس طرح کہ یہ اپنے مادہ ''سکون'' پر، دلالت التزامی کے طور پر دلالت کر رہا ہے؛ اس لئے کہ تَمَسْکَنَ کے معنیٔ موضوع لہٗ مسکین ہونا ہے، اور سکون مسکین کے لئے لازم ہے؛ کیوں کہ جب ہم مسکین کا تصور کرتے ہیں تو ہمارا ذہن سکون کی طرف منتقل ہوتا ہے؛ اس لئے کہ فقیر آدمی عام طور پر ایک ہی جگہ رہتا ہے، زیادہ چلتا پھرتا نہیں: الغرض تَمَسْکَنَ کو اپنے مادہ کے ساتھ مناسبت موجود ہے، پس جب تَمَسْکَنَ میں الحاق کی تینوں شرطیں پائی جارہی ہیں تو پھر اس کے ملحق ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

رہا یہ کہ فا کلمہ سے پہلے الحاق کی زیادتی نہیں آتی، تو یہ درست نہیں؛ صحیح بات یہ ہے کہ فا کلمہ سے پہلے بھی الحاق کی زیادتی آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ''فصول اکبری'' نے اُن اکثر صیغوں کو جن میں فا کلمہ سے پہلے زیادتی ہے، ملحقات میں شمار کیا ہے، مثلاً نَرْجَسَ وغیرہ، اگر فا کلمہ سے پہلے الحاق کی زیادتی نہ آتی تو وہ اُن کو ملحقات میں شمار نہ کرتے۔

"تَسَرْبَلَ" کی بہ نسبت خاصیات اور معانی زیادہ ہیں (چناں چہ "تَسَرْبَلَ" کی صرف تین خاصیتیں ہیں، جب کہ "باب تفعُّل" کی چودہ اور باب تفاعل کی چھ خاصیتیں ہیں)، پس الحاق کی شرط نہیں پائی گئی؛ لہٰذا یہ ملحق نہیں ہو سکتے۔

سبق (۴۹)

مصادرِ غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کا قاعدہ

فائدہ (۴): میرے استاذ جناب مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہٗ نے مصادرِ غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کے لئے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے، فائدے کے لئے وہ یہاں لکھا جاتا ہے۔

قاعدہ: ہر وہ مصدرِ غیر ثلاثی مجرد جس کے آخر میں تاء ہو اور اُس کا فا کلمہ مفتوح ہو، اُس کے پہلے ساکن حرف کا مابعد مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: مُفَاعَلَۃٌ، فَعْلَلَۃٌ اور اس کے ملحقات: جَلْبَبَۃٌ وغیرہ۔

اور ہر وہ مصدرِ غیر ثلاثی مجرد جس کے فا کلمہ سے پہلے تاء ہو اور فاء کلمہ مفتوح ہو، اُس کے پہلے ساکن حرف کا مابعد مضموم ہوتا ہے؛ جیسے: تَقَابُلٌ، تَقَبُّلٌ، تَسَرْبُلٌ اور اس کے ملحقات: تَجَلْبُبٌ وغیرہ۔

اور اگر ـــــــ فا کلمہ ساکن ہو، تو اُس کا مابعد مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: تَصْرِیْفٌ۔

اور ہر وہ مصدرِ غیر ثلاثی مجرد جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو، اُس کے پہلے ساکن حرف کا مابعد مکسور ہوتا ہے؛ جیسے: اِجْتِنَابٌ، اِسْتِنْصَارٌ وغیرہ، سوائے اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُلٌ کے، کیوں کہ وہ تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کی فروعات میں سے ہیں، ہمزۂ وصل کے ابواب میں سے نہیں ہیں۔

اور ہر وہ مصدرِ غیر ثلاثی مجرد جس کے شروع میں ہمزۂ قطعی ہو، اُس کے پہلے ساکن حرف کا مابعد مفتوح ہوتا ہے؛ جیسے: اِفْعَالٌ۔

اِس قاعدے میں خاص طور پر "پہلے ساکن حرف کے مابعد" کی حرکت کو ضبط کرنے کی وجہ یہ ہے کہ: زیادہ تر اسی حرف کے تلفظ میں لوگوں سے غلطی واقع ہوتی ہے؛ چناں چہ اکثر لوگ مُنَاسَبَۃٌ اور "باب مفاعلۃ" کے دیگر مصادر کو عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ، اور اِجْتِنَابٌ کو تاء کے فتحہ کے ساتھ بولتے ہیں۔

<u>مضارع معروف غیر ثلاثی مجرد کے عین کلمہ کی حرکت یاد کرنے کا قاعدہ:</u>

اگر غیر ثلاثی مجرد کی ماضی میں فا کلمہ سے پہلے "تاء" ہو، تو مضارع معروف کا عین کلمہ مفتوح ہوگا؛ جیسے: تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَسَرْبَلَ یَتَسَرْبَلُ۔ اور اگر ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے "تاء" نہ ہو، تو مضارع

معروف کا عین کلمہ مکسور ہوگا؛ جیسے: اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ، بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ۔ رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں "لام اول" اور وہ حرف جو "لامِ اول" کی جگہ ہو، عین کلمہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ اور تَفَعْلُلٌ اور اس کے ملحقات میں، مضارع معروف کے آخری حرف کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور دیگر تمام ابواب میں مکسور۔

سبق (۵۰)

تیسرا باب: مہموز، معتل اور مضاعف کی گردانوں کے بیان میں

یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ جب ہم ابواب کے بیان سے فارغ ہو گئے تو اب تخفیف، تعلیل اور ادغام کے قواعد بیان کرتے ہیں ہمزہ کی تبدیلی کو تخفیف[1]، حرفِ علت کی تبدیلی کو تعلیل اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کر کے مشدد کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔

فصل اول: مہموز کا بیان

یہ دو قسموں پر مشتمل ہے، پہلی قسم: ہمزہ کی تخفیف کے قواعد کے بیان میں:

قاعدہ (۱): ہر وہ ہمزۂ منفردہ جو ساکن ہو، اُس کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت، یعنی فتحہ کے بعد الف، ضمہ کے بعد واؤ اور کسرہ کے بعد یاء سے بدلنا جائز ہے؛ جیسے: رَاسٌ[2] (سر)، ذِیْبٌ (بھیڑیا)، بُوْسٌ (تنگ حالی)، یہ اصل میں رَأْسٌ، ذِئْبٌ اور بُؤْسٌ تھے۔

قاعدہ (۲): ہر وہ ہمزۂ ساکنہ جو ہمزۂ متحرکہ کے بعد واقع ہو، اُس کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے؛ جیسے: آمَنَ[3] (اس نے امن دیا)، اُوْمِنَ (اس کو امن دیا گیا)، اِیْمَانًا (امن دینا)، یہ اصل میں أَأْمَنَ، أُؤْمِنَ اور اِئْمَانًا تھے۔

---

(۱) ہمزہ میں تخفیف کے لئے شرط یہ ہے کہ ہمزہ شروع کلمہ میں نہ ہو، اگر ہمزہ شروع کلمہ میں ہوگا تو اس میں تخفیف نہیں ہوگی۔

(۲) رَاسٌ: اصل میں رَأْسٌ تھا، ہمزۂ منفردہ ساکنہ فتحہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا ہمزہ کو ماقبل کی حرکت: فتحہ کے موافق حرفِ علت: الف سے بدل دیا، رَاسٌ ہو گیا۔ ذِیْبٌ اور بُوْسٌ میں بھی اصل نکال کر اسی طرح تخفیف کر لی جائے۔

فائدہ: ہمزۂ منفردہ: وہ ہمزہ کہلاتا ہے جو کلمہ میں اکیلا ہو، اس کے ساتھ کوئی دوسرا ہمزہ نہ ہو۔

(۳) آمَنَ: اصل میں أَأْمَنَ بروزنِ اَکْرَمَ تھا، ہمزۂ ساکنہ ہمزۂ متحرکہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا ہمزۂ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت: فتحہ کے موافق حرفِ علت: الف سے بدل دیا، آمَنَ ہو گیا۔ اُوْمِنَ اور اِیْمَانًا میں بھی اصل نکال کر، اسی طرح تخفیف کر لی جائے

قاعدہ (۳): ہر وہ ہمزۂ منفردہ جو مفتوح ہو، اُس کو ضمہ کے بعد واؤ اور کسرہ کے بعد یاء سے بدلنا جائز ہے؛ جیسے: جُوَنٌ [1] (چمڑے سے مڑھی ہوئی ٹوکریاں)، مِیَرٌ (توشہ)، یہ اصل میں جُؤَنٌ اور مِئَرٌ تھے۔

قاعدہ (۴): اگر دو ہمزۂ متحرکہ جمع ہو جائیں اور اُن میں سے ایک مکسور ہو، تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلنا واجب ہے؛ جیسے: جَاءٍ [2] (آنے والا) اور اَیِمَّةٌ [3] (اِمَام کی جمع)۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی ہمزہ مکسور نہ ہو، تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدلنا واجب ہے؛ جیسے: اَوَادِمُ [4] (آدم کی جمع) اور اُوَمِّلُ (میں امید کرتا ہوں،) یہ اصل میں اَءَادِمُ اور اُأَمِّلُ تھے۔

نوٹ: علمائے صرف نے اِس قاعدہ کو کسرہ کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے؛ مگر یہ صحیح نہیں؛ اس لئے کہ بعض قراءاتِ متواترہ میں لفظ اَئِمَّةٌ دوسرے ہمزہ کے ساتھ آیا ہے، پس معلوم ہوا کہ مذکورہ قاعدہ جوازی ہے نہ کہ وجوبی [5]۔

---

(۱) جُوَنٌ جُؤْنَةٌ کی جمع: اصل میں جُؤَنٌ تھا، ہمزۂ منفردہ مفتوحہ ضمہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا، جُوَنٌ ہو گیا۔ مِیَرٌ میں بھی اصل نکال کر، اِسی طرح تخفیف کر لی جائے۔

(۲) جَاءٍ اسم فاعل: اصل میں جَایِئٌ بروزن ضَارِبٌ تھا، یاء اسم فاعل میں عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی اور فعل میں تعلیل ہوئی ہے؛ لہٰذا یاء کو ہمزہ سے بدل دیا، جَاءِئٌ ہو گیا، اب دو ہمزۂ متحرکہ ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اور ان میں سے پہلا ہمزہ مکسور ہے؛ لہٰذا دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا، جَاءِيٌ ہو گیا، پھر کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کر دیا، جَاءِیْنْ ہو گیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا، جَاءٍ ہو گیا۔

(۳) أَیِمَّةٌ اِمَام کی جمع: اصل میں اَئِمَّةٌ تھا، دو ہمزہ متحرکہ ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اور اُن میں سے دوسرا ہمزہ مکسور ہے؛ لہٰذا دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا، اَیِمَّةٌ ہو گیا۔

(۴) أَوَادِمُ آدم کی جمع: اصل میں أَءَادِمُ تھا، دو ہمزہ متحرکہ جمع ہو گئے اور اُن میں سے کوئی ہمزہ مکسور نہیں ہے؛ لہٰذا دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا، اَوَادِمُ ہو گیا۔ اُوَمِّلُ میں بھی اصل نکال کر، اسی طرح تخفیف کر لی جائے۔

(۵) علمائے صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر دو ہمزہ متحرکہ ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں اور دونوں میں سے کوئی ہمزہ مکسور ہو، تو اس صورت میں دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلنا واجب ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں؛ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلنا واجب نہیں، صرف جائز ہے، بدل بھی سکتے ہیں اور بغیر بدلے بھی رکھ سکتے ہیں؛ اس لئے کہ بعض متواتر قراءتوں میں لفظ أَئِمَّةٌ دوسرے ہمزہ کے ساتھ آیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بدلنا صرف جائز ہے، نہ کہ واجب۔

سبق (۵۱)

قاعدہ (۵): ہر وہ ہمزۂ متحرکہ جو "واؤ مدہ زائدہ" [1] یا "یائے مدہ زائدہ"، یا "یائے تصغیر" کے بعد واقع ہو، اُس کو ماقبل کے ہم جنس حرف سے بدل کر، ماقبل کا اُس میں ادغام کرنا جائز ہے؛ جیسے: مَقْرُوَّةٌ [2] (پڑھی ہوئی)، خَطِیَّةٌ (گناہ)، اُفَیِّس (چھوٹی کلہاڑیاں)، یہ اصل میں مَقْرُوْءَةٌ، خَطِیْئَةٌ اور اُفَیْئِس تھے۔

قاعدہ (۶): جب ہمزہ "الفِ مَفاعِل" کے بعد، یاء سے پہلے واقع ہو، تو ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے اور یاء [3] کو الف سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: خَطَایَا خَطِیْئَةٌ کی جمع، یہ اصل میں خَطَایِئُ تھا، یاء الفِ جمع کے بعد، طرف سے پہلے واقع ہوئی؛ لہٰذا یاء کو ہمزہ سے بدل دیا، خَطَاءِئُ ہو گیا، اس کے بعد دوسرے ہمزہ کو "جَاءٍ" کے قاعدہ کے مطابق یاء سے بدل دیا، خَطَاءِيُ ہو گیا، پھر اِس قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے، اور یاء کو الف سے بدل دیا، خَطَایَا ہو گیا۔

قاعدہ (۷): ہر وہ ہمزۂ متحرکہ جو "مدہ زائدہ" [4] اور "یائے تصغیر" کے علاوہ، کسی ساکن حرف کے بعد واقع ہو، اُس کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، اُس کو حذف کرنا جائز ہے؛ جیسے: یَسَلُ [5] (وہ سوال کرتا ہے)، قَدَفْلَحَ (وہ کامیاب ہو گیا ہے)، یَرْمِی خَاهُ (وہ اپنے بھائی کی

---

(۱) واؤ مدہ زائدہ: وہ واؤ ساکن ہے جس سے پہلے ضمہ ہو اور وہ کلمہ کا اصلی حرف نہ ہو؛ جیسے: مَقْرُوْءَةٌ کا واؤ۔
یائے مدہ زائدہ: وہ یائے ساکنہ ہے جس سے پہلے کسرہ ہو اور وہ کلمہ کا اصلی حرف نہ ہو، جیسے: خَطِیْئَةٌ کی یاء۔
یائے تصغیر: وہ یائے ساکنہ ہے جو اسم مصغر میں آتی ہے؛ جیسے: اُفَیْئِس اور رُجَیْل کی یاء۔

(۲) مَقْرُوَّةٌ اسم مفعول: اصل میں مَقْرُوْءَةٌ بروزنِ مَفْتُوحَةٌ تھا، ہمزۂ متحرکہ "واؤ مدہ زائدہ" کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا ہمزہ کو ماقبل کے ہم جنس حرف واؤ سے بدل کر، ماقبل واؤ کا اُس میں ادغام کر دیا، مَقْرُوَّةٌ ہو گیا۔ خَطِیَّةٌ اور اُفَیِّس میں بھی اصل نکال کر، اسی طرح تخفیف کر لی جائے، بس اتنا فرق ہے کہ ہمزہ خَطِیْئَةٌ میں "یائے مدہ زائدہ" اور اُفَیْئِس میں "یائے تصغیر" کے بعد واقع ہے۔

(۳) یہاں یاء سے وہ یاء مراد ہے جس سے پہلے ہمزہ ہوتا ہے، وہ یائے مفتوحہ نہیں جو ہمزہ کے بدلے میں آتی ہے۔

(۴) مدہ زائدہ: وہ واؤ، یاء اور الف ساکن ہے جن کے ماقبل کی حرکت اُن کے موافق ہو، اور وہ کلمہ کا اصلی حرف نہ ہوں؛ جیسے: عَجُوْزٌ کا واؤ، شَرِیْفَةٌ کی یاء اور رِسَالَةٌ کا الف۔

(۵) یَسَلُ: اصل میں یَسْأَلُ بروزنِ یَفْتَحُ تھا، ہمزۂ متحرکہ ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہوا، جو "مدہ زائدہ" اور "یائے تصغیر" کے علاوہ ہے؛ لہٰذا ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، ہمزہ کو حذف کر دیا، یَسَلُ ہو گیا۔ قَدَفْلَحَ اور یَرْمِی خَاهُ میں بھی اصل نکال کر، اسی طرح تخفیف کر لی جائے۔

طرف تیر پھینکتا ہے)، یہ اصل میں یَسْأَلُ، قَدْ اَفْلَحَ اور یَرْمِیْ اَخَاہُ تھے۔

فائدہ: یَرٰی، یُرِی اور رُؤْیَۃ مصدر کے تمام افعال میں، یہ قاعدہ بطورِ وجوب مستعمل ہے، نہ کہ رُؤْیَۃ کے اسمائے مشتقہ میں، پس مَرْأًی اسم ظرف اور مصدر میمی، مِرْأَۃٌ اسم آلہ اور مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں، ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے، نہ کہ واجب۔

سبق (۵۲)

قاعدہ (۸): اگر ہمزہ متحرکہ کسی متحرک حرف کے بعد واقع ہو، تو اُس میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں جائز ہیں۔ ہمزہ کو اُس کے مخرج اور اُس حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو، بین بین قریب ہے۔ اور ہمزہ کے مخرج اور اُس حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جو ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو، بین بین بعید ہے۔ بین بین قریب اور بین بین بعید کو تسہیل بھی کہتے ہیں۔ مثال: جیسے: سَأَلَ (اس نے معلوم کیا)، سَئِمَ (وہ تھک گیا)، لَؤُمَ (وہ کمینہ ہوا)۔

سَأَلَ: میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں میں، ہمزہ کو الف اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے گا؛ اس لئے کہ ہمزہ بھی مفتوح ہے اور اُس کا ماقبل بھی مفتوح ہے۔

سَئِمَ: میں بین بین قریب میں ہمزہ کو یاء اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے گا، اور بین بین بعید میں، الف اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے گا۔

لَؤُمَ: میں ہمزہ کو واؤ اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب ہے، اور الف اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے۔

اور اُس ہمزہ میں جو الف کے بعد واقع ہو صرف بین بین قریب جائز ہے؛ [1] جیسے: سَائِلٌ۔

قاعدہ (۹): جب ہمزۂ استفہام ہمزہ پر داخل ہو جائے، تو وہاں تین صورتیں جائز ہیں: (۱) ہمزہ کو اُس حرف سے بدل دیں جس کا تخفیف کا قاعدہ [2] مقتضی ہو؛ جیسے: ءَاَنْتُمْ سے اَوَنْتُمْ [3]

(۱) اگر ہمزہ الف کے بعد واقع ہو، تو اُس میں بین بین بعید نہیں کرسکتے؛ اس لئے کہ اس صورت میں ہمزہ کا ماقبل الف ہوگا اور الف کسی بھی حرکت کو قبول نہیں کرتا، جب کہ بین بین بعید کے لئے ہمزہ کے ماقبل کا متحرک ہونا ضروری ہے۔

(۲) یہاں تخفیف کے قاعدہ سے مہموز کا قاعدہ (۴) مراد ہے۔

(۳) اَوَنْتُمْ: اصل میں ءَاَنْتُمْ تھا، دو ہمزۂ متحرکہ جمع ہوگئے، اور دونوں میں سے کوئی مکسور نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۴) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا، اَوَنْتُمْ ہوگیا۔

(۲) ہمزہ میں تسہیل قریب یا تسہیل بعید کرلیں۔ (۳) دونوں ہمزاؤں کے درمیان الفِ متوسط [1] لے آئیں؛ جیسے: ءَاَنْتُمْ سے آاَنْتُمْ۔

سبق (۵۳)

دوسری قسم: مہموز کی گردانوں کے بیان میں۔

بابِ نَصَرَ سے مہموزِ فا کی گردان: جیسے: الأَخْذُ: لینا، پکڑنا۔

صرفِ صغیر: أَخَذَ یَاخُذُ [2] اَخْذًا، فهو آخِذٌ، واُخِذَ یُوْخَذُ [3] اَخْذًا، فهو مَاخُوْذٌ، الامر منه: خُذْ، [4] والنهي عنه: لَا تَاخُذْ، الظرف منه: مَاخَذٌ، والآلة منه: مِیْخَذٌ [5] و مِیْخَذَةٌ و مِیْخَاذٌ، وتثنیتهما: مَاخَذَانِ و مِیْخَذَانِ و مِیْخَذَتَانِ و مِیْخَاذَانِ، والجمع منهما: مَاخِذُ و مَاخِیْذُ، افعل التفضیل منه: آخَذُ [6]، والمؤنث منه: اُخْذٰی، وتثنیتهما: آخَذَانِ و اُخْذَیَانِ، والجمع منهما: آخَذُوْنَ و اَوَاخِذُ، [7] و اُخَذٌ و اُخْذَیَاتٌ۔ (۱)

---

(۱) اِس باب کا امر حاضر جو خُذْ آتا ہے؛ یہ خلاف قیاس ہے، قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ "اُوْمِنْ" کے قاعدہ کے مطابق، دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدلنے کے ساتھ، اُوْخُذْ آتا۔ اسی طرح اَکَلَ یَاکُلُ کا

(۱) الف متوسط: وہ الف ہے جو ہمزۂ استفہام اور ہمزۂ قطعی کے درمیان فصل کرنے کے لئے لایا جائے؛ جیسے: آاَخَذَ، آاِبِلٌ، آاُخِذَ دیکھئے: نوادر الاصول (ص: ۱۳۶)

(۲) یَاخُذُ: اصل میں یَأْخُذُ بروزنِ یَنْصُرُ تھا، ہمزۂ منفردہ ساکنہ فتحہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱) کے مطابق ہمزہ کو ماقبل کی حرکت فتحہ کے موافق حرفِ علت: الف سے بدل دیا، یَاخُذُ ہوگیا۔ اسم مفعول، نہی معروف اور اسم ظرف میں بھی یہی تخفیف ہوئی ہے۔

(۳) یُوْخَذُ: اصل میں یُؤْخَذُ بروزنِ یُنْصَرُ تھا، ہمزۂ منفردہ ساکنہ ضمہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱) کے مطابق ہمزہ کو ماقبل کی حرکت: ضمہ کے موافق حرف علت: واؤ سے بدل دیا، یُوْخَذُ ہوگیا۔

(۴) خُذْ: اصل میں اُؤْخُذْ بروزنِ اُنْصُرْ تھا، کثرتِ استعمال کی بناء پر، خلافِ قیاس دوسرے ہمزہ کو حذف کردیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، خُذْ ہوگیا۔ کُلْ، مُرْ اور اِن کے نظائر میں بھی یہی تخفیف ہوئی ہے۔

(۵) مِیْخَذٌ: اصل میں مِئْخَذٌ بروزنِ مِنْصَرٌ تھا، ہمزۂ منفردہ ساکنہ کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱) کے مطابق ہمزہ کو ماقبل کی حرکت: کسرہ کے موافق حرف علت: یاء سے بدل دیا، مِیْخَذٌ ہوگیا۔ اسم آلہ کے باقی صیغوں میں بھی یہی تخفیف ہوئی ہے۔

=

سبق (۵۴)

بابِ ضَرَبَ سے مہموزِ فا کی گردان: جیسے: الأَسْرُ: قید کرنا۔

صرفِ صغیر: أَسَرَ یَاسِرُ أَسْرًا، فھو آسِرٌ، وأُسِرَ یُؤْسَرُ أَسْرًا، فھو مَاسُوْرٌ، الامر منه: اِیْسِرْ، والنھی عنه: لَا تَاسِرْ، الظرف منه: مَاسِرٌ، والآلة منه: مِیْسَرٌ ومِیْسَرَةٌ و مِیْسَارٌ، وتثنیتھما: مَاسِرَانِ ومِیْسَرَانِ ومِیْسَرَتَانِ ومِیْسَارَانِ، والجمع منھما: مَاسِرُ ومَاسِیْرُ، افعل التفضیل منه: آسَرُ، والمؤنث منه: أُسْرٰی، وتثنیتھما: آسَرَانِ وأُسْرَیَانِ، والجمع منھما: آسَرُوْنَ وأَوَاسِرُ وأُسَرٌ وأُسْرَیَاتٌ۔(۱)

امرِ حاضر بھی کُلْ آتا ہے، اور أَمَرَ یَامُرُ کے امرِ حاضر میں، دونوں ہمزاؤں کو حذف کرنا بھی جائز ہے، اور دونوں کو باقی رکھنا بھی جائز ہے: [۱]مُرْ اور أُؤْمُرْ دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

اِس باب کے مضارع معروف میں واحد متکلم کے علاوہ، باقی تمام صیغوں میں ''رَاسٌ'' کا قاعدہ جاری ہوا ہے، نیز اسم مفعول اور اسم ظرف میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اور اسم آلہ میں ''ذِیْبٌ'' کا قاعدہ، مضارع مجہول کے واحد متکلم کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں ''بُوْسٌ'' کا قاعدہ، مضارع معروف کے واحد متکلم اور اسم تفضیل میں ''آمَنَ'' کا قاعدہ، اسم تفضیل کی جمع تکسیر میں ''أَوَادِمُ'' کا قاعدہ اور مضارع مجہول کے واحد متکلم میں ''أُوْمِنَ'' کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ تمام صیغوں کی تعلیلیں سمجھ کر یاد کرلی جائیں۔

(۱) اِس باب کے صیغوں کی تعلیلیں بابِ ''آخَذَ'' کی طرح سمجھنی چاہئیں؛ مگر اس باب کے امرِ حاضر

= (۶) آخذ: اصل میں أَأْخُذُ بروزنِ أَنْصُرُ تھا، ہمزۂ ساکنہ ہمزۂ متحرکہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۲) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو ماقبل کی حرکت: فتحہ کے موافق حرفِ علت: الف سے بدل دیا، آخُذُ ہوگیا۔ مضارع معروف کے صیغہ واحد متکلم میں بھی یہی تخفیف ہوئی ہے۔

(۷) أَوَاخِذُ: اصل میں أَأَاخِذُ بروزنِ أَنَاصِرُ تھا، دو ہمزۂ متحرکہ جمع ہوگئے اور ان میں سے کوئی مکسور نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۴) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا، أَوَاخِذُ ہوگیا۔

(۱) لیکن اگر یہ شروعِ کلام میں واقع ہو، تو وہاں دونوں ہمزاؤں کو حذف کرنا زیادہ فصیح ہے؛ جیسے: حدیث پاک میں ہے ''مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلَاةِ الخ''۔ اور اگر درمیانِ کلام میں واقع ہو، تو اس صورت میں دوسرے ہمزہ کو، حذف کرنے کے بجائے، اکثر باقی رکھا جاتا ہے؛ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ}۔

بابِ اِفتعال سے مہموزِ فا کی گردان: جیسے: اَلْاِیْتِمَارُ: فرماں برداری کرنا۔

صرفِ صغیر: اِیْتَمَرَ یَاتَمِرُ اِیْتِمَارًا، فھو مُؤْتَمِرٌ، وأُوْتُمِرَ یُؤْتَمَرُ اِیْتِمَارًا، فھو مُؤْتَمَرٌ، الامر منه: اِیْتَمِرْ، والنھی عنه: لَا تَاتَمِرْ، الظرف منه: مُؤْتَمَرٌ۔(۱)

بابِ اِسْتفعال سے مہموزِ فا کی گردان: جیسے: اَلْاِسْتِیْذَانُ: اجازت چاہنا۔

صرفِ صغیر: اِسْتَاذَنَ یَسْتَاذِنُ اِسْتِیْذَانًا، فھو مُسْتَاذِنٌ، وأُسْتُوْذِنَ یُسْتَاذَنُ اِسْتِیْذَانًا فھو مُسْتَاذَنٌ، الامر منه: اِسْتَاذِنْ، والنھی عنه: لَا تَسْتَاذِنْ، الظرف منه: مُسْتَاذَنٌ۔(۲)

اِیْسِرْ میں ''اِیْمَانٌ'' کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ثلاثی مجرد کے دیگر ابواب سے اسی طرح گردانیں کرلی جائیں۔

(۱) اِس باب کے ماضی معروف، امرِ حاضر معروف اور مصدر میں ''اِیْمَانٌ'' کا قاعدہ، ماضی مجہول میں ''أُوْمِنَ'' کا قاعدہ، مضارع معروف میں ''رَاسٌ'' کا قاعدہ اور مضارع مجہول، اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف میں ''بُوْسٌ'' کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

(۲) اس باب اور ثلاثی مزید فیہ کے دیگر ابواب کے صیغوں کو، پچھلے صیغوں کی طرح سمجھ لیا جائے، ان کی تعلیلیں نکالنا کوئی مشکل نہیں۔

سبق (۵۵)

قائدہ (۱): مہموزِ عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں ''بین بین'' کا قاعدہ، اور مضارع اور امرِ حاضر میں ''یَسَلُ'' کا قاعدہ جاری ہوگا۔ مہموزِ عین (ثلاثی مجرد کے چار ابواب سے آتا ہے): (۱) بابِ ضَرَبَ سے؛ جیسے: زَأَرَ یَزْئِرُ[۱] (۲) بابِ فَتَحَ سے؛ جیسے: سَأَلَ یَسْأَلُ۔ (۳) بابِ سَمِعَ سے جیسے: سَئِمَ یَسْأَمُ (۴) بابِ کَرُمَ سے؛ جیسے: لَؤُمَ یَلْؤُمُ۔

امرِ حاضر میں ''یَسَلُ'' کا قاعدہ جاری کرتے وقت، ہمزۂ وصل گر جائے گا: [۲]اِزْئِرْ کو زِرْ،

---

(۱) زَأَرَ الأَسَدُ (ف، ض) زَأْرًا: شیر کا دہاڑنا، گرجنا۔

(۲) اس لئے کہ امرِ حاضر کے شروع میں ہمزۂ وصل اس لئے لایا جاتا ہے تا کہ ابتدا بالسکون لازم نہ آئے، اور جب یہاں ''یَسَلُ'' کے قاعدہ کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں گے تو ابتدا بالسکون نہیں رہے گا؛ بلکہ پہلا حرف متحرک ہو جائے گا؛ لہٰذا اب یہاں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہیں رہے گی، اس لئے اس کو حذف کر دیا جائے گا۔

(۳) زِرْ: اصل میں اِزْئِرْ بروزنِ اِضْرِبْ تھا، ہمزۂ متحرکہ ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہوا جو ''مدہ زائدہ'' اور =

[۳]۔ اِسْأَلْ کو سَلْ، اِسْأَمْ کو سَمْ اور اُلْؤُمْ کو لُمْ کہیں گے۔ اِن کی گردانیں اس طرح یاد کی جائیں: زِرْ، زِرَا، زِرُوْا، زِرِیْ، زِرْنَ؛ سَلْ، سَلَا، سَلُوْا، سَلِیْ، سَلْنَ؛ لُمْ، لُمَا، لُمُوْا، لُمِیْ، لُمْنَ۔ مہموزِ عین ثلاثی مزید فیہ میں بھی اسی طرح قواعد جاری کر لئے جائیں۔

فائدہ (۲): مہموزِ لام کے اکثر صیغوں: مثلاً قَرَأَ یَقْرَأُ میں "بین بین" کا قاعدہ، ماضی مجہول کے صیغہ واحد غائب: مثلاً قُرِئَ[۱] میں "یِسَر" کا قاعدہ اور امر حاضر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں "ہمزۂ منفردہ ساکنہ" کا قاعدہ جاری ہوگا۔ پس ہمزہ کو اِقْرَأْ اور لَمْ تَقْرَأْ میں الف سے، اُرْدُؤْ[۲] اور لَمْ یَرْدُؤْ میں واؤ سے اور مضارع مکسور العین[۳] میں یاء سے بدل سکتے ہیں۔

مہموزِ عین اور مہموزِ لام ثلاثی مزید فیہ کے صیغوں کی تعلیلیں، مذکورہ بالا قواعد کے مطابق نکال لی جائیں، کچھ مشکل نہیں۔

سبق (۵۶)

فصل دوم: معتل کا بیان

یہ پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔

پہلی قسم: معتل کے قواعد کے بیان میں:

قاعدہ (۱): ہر وہ واؤ جو علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان؛ یا علامتِ مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہو جس کا "عین یا لام کلمہ" حرفِ حلقی ہو، تو وہ واؤ

= "یائے تصغیر" کے علاوہ ہے: لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، ہمزہ کو حذف کر دیا، اِزْزِ ہو گیا، پھر ابتداء بالسکون کے ختم ہو جانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا، زِرْ ہو گیا۔ سَلْ، سَمْ اور لُمْ میں بھی یہی تخفیف ہوئی ہے۔

(۱) قُرِئَ: اصل میں قُرِئَ بروزنِ فُتِحَ تھا، ہمزۂ منفردہ مفتوحہ کسرہ کے بعد واقع ہوا: لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق ہمزہ کو یاء سے بدل دیا، قُرِيَ ہو گیا۔

(۲) جیسے: رَدُأَ رَدَاءَۃً (از کرم) ردّی ہونا، خراب ہونا۔

(۳) جیسے: الإِنْشَاءُ (پیدا کرنا) کے امر حاضر: أَنْشِئْ اور مضارع مجزوم: لَمْ یُنْشِئْ میں ہمزہ کو یاء سے بدل کر، أَنْشِیْ اور لَمْ یُنْشِیْ کہہ سکتے ہیں۔

گر جاتا ہے؛ جیسے: یَعِدُ[۱] (وہ وعدہ کرتا ہے)، یَهَبُ[۲] (وہ ہبہ کرتا ہے)، یَسَعُ (وہ کشادہ ہوتا ہے) یہ اصل میں یَوْعِدُ، یَوْهَبُ اور یَوْسَعُ تھے۔

اِس قاعدہ کو اصالۃً مضارع کے اُن صیغوں میں بیان کرنا جن میں علامت مضارع "یاء" ہوتی ہے اور دوسرے صیغوں کو اُن کے تابع قرار دینا، بے فائدہ تطویل ہے۔ اسی طرح یَهَبُ وغیرہ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ اصل میں مکسور العین تھے، حرفِ حلقی کی رعایت کرتے ہوئے عین کلمہ کو فتحہ دیدیا، تکلفِ محض ہے۔ قاعدہ کی صحیح تقریر وہی ہے جو ہم نے بیان کی، صاحب "منظوم" نے بھی اسی تقریر کو لکھا ہے۔[۳]

قاعدہ (۲): اگر مصدر "فِعْلٌ" کے وزن پر ہو، اور اُس کا فاء کلمہ واؤ ہو، تو وہ واؤ گر جاتا ہے اور عین کلمہ کو کسرہ دیدیتے ہیں؛ مگر مضارع مفتوح العین کے مصدر میں، کبھی عین کلمہ کو فتحہ بھی دیدیتے ہیں۔ اور آخر میں واؤ کے عوض "تاء" زیادہ کر دیتے ہیں؛ جیسے: عِدَۃٌ[۴] (وعدہ کرنا)، زِنَۃٌ (تولنا)، سِعَۃٌ (کشادہ ہونا)، یہ اصل میں وِعْدٌ، وِزْنٌ اور وِسْعٌ تھے۔

سبق (۵۷)

قاعدہ (۳): واؤ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد یاء سے بدل جاتا ہے؛ جیسے: مِیْعَادٌ[۵]۔

(۱) یَعِدُ: اصل میں یَوْعِدُ بروزنِ یَضْرِبُ تھا، واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوا: لہٰذا واؤ کو حذف کر دیا، یَعِدُ ہو گیا۔

(۲) یَهَبُ: اصل میں یَوْهَبُ بروزنِ یَفْتَحُ تھا، واؤ علامتِ مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا جس کا عین کلمہ حرفِ حلقی ہے؛ لہٰذا واؤ کو حذف کر دیا، یَهَبُ ہو گیا۔ یہی تعلیل یَسَعُ میں ہوئی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں لام کلمہ حرفِ حلقی ہے۔

(۳) قاعدہ کی جو تقریر مصنف نے اختیار کی ہے، وہ بھی جامع نہیں؛ اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں وَأَمَ یَوْأَمُ، وَفِهَ یَوْفَهُ، وَجَعَ یَوْجَعُ، وَحِشَ یَوْحَشُ، وَرِعَ یَوْرَعُ، وَلِعَ یَوْلَعُ، وَهِمَ یَوْهَمُ، وَحِلَ یَوْحَلُ، وَضِعَ یَوْضَعُ، وَلِهَ یَوْلَهُ جیسے تیس سے زائد الفاظ ایسے ملتے ہیں جن کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے، اور اُن میں واؤ علامتِ مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہے؛ لیکن اِس کے باوجود واؤ نہیں گرا۔

(۴) عِدَۃٌ: اصل میں وِعْدٌ تھا، یہ مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہے، اور اُس کا فاء کلمہ واؤ ہے؛ لہٰذا واؤ کو حذف کر کے، اس کے عوض آخر میں "تاء" زیادہ کر دی، اور عین کلمہ کو کسرہ دیدیا، عِدَۃٌ ہو گیا۔ یہی تعلیل زِنَۃٌ اور سِعَۃٌ میں ہوئی ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ یہ تینوں مصدر فاء کلمہ کے فتحہ کے ساتھ فَعْلٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں، اس صورت میں ان میں کوئی تعلیل نہیں ہوتی؛ بلکہ اپنی اصل پر وَعْدٌ، وَزْنٌ اور وَسْعٌ استعمال ہوتے ہیں۔

(۵) مِیْعَادٌ: اصل میں مِوْعَادٌ تھا، واؤ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوا: لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، مِیْعَادٌ ہو گیا۔

(وقت متعین) یہ اصل میں مِوْعَاذ تھا، نہ کہ اِجْلِوَّاذٌ (اس لئے کہ اس میں واوٗ ساکن مدغم ہے)۔

اور یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واوٗ سے بدل جاتی ہے [1]؛ جیسے: مُوْسِرٌ [2] (مال دار)، یہ اصل میں مُیْسِرٌ تھا، نہ کہ مُیَّزٌ؛ (اس لئے کہ اس میں یاء ساکن مدغم ہے)۔

اور الف ضمہ کے بعد واوٗ اور کسرہ کے بعد یاء سے بدل جاتا ہے؛ اول کی مثال: جیسے: قَاتَلَ سے قُوْتِلَ (اس سے جنگ کی گئی)، ثانی کی مثال: جیسے: مِحْرَاب سے مَحَارِیْب۔

قاعدہ (۴): ہر وہ واوٗ اور یائے اصلی جو "بابِ افتعال" کا فاء کلمہ ہوں، اُن کو تاء سے بدل کر، اُن کا تائے افتعال میں ادغام کر دیتے ہیں؛ جیسے: اِتَّقَدَ [3] (وہ روشن ہوا)، یہ اصل میں اِوْتَقَدَ تھا، اِتَّسَرَ (وہ جوا کھیلا)، یہ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا۔ [4]

قاعدہ (۵): واوٗ مضموم کو شروع اور درمیان کلمے میں، اور واوٗ مکسور کو صرف شروع کلمے میں، ہمزہ سے بدلنا جائز ہے؛ جیسے: أُجُوْهٌ [5] (چہرے)، إِشَاحٌ (تلوار)، أُقِّتَتْ (اُس ایک عورت کا وقت مقرر کیا گیا)، أَدْؤُرٌ (گھر)، یہ اصل میں وُجُوْهٌ، وِشَاحٌ، وُقِّتَتْ اور أَدْوُرٌ تھے۔ واوٗ مفتوح کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے، جیسے: أَحَدٌ (ایک) اور أَنَاةٌ (سست عورت)، یہ اصل میں وَحَدٌ اور وَنَاةٌ تھے۔

قاعدہ (۶): جب دو واوٗ متحرکہ شروع کلمہ میں جمع ہو جائیں، تو پہلے واوٗ کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے جیسے: أَوَاصِلُ [6] - وَاصِلَةٌ کی جمع، أُوَيْصِلٌ: وَاصِلٌ کی تصغیر، یہ اصل میں وَوَاصِلُ اور وُوَيْصِلٌ تھے۔

---

(۱) بشرطیکہ یاء ایسے اسمِ صفت جمع کا عین کلمہ نہ ہو جو "فُعْلٌ" کے وزن پر ہو، اور نہ ایسے اسمِ صفت مؤنث کا عین کلمہ ہو جو "فُعْلٰی" کے وزن پر ہو؛ اس لئے کہ اِن دونوں صورتوں میں اگرچہ یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوتی ہے؛ مگر اُس کو واوٗ سے نہیں بدلتے؛ بلکہ یاء کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے، ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔

(۲) مُوْسِرٌ: اصل میں مُیْسِرٌ تھا، یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا یاء کو واوٗ سے بدل دیا، مُوْسِرٌ ہو گیا۔

(۳) اِتَّقَدَ: اصل میں اِوْتَقَدَ بروزنِ اِجْتَنَبَ تھا، واوٗ اصلی "بابِ افتعال" کے فاء کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا واوٗ کو تاء سے بدل کر، اُس کا "تائے افتعال" میں ادغام کر دیا، اِتَّقَدَ ہو گیا۔ اسی طرح اِتَّسَرَ میں تعلیل کر لی جائے۔

(۴) اِتَّخَذَ: میں جو یاء کو تاء سے بدل کر اُس کا "تائے افتعال" میں ادغام کیا گیا ہے، یہ خلافِ قیاس ہے؛ اس لئے کہ یہ یاء اصلی نہیں ہے؛ بلکہ ہمزہ کے بدلے میں آئی ہے؛ یہ اصل میں اِئْتَخَذَ تھا، مہموز کے قاعدہ (۲) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا، اِیْتَخَذَ ہو گیا، پھر خلافِ قیاس یاء کو تاء سے بدل کر، اُس کا "تائے افتعال" میں ادغام کر دیا، اِتَّخَذَ ہو گیا۔

(۵) أُجُوْهٌ: اصل میں وُجُوْهٌ تھا، واوٗ مضموم شروع کلمہ میں واقع ہوا؛ لہٰذا واوٗ کو ہمزہ سے بدل دیا، أُجُوْهٌ ہو گیا۔ اسی طرح إِشَاحٌ، أُقِّتَتْ اور أَدْؤُرٌ میں تعلیل کر لی جائے۔

(۶) أَوَاصِلُ: اصل میں وَوَاصِلُ تھا، دو واوٗ متحرکہ شروع کلمہ میں جمع ہو گئے؛ لہٰذا پہلے واوٗ کو ہمزہ سے بدل دیا، =

سبق (۵۸)

قاعدہ (۷): ہر وہ واوٗ اور یائے متحرکہ جو فتحہ کے بعد واقع ہوں، اُن کو مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ الف سے بدل دیتے ہیں:

(۱) وہ واوٗ اور یاء فاء کلمہ نہ ہوں، پس فَوَعَدَ، تَوَفّٰی اور تَیَسَّرَ میں واوٗ اور یاء کو الف سے نہیں بدلیں گے۔ (۲) لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں؛ جیسے: طَوٰی (اس نے لپیٹا)، حَیِیَ (وہ زندہ ہوا)۔ (۳) "الفِ تثنیہ" سے پہلے نہ ہوں؛ جیسے: دَعَوَا (اُن دو مردوں نے بلایا)، رَمَیَا (اُن دو مردوں نے پھینکا)۔

(۴) مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں؛ جیسے: طَوِیْلٌ (لمبا)، غَیُوْرٌ (غیرت مند)، غَیَابَۃٌ (پست زمین)۔

فَعَلُوْا، یَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ کا "واوٗ" اور تَفْعَلِیْنَ کی "یاء" جو کہ مستقل کلمہ اور فعل کے فاعل ہیں، مدہ زائدہ نہیں ہیں؛ اسی لئے جو واوٗ اور یاء اِن سے پہلے واقع ہوں، وہ الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتے ہیں؛ جیسے: دَعَوْا [1]، یَخْشَوْنَ، [2] تَخْشَوْنَ اور تَخْشَیْنَ۔

(۵) یائے مشدد اور نونِ تاکید سے پہلے نہ ہوں؛ جیسے: عَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ۔ (۶) وہ کلمہ رنگ اور عیب کے معنی میں نہ ہو؛ جیسے: عَوِرَ (وہ کانا ہوا)، صَیِدَ (وہ ٹیڑھی گردن والا ہوا)۔ (۷) فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو؛ جیسے: دَوَرَانٌ (گھومنا)، سَیَلَانٌ (بہنا)۔ (۸) فَعَلٰی کے وزن پر نہ ہو؛ جیسے: صَوَرٰی (پانی کے ایک چشمہ کا نام)، حَیَدٰی (متکبرانہ چال)۔ (۹) فَعَلَۃٌ کے وزن پر نہ ہو؛ جیسے: حَوَکَۃٌ (حَائِکٌ کی جمع، کپڑا بننے والا)۔ (۱۰) افتعال بمعنی تفاعل نہ ہو؛ جیسے: اِجْتَوَرَ (وہ دوسرے کے پڑوس میں ہوا)، یہ تَجَاوَرَ کے معنی میں ہے۔ اِعْتَوَرَ (اس نے باری باری لیا)، یہ تَعَاوَرَ کے معنی میں ہے۔ [3]

= أَوَاصِلُ ہو گیا۔ یہی تعلیل أُوَیْصِلٌ میں ہوئی ہے۔

(۱) دَعَوْا: اصل میں دَعَوُوْا بروزنِ نَصَرُوْا تھا، واوٗ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا واوٗ کو الف سے بدل دیا، دَعَاوْا ہو گیا، الف اور واوٗ دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا، دَعَوْا ہو گیا۔

(۲) یَخْشَوْنَ: اصل میں یَخْشَیُوْنَ بروزنِ یَسْمَعُوْنَ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا، یَخْشَاوْنَ ہو گیا، الف اور واوٗ دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا، یَخْشَوْنَ ہو گیا۔ یہی تعلیل تَخْشَیْنَ میں ہوگی۔

(۳) اس قاعدے کی کچھ شرائط اور ہیں جو مصنف نے بیان نہیں کی: (۱) وہ واوٗ اور یاء ملحق کا عین کلمہ نہ ہوں (۲) "الف جمع" سے پہلے نہ ہوں۔ (۳) عین کلمہ ہونے کی صورت میں، کسی حرفِ صحیح سے بدلے ہوئے نہ ہوں، (۴) جس فعل میں وہ واقع ہوں، اُس سے ماضی، مضارع اور امر کی گردانیں آتی ہوں، دیکھئے: نوادر الاصول (ص ۱۴۹)

مثال؛ جیسے: قَالَ [1] (اس نے کہا)، بَاعَ (اس نے بیچا)، دَعَا (اس نے بلایا)، رَمٰی (اس نے پھینکا)، بَابٌ (دروازہ)، نَابٌ (نوکیلا دانت)، یہ اصل میں قَوَلَ، بَیَعَ، دَعَوَ، رَمَيَ، بَوَبٌ اور نَیَبٌ تھے۔

اِس طرح کے "الف" کے بعد اگر کوئی ساکن حرف یا فعلِ ماضی کی تائے تانیث واقع ہو، اگرچہ تائے تانیث متحرک ہو تو وہ الف اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر جاتا ہے؛ جیسے: دَعَتْ [2] دَعَتَا دَعَوْا اور تَرْضَیْنَ۔ مگر ماضی معروف کے صیغوں میں جمع مؤنث غائب سے لے کر آخر تک، الف کو حذف کرنے کے بعد، معتل عین واوی مفتوح العین اور مضموم العین میں فاکلمہ کو ضمہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: قُلْنَ [3] اور طُلْنَ۔ اور معتل عین یائی میں مطلقاً، [4] اور معتل عین واوی مکسور العین میں فاکلمہ کو کسرہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: بِعْنَ اور خِفْنَ۔ [5]

(۱) قَالَ: اصل میں قَوَلَ بروزن نَصَرَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، قَالَ ہوگیا۔ اسی طرح بَاعَ دَعَا، رَمٰی، بَابٌ اور نَابٌ میں تعلیل کرلی جائے۔

(۲) دَعَتْ: اصل میں دَعَوَتْ بروزنِ نَصَرَتْ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، دَعَاتْ ہوگیا، الف اور تائے تانیث دوساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، دَعَتْ ہوگیا۔ یہی تعلیل دَعَتَا، دَعَوْا اور تَرْضَیْنَ میں ہوئی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تَرْضَیْنَ میں، جو کہ اصل میں تَرْضَوِیْنَ تھا، اولاً قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلیں گے، پھر اِس قاعدہ کے مطابق تعلیل کریں گے۔

نوٹ: فعل ماضی کی تائے تانیث اصل کے اعتبار سے ساکن ہوتی ہے، اور جب کبھی اُس پر حرکت آتی ہے تو وہ عارضی ہوتی ہے، تعلیل میں اُس کا اعتبار نہیں ہوتا، اسی لئے دَعَتَا جیسے صیغوں میں الف کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے۔

(۳) قُلْنَ: اصل میں قَوَلْنَ بروزنِ نَصَرْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح: لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، قَالْنَ ہوگیا، الف اور لام دوساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، قَلْنَ ہوگیا، پھر واوی مفتوح العین ہونے کی وجہ سے فاءکلمہ کو ضمہ دیدیا، قُلْنَ ہوگیا۔ طُلْنَ اصل میں طَوُلْنَ بروزن کَرُمْنَ تھا، بِعْنَ اصل میں بَیَعْنَ بروزن ضَرَبْنَ تھا، اور خِفْنَ اصل میں خَوِفْنَ بروزن سَمِعْنَ تھا، اِن میں بھی اسی طرح تعلیل کرلی جائے، بس اتنا فرق ہے کہ طُلْنَ میں واوی مضموم العین ہونے کی وجہ سے فاکلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے، اور بِعْنَ میں یائی ہونے کی وجہ سے اور خِفْنَ میں واوی مکسور العین ہونے کی وجہ سے فاکلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے۔

(۴) یعنی معتل عین یائی میں، خواہ عین کلمہ مفتوح ہو، یا مضموم یا مکسور، تینوں صورتوں میں الف کو حذف کرنے کے بعد، فاکلمہ کو کسرہ دیں گے۔

(۵) واضح رہے کہ یہاں اور آگے قاعدہ (۹) میں مفتوح العین، مضموم العین اور مکسور العین سے مراد یہ ہے کہ ماضی میں عین کلمہ مفتوح، مضموم یا مکسور ہو، مضارع میں عین کلمہ کا مفتوح، مضموم یا مکسور ہونا مراد نہیں۔

سبق (۵۹)

قاعدہ (۸): ہر وہ واؤ اور یائے متحرک جن کا ماقبل ساکن ہو، مذکورہ بالا شرائط [1] کے ساتھ اُن کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: یَقُوْلُ، [2] یَبِیْعُ، یُقَالُ، [3] یُبَاعُ، یہ اصل میں یَقْوُلُ، یَبْیِعُ، یُقْوَلُ اور یُبْیَعُ تھے۔

اس [4] طرح کے واؤ اور یاء کے بعد اگر کوئی ساکن حرف ہو، تو ضمہ اور کسرہ کی صورت میں خود وہ واؤ اور یاء اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجاتے ہیں؛ جیسے: لَمْ یَقُلْ [5] اور لَمْ یَبِعْ، اور فتحہ کی صورت میں اُن کے بدلے میں آیا ہوا الف حذف ہوجاتا ہے؛ جیسے: لَمْ یُقَلْ [6] اور لَمْ یُبَعْ۔

مَنْ وَعَدَ میں پہلی شرط، یَطْوِیْ اور یَحْیٰی میں دوسری شرط، مِقْوَالٌ، تَجْوَالٌ، تِبْیَانٌ اور

(۱) مطلب یہ ہے کہ اِس قاعدہ میں واؤ اور یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو اُس وقت دیں گے، جب کہ وہ تمام شرائط پائی جائیں جو قاعدہ (۷) میں بیان کی گئی ہیں۔

(۲) یَقُوْلُ: اصل میں یَقْوُلُ بروزنِ یَنْصُرُ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، یَقُوْلُ ہوگیا۔ اسی طرح یَبِیْعُ میں تعلیل کرلی جائے۔

(۳) یُقَالُ: اصل میں یُقْوَلُ بروزنِ یُنْصَرُ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واؤ اصل میں متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، یُقَالُ ہوگیا۔ اسی طرح یُبَاعُ میں تعلیل کرلی جائے۔

(۴) یعنی اگر ایسے واؤ اور یاء کے بعد کوئی ساکن حرف ہو، تو دیکھا جائے گا: اُس واؤ اور یاء پر کیا حرکت تھی؟ اگر اُن پر ضمہ یا کسرہ تھا، تو خود اُس واؤ اور یاء کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیں گے؛ جیسے: لَمْ یَقُلْ اور لَمْ یَبِعْ، یہ اصل میں لَمْ یَقْوُلْ اور لَمْ یَبْیِعْ تھے۔ اور اگر اس واؤ اور یاء پر فتحہ تھا، تو اولاً اس واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیں گے، پھر الف کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیں گے؛ جیسے: لَمْ یُقَلْ اور لَمْ یُبَعْ، یہ اصل میں لَمْ یُقْوَلْ اور لَمْ یُبْیَعْ تھے۔

(۵) لَمْ یَقُلْ: اصل میں لَمْ یَقْوُلْ بروزن لَمْ یَنْصُرْ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، لَمْ یَقُوْلْ ہوگیا، واؤ اور لام دوساکن جمع ہوگئے، اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کردیا، لَمْ یَقُلْ ہوگیا۔ لَمْ یَبِعْ میں بھی اسی طرح تعلیل کرلی جائے۔

(۶) لَمْ یُقَلْ: اصل میں لَمْ یُقْوَلْ بروزنِ لَمْ یُنْصَرْ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واؤ اصل میں متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، لَمْ یُقَالْ ہوگیا، الف اور لام دوساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، لَمْ یُقَلْ ہوگیا۔ اسی طرح لَمْ یُبَعْ میں تعلیل کرلی جائے۔

تَمْیِیْز میں چوتھی شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو نہیں دی گئی۔

لیکن [1] اسم مفعول کا واؤ چوتھی شرط سے مستثنیٰ ہے؛ اسی لئے مَقُوْل [2] اور مَبِیْع [3] میں واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی گئی ہے۔ یَعْوَرُ، یَصْیَدُ، اَسْوَدُ، اَبْیَضُ اور مُسْوَدَّۃٌ میں چھٹی شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے، واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو نہیں دی گئی۔

کلمہ کا اسم تفضیل، فعلِ تعجب یا ملحقات میں سے ہونا نقلِ حرکت کے لئے مانع ہے؛ [4] اسی لئے اَقْوَلُ، مَا اَقْوَلَہٗ، اَقْوِلْ بِہٖ، شَرْیَفَ اور جَھْوَرَ میں واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو نہیں دی گئی۔

سبق (۶۰)

قاعدہ (۹): ہر وہ واؤ اور یائے متحرکہ جو فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوں، ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، اُن کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر [5] واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: قِیْلَ، بِیْعَ، اُخْتِیْرَ، اُنْقِیْدَ بِہٖ۔ [6] اور یہ بھی جائز ہے کہ واؤ اور یاء کی حرکت کو باقی

(۱) جو واؤ اور یائے متحرکہ: مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہوں، چوتھی شرط کے مطابق اُن کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینا صحیح نہیں، اسم مفعول کا "واؤ" اگرچہ مدہ زائدہ ہے؛ لیکن وہ چوتھی شرط سے مستثنیٰ ہے؛ لہٰذا جو واؤ اور یائے متحرکہ اسم مفعول کے "واؤ" سے پہلے واقع ہوں، اُن کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی جائے گی۔

(۲) مَقُوْل: اصل میں مَقْوُوْلٌ بروزنِ مَنْصُوْرٌ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، مَقُوْوْلٌ ہوگیا، واؤ اور واؤ دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کر دیا، مَقُوْلٌ ہوگیا۔

(۳) مَبِیْع: اصل میں مَبْیُوْعٌ بروزنِ مَضْرُوْبٌ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، مَبُیْوْعٌ ہوگیا، یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، مَبُوْوْعٌ ہوگیا، واؤ اور واؤ دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کر دیا، مَبُوْعٌ ہوگیا، پھر فاکلمہ: باء کو کسرہ دیدیا، تاکہ یاء کے حذف پر دلالت کرے، مَبِوْعٌ ہوگیا، اب واؤ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوگیا؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، مَبِیْعٌ ہوگیا۔

(۴) اسم آلہ کے وزن پر ہونا بھی نقل حرکت کے لئے مانع ہے، خواہ اسم آلہ ہی کے معنی میں ہو؛ جیسے: مِخْیَطٌ (سینے کا آلہ)، یا مبالغہ کے معنی میں ہو؛ جیسے: مِعْوَنٌ (بہت زیادہ مدد کرنے والا)۔ (نوادر الاصول ص: ۱۵۳)

(۵) واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، یہاں یاء میں تو کوئی مزید تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ واؤ کو قاعدہ (۳) کے مطابق یاء سے بدل دیتے ہیں۔

(۶) قِیْلَ: اصل میں قُوِلَ بروزنِ نُصِرَ تھا، واؤ متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، قِوْلَ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، قِیْلَ ہوگیا۔ اُنْقِیْدَ میں بھی — جو کہ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا — یہی تعلیل ہوگی۔ =

رکھیں، اور واؤ اور یاء کو ساکن کر دیں، اس صورت میں یاء کو واؤ سے بدل دیں گے؛ جیسے: قُوْلَ، بُوْعَ، اُخْتُوْرَ اُنْقُوْدَ۔ [1] ابدال [2] کی صورت میں ضمہ کا فاکلمہ کے کسرہ کے ساتھ اشمام بھی جائز ہے، اشمام یہ ہے کہ قِیْلَ اور بِیْعَ کو اس طرح ادا کریں کہ "قاف" اور "باء" کے کسرہ میں ضمہ کی بو پائی جائے۔

اس قاعدہ میں شرط یہ ہے کہ ماضی معروف میں تعلیل ہوئی ہو؛ لہٰذا اُعْتُوِرَ میں تعلیل نہیں کریں گے؛ اس لئے کہ اس کی ماضی معروف: اِعْتَوَرَ میں تعلیل نہیں ہوئی ہے۔

جب یہ "یاء" [3] جمع مؤنث غائب سے لے کر آخر تک کے صیغوں میں، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائے، تو معتل عین واوی مفتوح العین اور مضموم العین میں فاکلمہ کو ضمہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: قُلْتُ [4] اور معتل عین یائی میں مطلقاً، اور واوی مکسور العین میں فاکلمہ کو کسرہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: بِعْتُ [5] اور خِفْتُ، ایسا کرنے کے بعد معروف اور مجہول کے صیغے صورۃً ایک طرح کے ہو جائیں گے۔

= بِیْعَ: اصل میں بُیِعَ بروزنِ ضُرِبَ تھا، یاء متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، بِیْعَ ہوگیا۔ اُخْتِیْرَ میں بھی، جو کہ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا — یہی تعلیل ہوگی۔

(۱) قُوْلَ: اصل میں قُوِلَ تھا، واؤ متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا واؤ کو ساکن کر دیا، قُوْلَ ہوگیا۔ یہی تعلیل اُنْقُوْدَ میں ہوگی۔

بُوْعَ: اصل میں بُیِعَ تھا، یاء متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی؛ لہٰذا یاء کو ساکن کر دیا، بُیْعَ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، بُوْعَ ہوگیا۔ یہی تعلیل اُخْتُوْرَ میں ہوگی۔

(۲) یہاں "ابدال" سے مراد یہ ہے کہ ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، واؤ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی جائے، پھر یاء میں تو کوئی مزید تبدیلی نہ کی جائے، البتہ واؤ کو قاعدہ (۳) کے مطابق یاء سے بدل دیا جائے، اس صورت میں ضمہ کا فاکلمہ کے کسرہ کے ساتھ اشمام بھی جائز ہے۔

(۳) اس سے وہ یاء مراد ہے جو ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ ہو، خواہ اصلی ہو؛ جیسے: بِیْعَ کی یاء، یا واؤ کے بدلے میں آئی ہو؛ جیسے: قِیْلَ کی یاء۔

(۴) قُلْتُ: اصل میں قُوِلْتُ بروزنِ نُصِرْتُ تھا، واؤ متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، قِوْلْتُ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، قِیْلْتُ ہوگیا، یاء اور لام دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا، قِلْتُ ہوگیا، پھر واوی مفتوح العین ہونے کی وجہ سے فاکلمہ کو ضمہ دیدیا، قُلْتُ ہوگیا۔ خِفْتُ میں بھی یہی تعلیل ہوئی ہے۔

(۵) بِعْتُ: اصل میں بُیِعْتُ بروزنِ ضُرِبْتُ تھا، یائے متحرک فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، بِیْعْتُ ہوگیا، یاء اور عین دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا، بِعْتُ ہوگیا۔ =

فائدہ: ''بابِ استفعال'' کے فعل ماضی مجہول میں نقلِ حرکت اِس قاعدے کی وجہ سے نہیں کی گئی؛ بلکہ قاعدہ نمبر(۸) کی وجہ سے کی گئی ہے، پس اُس میں قِیْلَ کے تمام احوال: مثلاً: قُوْلَ اور اشمام جاری نہیں ہوں گے۔[1]

سبق (۶۱)

قاعدہ(۱۰): ہر وہ واؤ اور یائے متحرکہ جو فعل کے لام کلمہ کی جگہ، کسرہ یا ضمہ کے بعد واقع ہوں، اُن کو چار صیغوں: واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب و مذکر حاضر، واحد متکلم، اور جمع متکلم میں ساکن کردیتے ہیں؛ جیسے: یَدْعُوْ، [2]تَدْعُوْ، اَدْعُوْ، نَدْعُوْ؛ یَرْمِیْ، [3]تَرْمِیْ، اَرْمِیْ، نَرْمِیْ، یہ اصل میں یَدْعُوُ، تَدْعُوُ، اَدْعُوُ، نَدْعُوُ؛ یَرْمِیُ، تَرْمِیُ، اَرْمِیُ، نَرْمِیُ تھے۔ اور اگر فتحہ کے بعد واقع ہوں، تو اُن کو ''قَالَ'' کے قاعدہ کے مطابق الف سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: یَخْشٰی، [4]تَخْشٰی،

=تنبیہ: یہاں معتل عین یائی اور واوی مکسور العین میں، اجتماع ساکنین کی وجہ سے ''یاء'' کو حذف کرنے کے بعد، فاء کلمہ کو کسرہ دینے کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ جب اِس قاعدہ کے مطابق واؤ اور یاء کی حرکت: کسرہ نقل کرکے ماقبل کو دیا جائے گا، تو فاء کلمہ مکسور ہوجائے گا، اِس کے بعد اُس کو کسرہ دینا ایک بے فائدہ کام ہے۔

(۱) ''باب استفعال'' اور ''باب افعال'' اجوف کی ماضی مجہول میں، چوں کہ واؤ اور یاء کا ماقبل ساکن ہوتا ہے، اس لئے اس میں قاعدہ(۸) جاری ہوتا ہے، قاعدہ(۹) جاری نہیں ہوتا، کیوں کہ قاعدہ(۹) جاری کرنے کے لئے ماقبل کا مضموم ہونا ضروری ہے، ''باب استفعال'' کی مثال؛ جیسے: اُسْتُخِیْرَ، یہ اصل میں اُسْتُخْیِرَ تھا، قاعدہ(۸) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے، ماقبل کو دیدی، اُسْتُخِیْرَ ہوگیا۔ ''بابِ افعال'' کی مثال؛ جیسے: اُقِیْمَ، یہ اصل میں اُقْوِمَ تھا، قاعدہ(۸) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، پھر قاعدہ(۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، اُقِیْمَ ہوگیا۔ یہاں قُوْلَ اور بُوْعَ کی طرح اُسْتُخُوْرَ اور اُقُوْمَ نہیں کہہ سکتے، اور نہ اشمام کرسکتے ہیں: اس لئے کہ یہ دونوں صورتیں وہاں جائز ہوتی ہیں جہاں واؤ اور یاء کا ماقبل مضموم ہو، جب کہ ''باب استفعال'' اور ''باب افعال'' اجوف کی ماضی مجہول میں واؤ اور یاء کا ماقبل مضموم نہیں ہوتا؛ بلکہ ساکن ہوتا ہے۔

(۲) یَدْعُوْ: اصل میں یَدْعُوُ بروزنِ یَنْصُرُ تھا، واؤ متحرک صیغہ واحد مذکر غائب میں لام کلمہ کی جگہ، ضمہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا واؤ کو ساکن کردیا، یَدْعُوْ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَدْعُوْ، اَدْعُوْ اور نَدْعُوْ میں ہوگی۔

(۳) یَرْمِیْ: اصل میں یَرْمِیُ بروزنِ یَضْرِبُ تھا، یاء صیغہ واحد مذکر غائب میں، لام کلمہ کی جگہ، کسرہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا یاء کو ساکن کردیا، یَرْمِیْ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَرْمِیْ، اَرْمِیْ اور نَرْمِیْ میں ہوگی۔

(۴) یَخْشٰی: اصل میں یَخْشَیُ بروزنِ یَسْمَعُ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، یَخْشٰی ہوگیا۔ یہی تعلیل تَخْشٰی، اَخْشٰی اور نَخْشٰی میں ہوگی۔

اَخْشٰی، نَخْشٰی، یَرْضٰی، [1]تَرْضٰی، اَرْضٰی، نَرْضٰی، یہ اصل میں یَخْشَیُ، تَخْشَیُ، اَخْشَیُ، نَخْشَیُ، یَرْضَوُ، تَرْضَوُ، اَرْضَوُ اور نَرْضَوُ تھے۔

اور اگر ''واؤ'' ضمہ کے بعد ہو اور اُس کے بعد پھر دوسرا واؤ ہو؛ یا ''یاء'' کسرہ کے بعد ہو اور اُس کے بعد پھر دوسری یاء ہو، تو اُس واؤ اور یاء کو بھی ساکن کردیتے ہیں، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اُن کو حذف کردیتے ہیں؛ جیسے: یَدْعُوْنَ، [2]اور تَرْمِیْنَ، [3]یہ اصل میں یَدْعُوُوْنَ، اور تَرْمِیِیْنَ تھے۔

اور اگر ''واؤ'' ضمہ کے بعد ہو اور اُس کے بعد یاء ہو؛ یا ''یاء'' کسرہ کے بعد ہو اور اُس کے بعد واؤ ہو، تو ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، اُس واؤ اور یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر واؤ کو یاء سے اور یاء کو واؤ سے بدل کر، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیتے ہیں؛ جیسے: تَدْعِیْنَ، [4]یَرْمُوْنَ، [5]لَقُوْا اور رُمُوْا، یہ اصل میں تَدْعُوِیْنَ، یَرْمِیُوْنَ، لَقِیُوْا اور رُمِیُوْا تھے۔

سبق (۶۲)

قاعدہ(۱۱): ہر وہ واؤ جو کسرہ کے بعد، حقیقۃً یا حکماً طرف میں واقع ہو، اُس کو یاء سے بدل

(۱) یَرْضٰی: اصل میں یَرْضَوُ بروزنِ یَسْمَعُ تھا، واؤ کلمہ میں چوتھا حرف ہے، ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ(۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، یَرْضَیُ ہوگیا، پھر یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، یَرْضٰی ہوگیا۔ یہی تعلیل تَرْضٰی، اَرْضٰی اور نَرْضٰی میں ہوگی۔

(۲) یَدْعُوْنَ: اصل میں یَدْعُوُوْنَ بروزنِ یَنْصُرُوْنَ تھا، واؤ ضمہ کے بعد ہے، اور اُس کے بعد پھر دوسرا واؤ ہے؛ لہٰذا واؤ کو ساکن کردیا، یَدْعُوْوْنَ ہوگیا، واؤ اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کردیا، یَدْعُوْنَ ہوگیا۔

(۳) تَرْمِیْنَ: اصل میں تَرْمِیِیْنَ بروزنِ تَضْرِبِیْنَ تھا، یاء کسرہ کے بعد ہے، اور اُس کے بعد پھر دوسری یاء ہے؛ لہٰذا یاء کو ساکن کردیا، تَرْمِیْیْنَ ہوگیا، یاء اور یاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء کو حذف کردیا، تَرْمِیْنَ ہوگیا۔

(۴) تَدْعِیْنَ: اصل میں تَدْعُوِیْنَ بروزنِ تَنْصُرِیْنَ تھا، واؤ ضمہ کے بعد ہے، اور اُس کے بعد یاء ہے؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، تَدْعِوْیْنَ ہوگیا، پھر قاعدہ(۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، تَدْعِیْیْنَ ہوگیا، یاء اور یاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء کو حذف کردیا، تَدْعِیْنَ ہوگیا۔

(۵) یَرْمُوْنَ: اصل میں یَرْمِیُوْنَ بروزنِ یَضْرِبُوْنَ تھا، یاء کسرہ کے بعد ہے، اور اُس کے بعد واؤ ہے؛ لہٰذا ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، یَرْمُیْوْنَ ہوگیا، پھر قاعدہ(۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، یَرْمُوْوْنَ ہوگیا، واؤ اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کردیا، یَرْمُوْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَقُوْا اور رُمُوْا میں ہوئی ہے۔

دیتے ہیں؛ جیسے: دُعِیَ،[1] دُعِیًا،[2] دَاعِیَانِ اور دَاعِیَۃٌ، یہ اصل میں دُعِوَ، دُعِوًا، دَاعِوَانِ اور دَاعِوَۃٌ تھے۔

قاعدہ (۱۲): ہر وہ یاء جو ضمہ کے بعد، حقیقۃً یا حکماً طرف میں واقع ہو، اُس کو واؤ سے بدل دیتے ہیں ؛جیسے: نَهُوَ[3] یہ اصل میں نَهُیَ تھا، "باب کرم" سے بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

قاعدہ (۱۳): ہر وہ واؤ جو مصدر کے عین کلمہ کی جگہ، کسرہ کے بعد واقع ہو، اُس کو یاء سے بدل دیتے ہیں، بشرطیکہ اُس مصدر کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو؛ جیسے: قَامَ کا مصدر قِیَامًا[4] اور صَامَ کا مصدر صِیَامًا، نہ کہ[5] قَاوَمَ کا مصدر قِوَامًا۔

اِسی طرح جو واؤ جمع میں الف سے پہلے، عین کلمہ کی جگہ واقع ہو، اور واحد میں ساکن یا تعلیل شدہ ہو، اُس کو بھی یاء سے بدل دیتے ہیں، جیسے: حَوْض کی جمع حِیَاض[6]؛ اور جَیِّدٌ کی جمع جِیَادٌ۔

---

(۱) دُعِیَ: اصل میں دُعِوَ بروزنِ نُصِرَ تھا، واؤ کسرہ کے بعد، حقیقۃً طرف میں واقع ہوا؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، دُعِیَ ہوگیا۔

(۲) دُعِیًا: اصل میں دُعِوًا بروزنِ نُصِرَا تھا، واؤ کسرہ کے بعد، حکماً طرف میں واقع ہوا، لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، دُعِیًا ہوگیا۔ یہی تعلیل دَاعِیَانِ اور دَاعِیَۃٌ میں ہوگی۔

نوٹ: اگر واؤ اور یاء "تائے تانیث"، یا "تثنیہ کے الف"، یا "جمع کے واؤ" سے پہلے واقع ہوں، تو وہ حکماً طرف میں ہوں گے، بشرطیکہ "تائے تانیث" اور "تثنیہ کا الف" وضع کے اعتبار سے کلمہ کے لئے لازم نہ ہوں، پس اگر اِس طرح کے "واؤ" سے پہلے کسرہ، اور "یاء" سے پہلے ضمہ ہو، تو اُس واؤ کو قاعدہ (۱۱) کے مطابق یاء سے؛ اور "یاء" کو قاعدہ (۱۲) کے مطابق واؤ سے بدل دیا جائے گا۔ دیکھئے: نوادر الاصول (ص: ۱۶۵)

(۳) نَهُوَ: اصل میں نَهُیَ بروزنِ کَرُمَ تھا، یاء ضمہ کے بعد، حقیقۃً طرف میں واقع ہوئی، لہٰذا یاء کو واؤ سے بدل دیا، نَهُوَ ہوگیا۔

(۴) قِیَامًا: اصل میں قِوَامًا تھا، واؤ مصدر کے عین کلمہ کی جگہ، کسرہ کے بعد واقع ہوا، اور اس کے فعل: قَامَ میں تعلیل ہوئی ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، قِیَامًا ہوگیا۔ صِیَامًا اصل میں صِوَامًا تھا، اس میں بھی یہی تعلیل ہوگی۔

(۵) "باب مفاعلۃ" کے مصدر: قِوَامًا میں باوجودیکہ واؤ عین کلمہ کی جگہ، کسرہ کے بعد واقع ہے؛ لیکن اُس کو یاء سے نہیں بدلا؛ اس لئے کہ اس کے فعل: قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہوئی ہے۔

(۶) حِیَاض: اصل میں حِوَاض تھا، واؤ جمع میں الف سے پہلے، عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا، اور یہ واؤ اس کے واحد: حَوْض میں ساکن ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، حِیَاض ہوگیا۔ یہی تعلیل جِیَادٌ میں ہوگی، صرف اتنا فرق ہے کہ اس کے واحد: جَیِّدٌ میں واؤ تعلیل شدہ ہے، جَیِّدٌ: اصل میں جَیْوِدٌ تھا، واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہوگئے اور اُن میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۴) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، جَیِّدٌ ہوگیا۔

سبق (۲۴)

قاعدہ (۱۴): جب ایسے واؤ اور یاء جو کسی دوسرے حرف سے بدلے ہوئے نہ ہوں،[1] غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں، اور اُن میں سے پہلا ساکن ہو، تو وہاں واؤ کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں، پھر اگر ماقبل مضموم ہو تو اس کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں، جیسے: سَیِّدٌ[2] اور مَرْمِیٌّ،[3] یہ اصل میں سَیْوِدٌ اور مَرْمُوْیٌ تھے۔

مَضٰی یَمْضِیْ کے مصدر: مُضِیٌّ کو - جو کہ اصل میں مُضُوْیٌ تھا - عین کلمہ کا اتباع کرتے ہوئے فاکلمہ کو کسرہ دے کر، مِضِیٌّ (پڑھنا) بھی جائز ہے۔ أَوٰی یَأْوِیْ کے امر حاضر معروف: اِیْوِ میں، چوں کہ "یاء" ہمزہ کے بدلے میں آئی ہے؛ اور ضَیْوَنٌ: بَعْفَرٌ کے ساتھ ملحق ہے، اس لئے اِن میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔[4]

قاعدہ (۱۵): جو جمع "فُعُوْلٌ" کے وزن پر ہو، اگر اُس کے آخر میں دو واؤ جمع ہو جائیں، تو دونوں واؤں کو یاء سے بدل کر، پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیتے ہیں، اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں؛ اور یہ بھی جائز ہے کہ فاکلمہ کو بھی کسرہ دیدیں؛ جیسے: دَلْوٌ کی جمع دُلُوْوٌ سے دُلِیٌّ[5] اور دِلِیٌّ۔

---

(۱) مصنف کے بیان کے مطابق، اِس قاعدہ میں شرط یہ ہے کہ واؤ اور یاء دونوں کسی دوسرے حرف سے بدلے ہوئے نہ ہوں، جب کہ "پنج گنج"، "فصولِ اکبری"، "نوادر الاصول" اور "شذا العرف" میں صراحت ہے کہ واؤ اور یاء میں سے جو پہلے ہو - خواہ واؤ ہو یا یاء - وہ کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہ ہو، یہ ضروری نہیں کہ جو دوسرے نمبر پر ہو وہ بھی کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہ ہو، اور یہی صحیح بھی ہے، تا کہ مَرْضِیٌّ اور مَقْوِیٌّ جیسے اُن کلمات کا خلافِ قیاس ہونا لازم نہ آئے جن میں یاء واؤ کے بدلے میں آئی ہوئی ہے؛ لیکن اِس کے باوجود، ان میں واؤ کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کیا گیا ہے۔

(۲) سَیِّدٌ: اصل میں سَیْوِدٌ تھا، واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اور اُن میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر، پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا، سَیِّدٌ ہوگیا۔

(۳) مَرْمِیٌّ: اصل میں مَرْمُوْیٌ بروزنِ مَضْرُوْبٌ تھا، واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اور ان میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر، پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا، مَرْمُیٌّ ہوگیا، پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، مَرْمِیٌّ ہوگیا۔ یہی تعلیل مُضِیٌّ مصدر میں ہوگی۔

(۴) أَوٰی یَأْوِیْ اِیْوَاءً: ٹھکانہ دینا۔ اِیْوِ: اصل میں اِءْوِ تھا، ہمزہ ساکنہ ہمزۂ متحرکہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا مہموز کے قاعدہ (۲) کے مطابق ہمزۂ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کسرہ کے موافق حرف علت: یاء سے بدل دیا، اِیْوِ ہوگیا۔ ضَیْوَنٌ: بِلّا۔

(۵) دُلِیٌّ: دَلْوٌ کی جمع، اصل میں دُلُوْوٌ بروزنِ فُعُوْلٌ تھا، آخر میں دو واؤ جمع ہوگئے؛ لہٰذا دونوں واؤں کو یاء سے بدل کر، پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا، دُلُیٌّ ہوگیا، پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، دُلِیٌّ ہوگیا۔ فاکلمہ دال کو کسرہ دے کر دِلِیٌّ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سبق (۶۴)

قاعدہ (۱۶): ہروہ ''واؤ اصلی'' جو اسمِ متمکن میں ضمہ کے بعد، لام کلمہ کی جگہ واقع ہو، ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنے کے بعد، اُس واؤ کو یاء سے بدل کر، ساکن کردیتے ہیں، پھر یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، یاء کو حذف کردیتے ہیں، جیسے: دَلْوٌ کی جمع اَدْلٍ [1] یہ اصل میں اَدْلُوٌ تھا "بابِ تفعُّل" کا مصدر: تَعَلٍّ اور "بابِ تفاعل" کا مصدر: تَعَالٍ، یہ اصل میں تَعَلُّوٌ اور تَعَالُوٌ تھے۔

اسی طرح ہروہ ''یائے اصلی'' جو اسمِ متمکن میں، ضمہ کے بعد، لام کلمہ کی جگہ واقع ہو، ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنے کے بعد، اُس یاء کو بھی ساکن کردیتے ہیں، پھر یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے یاء کو حذف کردیتے ہیں، جیسے: ظَبْیٌ کی جمع: اَظْبٍ، [2] یہ اصل میں اَظْبُیٌ تھا۔

قاعدہ (۱۷): اگر واؤ اور یاء ایسے اسم کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوں، جو ''فَاعِلٌ'' کے وزن پر ہو اور فعل میں تعلیل ہوئی ہو [3] تو اُس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں، جیسے: قَائِلٌ [4] اور بَائِعٌ، یہ اصل میں قَاوِلٌ اور بَايِعٌ تھے۔ عَاوِزٌ اور صَايِدٌ میں واؤ اور یاء کو ہمزہ سے نہیں بدلا؛ اس لئے کہ اِن کے فعل میں تعلیل نہیں ہوئی ہے۔

سبق (۶۵)

قاعدہ (۱۸): ہروہ واؤ، یاء اور الف زائدہ جو ''الفِ مفاعل'' کے بعد واقع ہوں، اُن کو ہمزہ

(۱) اَدْلٍ: اصل میں اَدْلُوٌ تھا، واؤ اصلی اسمِ متمکن میں ضمہ کے بعد، لام کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنے کے بعد، واؤ کو یاء سے بدل دیا، اَدْلِيٌ ہوگیا، پھر کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر، یاء کو ساکن کردیا، اَدْلِيْنٌ ہوگیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، اَدْلٍ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَعَلٍّ اور تَعَالٍ میں ہوگی۔

(۲) اَظْبٍ: اصل میں اَظْبُیٌ تھا، یائے اصلی اسمِ متمکن میں، ضمہ کے بعد، لام کلمہ کی جگہ واقع ہوئی؛ لہٰذا ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنے کے بعد، یاء کو ساکن کردیا، اَظْبِيْنٌ ہوگیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، اَظْبٍ ہوگیا۔

(۳) یا اُس کا کوئی فعل ہی نہ ہو؛ جیسے: سَائِفٌ (تلوار والا)، یہ اصل میں سَايِفٌ تھا، اس کا کوئی فعل نہیں آتا؛ اس لئے کہ یہ سَیْفٌ اسم جامد سے بنا ہے۔ (نوادر الاصول ص: ۱۵۷)

(۴) قَائِلٌ اسم فاعل: اصل میں قَاوِلٌ بروزنِ نَاصِرٌ تھا، واؤ ایسے اسم کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا، جو ''فَاعِلٌ'' کے وزن پر ہے، اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہے؛ لہٰذا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا، قَائِلٌ ہوگیا۔ اسی طرح بَائِعٌ میں تعلیل کرلی جائے۔

سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: عَجُوْزٌ کی جمع عَجَائِزُ [1] شَرِيْفَةٌ کی جمع: شَرَائِفُ، یہ اصل میں عَجَاوِزُ اور شَرَايِفُ تھے، اور رِسَالَةٌ کی جمع: رَسَائِلُ۔

مُصِيْبَةٌ کی جمع: مَصَائِبُ میں، یاء کو اصلی ہونے کے باوجود، ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے۔

قاعدہ (۱۹): ہروہ واؤ اور یاء جو طرف میں ''الف زائدہ'' کے بعد واقع ہوں، اُن کو بھی ہمزہ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: دُعَاءٌ [2] اور زُوَاءٌ، یہ اصل میں دُعَاوٌ اور زُوَايٌ تھے، یہ دونوں مصدر ہیں۔ اور رَاعٍ کی جمع: رِعَاءٌ، اِسْمٌ (جو کہ اصل میں سِمْوٌ تھا) کی جمع: اَسْمَاءٌ، حَيٌّ کی جمع اَحْيَاءٌ، كِسَاءٌ اور رِدَاءٌ، یہ اصل میں رِعَايٌ، اَسْمَاوٌ، اَحْيَايٌ، كِسَاوٌ اور رِدَايٌ تھے۔ رِعَاءٌ اور اَحْيَاءٌ کے علاوہ یہ سب اسم جامد ہیں۔

قاعدہ (۲۰): ہروہ واؤ جو کلمہ میں چوتھا یا چوتھے سے زائد حرف ہو، اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہ ہو، اُس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: يُدْعَيَانِ، [3] اَغْلَيْتُ اور اِسْتَغْلَيْتُ، یہ اصل میں يُدْعَوَانِ، اَغْلَوْتُ اور اِسْتَغْلَوْتُ تھے۔

مِدْعَاءٌ اسم آلہ کی جمع: مَدَاعِيُّ میں، جو کہ اصل میں مَدَاعِيْوُ تھا، محققینِ ''فنِ صرف'' کے نزدیک واؤ کو اسی قاعدہ کے مطابق یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کیا گیا ہے۔ ورنہ تو ''سَيِّدٌ'' کا قاعدہ اِس میں جاری نہیں ہوسکتا؛ اس لئے کہ مَدَاعِيْوُ میں یاء الف کے بدلے میں آئی ہے۔ [4]

سبق (۶۶)

قاعدہ (۲۱): الف ضمہ کے بعد واؤ اور کسرہ کے بعد یاء سے بدل جاتا ہے؛ اول کی مثال:

(۱) عَجَائِزُ: اصل میں عَجَاوِزُ تھا، واؤ زائدہ ''الفِ مفاعل'' کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا، عَجَائِزُ ہوگیا۔ یہی تعلیل شَرَايِفُ اور رَسَايِلُ میں ہوگی، صرف اتنا فرق ہے کہ شَرَائِفُ میں ''یاء زائدہ'' ہے، اور رَسَائِلُ میں ''الف زائدہ'' ہے۔

(۲) دُعَاءٌ: اصل میں دُعَاوٌ تھا، واؤ طرف میں، ''الف زائدہ'' کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا، دُعَاءٌ ہوگیا۔ اس قاعدے کی باقی مثالوں میں بھی اسی طرح تعلیل کرلی جائے۔

(۳) يُدْعَيَانِ: اصل میں يُدْعَوَانِ بروزنِ يُنْصَرَانِ تھا، واؤ کلمہ میں چوتھا حرف ہے، اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، يُدْعَيَانِ ہوگیا۔ یہی تعلیل اَغْلَيْتُ اور اِسْتَعْلَيْتُ میں ہوگی، بس اتنا فرق ہے کہ اِسْتَغْلَيْتُ میں واؤ چھٹا حرف ہے۔

(۴) جب کہ ''سَيِّدٌ'' کے قاعدہ میں شرط یہ ہے کہ واؤ اور یاء میں سے جو پہلے ہو، وہ کسی دوسرے حرف کے بدلے میں نہ آیا ہو۔

جیسے: ضَارَبَ سے ضُورِبَ[1] اور ضَارِبٌ کی تصغیر ضُوَیْرِبٌ۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: مِحْرَابٌ کی جمع مَحَارِیْبُ۔[2]

قاعدہ (۲۲): ہر وہ الفِ زائدہ جو "تثنیہ اور جمع مؤنث سالم کے الف" سے پہلے واقع ہو، اُس کو یاء سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: حُبْلٰی سے حُبْلَیَانِ[3] اور حُبْلَیَاتٌ۔

قاعدہ (۲۳): ہر وہ یاء جو "فُعْلٌ" کے وزن پر آنے والی جمع، یا "فُعْلٰی" کے وزن پر آنے والی مؤنث کا عین کلمہ ہو، "اسمِ صفت"[4] میں اُس کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: بِیْضٌ[5] (بَیْضَاءُ کی جمع) اور حِیْکٰی،[6] یہ اصل میں بُیْضٌ اور حُیْکٰی تھے۔

اور "اسمِ ذات"[7] میں اُس یاء کو قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: طُوْبٰی،[8] اَطْیَبُ کی مؤنث، اور کُوْسٰی: اَکْیَسُ کی مؤنث۔ اسمِ تفضیل کو علمائے صرف نے اسمِ ذات کا حکم دیا ہے۔

قاعدہ (۲۴): ہر وہ واؤ جو ایسے مصدر کا عین کلمہ ہو جو "فَعْلُوْلَۃٌ" کے وزن پر ہو، اُس کو یاء سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: کَیْنُوْنَۃٌ،[9] یہ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا۔

---

(۱) ضَارَبَ میں جو الف فتحہ کے بعد تھا، وہ ضُوْرِبَ میں ضمہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا اُس کو واؤ سے بدل دیا، ضُوْرِبَ ہوگیا۔

(۲) مِحْرَابٌ میں جو الف فتحہ کے بعد تھا، وہ مَحَارِیْبُ میں کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا اُس کو یاء سے بدل دیا، مَحَارِیْبُ ہوگیا۔

(۳) حُبْلٰی میں جو الفِ زائدہ تھا، وہ حُبْلَیَانِ میں "تثنیہ کے الف" سے پہلے، اور حُبْلَیَاتٌ میں "جمع مؤنث سالم کے الف" سے پہلے واقع ہوا؛ لہٰذا اُس کو یاء سے بدل دیا، حُبْلَیَانِ اور حُبْلَیَاتٌ ہوگئے۔

(۴) اسمِ صفت: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے، اور اس میں کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو؛ جیسے: بِیْضٌ (سفید چیزیں)۔

(۵) بِیْضٌ: اصل میں بُیْضٌ تھا، یاء "اسمِ صفت" میں ایسی جمع کے عین کلمے کی جگہ واقع ہوئی جو "فُعْلٌ" کے وزن پر ہے؛ لہٰذا یاء کے ماقبل: باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، بِیْضٌ ہوگیا۔

(۶) حِیْکٰی: اصل میں حُیْکٰی تھا، یاء "اسمِ صفت" میں ایسی مؤنث کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی جو "فُعْلٰی" کے وزن پر ہے؛ لہٰذا یاء کے ماقبل: حاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، حِیْکٰی ہوگیا۔

(۷) اسمِ ذات: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں کسی صفت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو؛ جیسے: عُثْمَانُ، اس کو اسمِ جامد بھی کہتے ہیں۔

(۸) طُوْبٰی: اصل میں طُیْبٰی تھا، یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوئی، چوں کہ یہ اسمِ تفضیل ہے اور اسمِ تفضیل اسمِ ذات کے حکم میں ہوتا ہے، اس لئے قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، طُوْبٰی ہوگیا۔ یہی تعلیل کُوْسٰی میں ہوگی۔

(۹) کَیْنُوْنَۃٌ: اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا، واؤ ایسے مصدر کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا جو "فَعْلُوْلَۃٌ" کے وزن پر ہے؛ لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا، کَیْنُوْنَۃٌ ہوگیا۔

فائدہ: علمائے صرف نے اس قاعدے کی تقریر میں بہت طول بیانی سے کام لیا ہے، وہ کَیْنُوْنَۃٌ کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ نکال کر "سَیِّدٌ" کے قاعدہ کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلنے کے بعد، یاء کو حذف کرتے ہیں، اور تحقیق وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔

سبق (۶۷)

قاعدہ (۲۵): اگر یاء ایسے اسم کا لام کلمہ ہو جو "اَفَاعِلُ" یا "مَفَاعِلُ" کے وزن پر ہو، یا اِن[1] کے مشابہ ہو، تو اگر وہ اسم معرف باللام یا مضاف ہے، تو حالت رفعی اور جری میں اُس یاء کو ساکن کردیتے ہیں؛ جیسے: ھٰذِہِ الجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ، مَرَرْتُ بِالجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ۔

اور اگر وہ اسم معرف باللام اور مضاف نہ ہو، تو اُس یاء کو حذف کر کے، عین کلمہ کو تنوین دیدیتے ہیں؛ جیسے: ھٰذِہٖ جَوَارٍ،[2] مَرَرْتُ بِجَوَارٍ، اور حالت نصبی میں وہ یاء مطلقاً[3] مفتوح ہوتی ہے:

---

(۱) اِس سے وہ تمام اسماء مراد ہیں جن کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو؛ خواہ وہ جمع ہوں؛ جیسے: اَوَانِیْ: آنِیَۃٌ کی جمع اور جَوَارِیْ: جَارِیَۃٌ کی جمع، یا واحد ہوں؛ جیسے: رَامِیْ، قَاضِیْ۔

(۲) جَوَارٍ اور اس جیسی وہ جمع جو "فَوَاعِلُ" کے وزن پر ہوں، اور اُن کا لام کلمہ یاء ہو، خواہ یاء اصلی ہو، یا کسی دوسرے حرف سے بدلی ہوئی ہو، اُن کے بارے میں علمائے نحو وصرف کا اختلاف ہے؛ بعض ان کو منصرف کہتے ہیں اور بعض غیر منصرف۔

جو منصرف کہتے ہیں ان کے نزدیک تعلیل اس طرح ہوگی: جَوَارٍ اصل میں جَوَارِیٌ تھا، یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کردیا، جَوَارِیْنٌ ہوگیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا جَوَارٍ ہوگیا۔ اسی طرح کی تعلیل حالت جری میں بھی ہوگی، کیوں کہ یاء پر اہل عرب ضمہ اور کسرہ دونوں کو دشوار سمجھتے ہیں۔

اور جو غیر منصرف کہتے ہیں ان کے نزدیک تعلیل اس طرح ہوگی: جَوَارٍ اصل میں جَوَارِیُ تھا، یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر یاء کو ساکن کردیا، جَوَارِیْ ہوگیا، پھر ضمہ کے عوض عین کلمہ راء کو تنوین دیدی، جَوَارِیْنٌ ہوگیا، تنوین اور یاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، جَوَارٍ ہوگیا۔

واضح رہے کہ جو حضرات منصرف ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک جَوَارٍ اور اس کے نظائر میں "تنوین تمکن" ہے، اور جو غیر منصرف ہونے کے قائل ہیں اُن کے نزدیک "تنوین عوض" ہے: کیوں کہ غیر منصرف پر تنوین تمکن نہیں آتی۔

نیز جو منصرف ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک حالت رفعی اور حالت جری: دونوں میں تعلیل ہوگی، اور جو غیر منصرف ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک صرف حالت رفعی میں تعلیل ہوگی، حالت نصبی اور حالت جری میں تعلیل نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ غیر منصرف پر حالت نصبی اور حالت جری میں فتحہ آتا ہے، اور یاء پر فتحہ دشوار نہیں سمجھا جاتا۔

(۳) یعنی خواہ وہ اسم معرف باللام اور مضاف ہو؛ جیسے: رَاَیْتُ الجَوَارِیَ وَجَوَارِیَکُمْ۔ یا معرف باللام اور مضاف نہ ہو؛ جیسے: رَاَیْتُ جَوَارِیَ۔

جیسے: رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ اور رَأَیْتُ جَوَارِیَ۔

قاعدہ (۲۶): ہر وہ واوٗ جو "فُعْلٰی" بالضم کا لام کلمہ ہو، اُس کو "اسم جامد" میں یاء سے بدل دیتے ہیں۔ اور اسم تفضیل اسم جامد کے حکم میں ہوتا ہے۔ جیسے: دُنْیَا [1] اور عُلْیَا، یہ اصل میں دُنْوٰی اور عُلْوٰی تھے۔ اور "اسم صفت" میں اپنی حالت پر رکھتے ہیں؛ جیسے: غُزْوٰی۔

اور ہر وہ یاء جو "فَعْلٰی" بالفتح کا لام کلمہ ہو، اُس کو واوٗ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: تَقْوٰی، [2] یہ اصل میں تَقْیَا تھا۔

---

(۱) دُنْیَا: اصل میں دُنْوٰی تھا، واوٗ "اسم جامد" میں "فُعْلٰی" بالضم کے لام کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا واوٗ کو یاء سے بدل دیا، دُنْیَا ہوگیا۔ یہی تعلیل عُلْیَا میں ہوگی۔

(۲) تَقْوٰی: اصل میں تَقْیٰی تھا، یاء "فَعْلٰی" بالفتح کے لام کلمہ کی جگہ واقع ہوئی؛ لہٰذا یاء کو واوٗ سے بدل دیا، تَقْوٰی ہوگیا۔

<u>**کچھ مزید ضروری قواعد:**</u>

قاعدہ: (۱) ہر وہ واوٗ جو ایسے "اسم مفعول" کا لام کلمہ ہو جس کی ماضی "فَعِلَ" کے وزن پر ہو، اُس کو یاء سے بدل دیتے ہیں؛ پھر بقاعدہ "سَیِّدٌ" اسم مفعول کے واوٗ کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں؛ اس کے بعد یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں، جیسے: مَرْضِیٌّ، یہ اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا، واوٗ ایسے اسم مفعول کے لام کلمہ کی جگہ واقع ہوا جس کی ماضی "فَعِلَ" کے وزن پر ہے؛ لہٰذا واوٗ کو یاء سے بدل دیا، مَرْضُوْیٌ ہوگیا۔ پھر بقاعدہ "سَیِّدٌ" واوٗ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، مَرْضُیٌّ ہوگیا، اُس کے بعد یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، مَرْضِیٌّ ہوگیا۔ (شذا العرف ص:۱۶۰)، النحو الوافی (۴/۶۶۱)

قاعدہ: (۲) ہر وہ الف اور یائے زائدہ جو "الفِ مفاعل" یا "الفِ مفاعیل" سے پہلے واقع ہوں، اُن کو واوٗ سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: قَاعِدَۃٌ کی جمع قَوَاعِدُ، ضَیْرَابٌ کی جمع ضَوَارِیْبُ۔ (نوادر الاصول ص:۱۵۸)

قاعدہ: (۳) اگر "الفِ مفاعل" دو واوٗ یا دو یاؤں کے درمیان، یا واوٗ اور یاء کے درمیان واقع ہو۔ خواہ واوٗ پہلے ہو اور یاء بعد میں، یا یاء پہلے ہو اور واوٗ بعد میں۔ تو اُس واوٗ اور یاء کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جو "الف مفاعل" کے بعد ہوں؛ دو واؤں کی مثال: اَوَّلُ کی جمع اَوَائِلُ، یہ اصل میں اَوَاوِلُ تھا۔ دو یاؤں کی مثال: خَیِّرٌ کی جمع خَیَائِرُ، یہ اصل میں خَیَایِرُ تھا۔ اُس صورت کی مثال جب کہ واوٗ پہلے اور یاء بعد میں ہو: بَائِعَۃٌ کی جمع بَوَائِعُ، یہ اصل میں بَوَایِعُ تھا۔ اُس صورت کی مثال جب کہ یاء پہلے اور واوٗ بعد میں ہو: عَیِّلٌ کی جمع عَیَائِلُ، یہ اصل میں عَیَاوِلُ تھا۔ ضَیْوَنٌ کی جمع ضَیَاوِنُ میں جو واوٗ کو ہمزہ سے نہیں بدلا، یہ شاذ ہے۔ (نوادر الاصول ص:۱۵۷)

قاعدہ: (۴) ہر وہ الف، واوٗ اور یاء جو آخر کلمہ میں عامل جازم یا وقف کی وجہ سے ساکن ہوں، وہ حذف ہو جاتے ہیں، جیسے: لَمْ یَخْشَ، لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، اِخْشَ، اُدْعُ، اِرْمِ۔ یہ اصل میں لَمْ یَخْشٰی، لَمْ یَدْعُوْ، لَمْ یَرْمِیْ، اِخْشٰی، اُدْعُوْ اور اِرْمِیْ تھے۔ (پنج گنج ص:۲۲)

سبق (۶۸)

دوسری قسم: مثال کی گردانوں کے بیان میں:

بابِ ضَرَبَ یَضْرِبُ سے مثالِ واوی کی گردان: جیسے: اَلْوَعْدُ والْعِدَۃُ: وعدہ کرنا۔

صرفِ صغیر: وَعَدَ یَعِدُ وَعْدًا وعِدَۃً، فھو وَاعِدٌ، ووُعِدَ یُوْعَدُ وَعْدًا وعِدَۃً، فھو مَوْعُوْدٌ، الامر منہ: عِدْ، [1] والنھی عنہ: لَاتَعِدْ، الظرف منہ: مَوْعِدٌ، والاٰلۃ منہ: مِیْعَدٌ، [2] و مِیْعَدَۃٌ و مِیْعَادٌ، وتثنیتھما: مَوْعِدَانِ و مِیْعَدَانِ و مِیْعَدَتَانِ و مِیْعَادَانِ، والجمع منھما: مَوَاعِدُ ومَوَاعِیْدُ، افعل التفضیل منہ: اَوْعَدُ، والمؤنث منہ: وُعْدٰی، وتثنیتھما: اَوْعَدَانِ، و وُعْدَیَانِ، والجمع منھما: اَوْعَدُوْنَ و اَوَاعِدُ [3] و وُعَدٌ و وُعْدَیَاتٌ۔ (۱)

---

(۱) واوٗ: یَعِدُ مضارع معروف سے قاعدہ (۱) کے مطابق اور عِدَۃٌ مصدر سے قاعدہ (۲) کے مطابق حذف ہوگیا ہے۔ ماضی مجہول اور اسم تفضیل مؤنث کے صیغوں میں قاعدہ (۵) کے مطابق واوٗ کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے، چناں چہ وُعِدَ کو اُعِدَ اور وُعْدٰی کو اُعْدٰی کہہ سکتے ہیں۔

اسم فاعل مؤنث کی جمع تکسیر: اَوَاعِدُ اصل میں وَوَاعِدُ تھا، قاعدہ (۶) کے مطابق پہلے واوٗ کو ہمزہ سے بدل دیا، اَوَاعِدُ ہوگیا۔ اسم آلہ میں قاعدہ (۳) کے مطابق واوٗ یاء سے بدل گیا ہے؛ لیکن اسم آلہ کی تصغیر: مُوَیْعِدٌ اور جمع تکسیر: مَوَاعِدُ اور مَوَاعِیْدُ میں وہ "واوٗ" واپس آ گیا ہے؛ اس لئے کہ ان میں سببِ تعلیل: یعنی "واوٗ ساکن ماقبل مکسور ہونا" باقی نہیں رہا۔

---

(۱) عِدْ: اصل میں اِوْعِدْ بروزنِ اِضْرِبْ تھا، واوٗ جو فعل مضارع معروف: تَعِدُ میں؛ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہوگیا تھا، باب کی موافقت کے لئے یہاں امر میں بھی حذف ہوگیا، اِعِدْ ہوگیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے، ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا، عِدْ ہوگیا۔

(۲) مِیْعَدٌ: اصل میں مِوْعَدٌ بروزنِ مِضْرَبٌ تھا، واوٗ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق واوٗ کو یاء سے بدل دیا، مِیْعَدٌ ہوگیا۔ یہی تعلیل مِیْعَدَۃٌ اور مِیْعَادٌ میں ہوگی۔

(۳) اَوَاعِدُ: اصل میں وَوَاعِدُ بروزنِ اَضَارِبُ تھا، دو واوٗ متحرکہ شروع کلمہ میں جمع ہوگئے؛ لہٰذا قاعدہ (۶) کے مطابق پہلے واوٗ کو ہمزہ سے بدل دیا، اَوَاعِدُ ہوگیا۔

سبق (۶۹)

بابِ ضَرَبَ سے مثال یائی کی گردان: جیسے: اَلمَیسِرُ: جوا کھیلنا۔

صرفِ صغیر: یَسَرَ یَیسِرُ مَیسِرًا، فھو یَاسِرٌ، ویُسِرَ یُوْسَرُ[1] مَیسِرًا، فھو مَیسُوْرٌ، الامر منه: اِیْسِرْ، والنهی عنه: لَاتَیسِرْ، الظرف منه: مَیسِرٌ، والآلة منه: مِیسَرٌ و مِیسَرَةٌ و مِیسَارٌ، وتثنیتهما: مَیسِرَانِ و مِیسَرَانِ و مِیسَرَتَانِ و مِیسَارَانِ، والجمع منهما: مَیَاسِرُ و مَیَاسِیْرُ، افعل التفضیل منه: اَیسَرُ، والمؤنث منه: یُسْرٰی، وتثنیتهما: اَیسَرَانِ، ویُسْرَیَانِ، والجمع منهما: اَیسَرُوْنَ واَیَاسِرُ ویُسَرٌ ویُسْرَیَاتٌ۔(۱)

باب سمع سے مثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْوَجَلُ: ڈرنا۔

صرفِ صغیر: وَجِلَ یَوْجَلُ[2] وَجَلًا، فھو وَاجِلٌ، ووُجِلَ یُوْجَلُ وَجَلًا، فھو مَوْجُوْلٌ، الامر منه: اِیْجَلْ، والنهی عنه: لَاتَوْجَلْ، الظرف منه: مَوْجِلٌ، والآلة منه: مِیْجَلٌ و مِیْجَلَةٌ و مِیْجَالٌ، وتثنیتهما: مَوْجِلَانِ و مِیْجَلَانِ و مِیْجَلَتَانِ و مِیْجَالَانِ، والجمع منهما: مَوَاجِلُ و مَوَاجِیْلُ، افعل التفضیل منه: اَوْجَلُ، والمؤنث منه: وُجْلٰی، وتثنیتهما: اَوْجَلَانِ و وُجْلَیَانِ والجمع منهما: اَوْجَلُوْنَ واَوَاجِلُ ووُجَلٌ ووُجْلَیَاتٌ۔(۲)

---

(۱) اس باب میں سوائے اس کے کہ مضارع مجہول میں قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدلا گیا ہے، کوئی دوسری تعلیل نہیں ہوئی۔

(۲) اس باب کے امر حاضر: اِیْجَلْ اِیْجَلَا اور اسم آلہ: مِیْجَلٌ میں قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے۔ اَوَاجِلُ میں قاعدہ (۶) کے مطابق پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے؛ اور وُجِلَ ماضی مجہول اور وُجْلٰی اسم تفضیل مؤنث میں قاعدہ (۵) کے مطابق واؤ کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ اس

[1] یُوْسَرُ: اصل میں یُیْسَرُ بروزنِ یُضْرَبُ تھا، یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، یُوْسَرُ ہوگیا۔

[2] اس میں چار صورتیں جائز ہیں: (۱) واؤ کو اپنی حالت پر باقی رکھا جائے؛ جیسے: یَوْجَلُ۔ (۲) واؤ کو الف سے بدل دیا جائے؛ کیوں کہ الف واؤ سے اخف ہے؛ جیسے: یَاجَلُ۔ (۳) واؤ کو یاء سے بدل دیا جائے اور ماقبل کو مفتوح رکھا جائے؛ کیوں کہ یاء واؤ کی بہ نسبت خفیف ہے؛ جیسے: یَیْجَلُ۔ (۴) واؤ کو یاء سے بدل کر، ماقبل کو کسرہ دیدیا جائے؛ اس لئے کہ کسرہ یاء کے موافق حرکت ہے؛ جیسے: یِیْجَلُ۔ (نوادر الاصول ص: ۱۴۲)

سبق (۷۰)

بابِ سمع سے مثال واوی کی دوسری گردان: جیسے: اَلْوَسْعُ والسَّعَةُ: سمانا۔

صرفِ صغیر: وَسِعَ یَسَعُ وَسْعًا وسَعَةً، فھو وَاسِعٌ، ووُسِعَ یُوْسَعُ وَسْعًا وسَعَةً، فھو مَوْسُوْعٌ، الامر منه: سَعْ، والنهی عنه: لَا تَسَعْ، الظرف منه: مَوسِعٌ، والآلة منه: مِیسَعٌ و مِیسَعَةٌ و مِیسَاعٌ، وتثنیتهما: مَوْسِعَانِ و مِیسَعَانِ و مِیسَعَتَانِ و مِیسَاعَانِ، والجمع منهما: مَوَاسِعُ و مَوَاسِیْعُ، افعل التفضیل منه: اَوْسَعُ، والمؤنث منه: وُسْعٰی، وتثنیتهما: اَوْسَعَانِ، ووُسْعَیَانِ، والجمع منهما: اَوْسَعُوْنَ واَوَاسِعُ ووُسَعٌ ووُسْعَیَاتٌ۔

باب فتح سے مثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْهِبَةُ: ہبہ کرنا۔

صرفِ صغیر: وَهَبَ یَهَبُ هِبَةً، فھو وَاهِبٌ ووُهِبَ یُوْهَبُ هِبَةً، فھو مَوْهُوْبٌ، الامر منه: هَبْ، والنهی عنه: لَاتَهَبْ، الظرف منه: مَوْهِبٌ والآلة منه: مِیْهَبٌ و مِیْهَبَةٌ و مِیْهَابٌ، وتثنیتهما: مَوْهِبَانِ و مِیْهَبَانِ و مِیْهَبَتَانِ و مِیْهَابَانِ، والجمع منهما: مَوَاهِبُ و مَوَاهِیْبُ، افعل التفضیل منه: اَوْهَبُ، والمؤنث منه: وُهْبٰی، وتثنیتهما: اَوْهَبَانِ و وُهْبَیَانِ، والجمع منهما اَوْهَبُوْنَ واَوَاهِبُ ووُهَبٌ ووُهْبَیَاتٌ۔(۱)

باب حَسِبَ سے مثال واوی کی گردان: جیسے: الوَمْقُ والمِقَةُ: دوست رکھنا۔

صرفِ صغیر: وَمِقَ یَمِقُ وَمْقًا ومِقَةً، فھو وَامِقٌ، ووُمِقَ یُوْمَقُ وَمْقًا ومِقَةً، فھو مَوْمُوْقٌ، الامر منه: مِقْ، والنهی عنه: لَاتَمِقْ، الظرف منه: مَوْمِقٌ، والآلة منه: مِیْمَقٌ و مِیْمَقَةٌ و مِیْمَاقٌ وتثنیتهما: مَوْمِقَانِ و مِیْمَقَانِ و مِیْمَقَتَانِ و مِیْمَاقَانِ، والجمع منهما: مَوَامِقُ

باب میں اِن کے علاوہ کوئی اور تعلیل نہیں ہوئی۔

(۱) ان دونوں ابواب کے مضارع معروف میں واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا؛ جس کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱) کے مطابق اس کو حذف کر دیا۔ اور وَسِعَ کے مصدر: وِسْعٌ میں فاکلمہ: واؤ کو حذف کرنے کے بعد، عین کلمہ کو فتحہ دیدیا؛ کیوں کہ اس کا مضارع مفتوح العین ہے، اور کسرہ بھی دے سکتے ہیں۔ دوسرے صیغوں میں وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

و مَوَامِیْق، افعل التفضیل منه: اَوْمَقُ، والمؤنث منه: وُمْقٰی، وتثنیتهما: اَوْمَقَانِ و وُمْقَیَانِ، والجمع منهما: اَوْمَقُوْنَ واَوَامِقُ ووُمَقٌ ووُمْقَیَاتٌ۔(۱)

سبق (۷۱)

بابِ افتعال سے مثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِتِّقَادُ: آگ کا روشن ہونا۔

صرف صغیر: اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا، فهو مُتَّقِدٌ، الامر منه: اِتَّقِدْ، والنهی عنه: لَا تَتَّقِدْ، الظرف منه: مُتَّقَدٌ۔

بابِ افتعال سے مثال یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِتِّسَارُ: جوا کھیلنا۔

صرف صغیر: اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا، فهو مُتَّسِرٌ، الامر منه: اِتَّسِرْ، والنهی عنه: لَا تَتَّسِرْ، الظرف منه: مُتَّسَرٌ۔(۲)

بابِ استفعال سے مثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِسْتِیْقَادُ:[۱] روشن کرنا۔

صرف صغیر: اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَادًا، فهو مُسْتَوْقِدٌ، واُسْتُوْقِدَ یُسْتَوْقَدُ اِسْتِیْقَادًا فهو مُسْتَوْقَدٌ، الامر منه: اِسْتَوْقِدْ، والنهی عنه: لَا تَسْتَوْقِدْ، الظرف منه: مُسْتَوْقَدٌ۔

بابِ افعال سے مثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِیْقَادُ: روشن کرنا۔

صرف صغیر: اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَادًا، فهو مُوْقِدٌ، واُوْقِدَ یُوْقَدُ اِیْقَادًا، فهو مُوْقَدٌ، الامر منه: اَوْقِدْ، والنهی عنه: لَا تُوْقِدْ، الظرف منه: مُوْقَدٌ۔(۳)

---

(۱) اس باب کے صیغوں میں بعینہٖ وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔ مذکورہ تمام ابواب کی صرف کبیر میں، اُن تغیرات کے علاوہ جو ہم نے بیان کئے، کوئی اور تغیر نہیں ہوگا۔ ان تمام ابواب کی صرف کبیر بھی کرلی جائے۔

(۲) ان دونوں ابواب میں قاعدہ (۴) کے مطابق واوٴ اور یاء کو تاء سے بدل کر، تاء کا تاءِ افتعال میں ادغام کیا گیا ہے۔[۲]

(۳) ان دونوں ابواب کے مصدروں میں قاعدہ (۳) کے مطابق واوٴ کو یاء سے بدلا گیا ہے۔ ان

(۱) اَلْاِسْتِیْقَادُ: اصل میں اَلْاِسْتِوْقَادُ بروزن اَلْاِسْتِنْصَارُ تھا، واوٴ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق واوٴ کو یاء سے بدل دیا، اَلْاِسْتِیْقَادُ ہوگیا۔ یہی تعلیل اَلْاِیْقَادُ میں ہوگی۔

(۲) اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ کی تعلیل، قاعدہ (۴) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے ص: ۷۰

سبق (۷۲)

تیسری قسم: اجوف کی گردانوں کے بیان میں

بابِ نصر سے اجوف واوی کی گردان: جیسے: اَلْقَوْلُ: کہنا۔

صرف صغیر: قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا، فهو قَائِلٌ، وقِیْلَ یُقَالُ قَوْلًا، فهو مَقُوْلٌ، الامر منه: قُلْ، والنهی عنه: لَا تَقُلْ، الظرف منه: مَقَالٌ، والآلة منه: مِقْوَلٌ ومِقْوَلَةٌ ومِقْوَالٌ، وتثنیتهما: مَقَالَانِ ومِقْوَلَانِ ومِقْوَلَتَانِ ومِقْوَالَانِ، والجمع منهما: مَقَاوِلُ ومَقَاوِیْلُ، افعل التفضیل منه اَقْوَلُ، والمؤنث منه: قُوْلٰی، وتثنیتهما: اَقْوَلَانِ وقُوْلَیَانِ، والجمع منهما: اَقْوَلُوْنَ واَقَاوِلُ وقُوَلٌ وقُوْلَیَاتٌ۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی معروف: قَالَ قَالَا قَالُوْا، قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ، قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ قُلْتِ قُلْتُنَّ، قُلْتُ قُلْنَا۔(۲)

چاروں ابواب کی صرف کبیر میں، مذکورہ دونوں تعلیلوں کے علاوہ کوئی اور تعلیل نہیں ہوئی۔

(۱) مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ اسم آلہ میں، واوٴ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو اِس وجہ سے نہیں دی گئی کہ یہ دونوں اصل میں مِقْوَالٌ تھے، الف کو حذف کردیا، مِقْوَلٌ ہوگیا، اور الف کو حذف کرنے کے بعد، آخر میں تاء زیادہ کردی، تو مِقْوَلَةٌ ہوگیا۔ اور مِقْوَالٌ میں واوٴ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو اس لئے نہیں دی کہ یہاں واوٴ کے بعد "الف مدہ زائدہ" کا واقع ہونا مانع ہے، پس ان دونوں میں بھی واوٴ کی حرکت نقل کرکے ماقبل نہیں دی جائے گی؛ کیوں کہ یہ مِقْوَالٌ ہی کی فرع ہیں۔[۱]

(۲) قَالَ سے قَالَتَا تک تمام صیغوں میں واوٴ قاعدہ (۷) کے مطابق الف سے بدل گیا ہے؛ اور قَالَتَا کے بعد والے صیغوں میں وہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا؛ اور واوی مفتوح العین

(۱) مصنف کی یہ رائے صحیح نہیں، مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ میں واوٴ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو نہ دینے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ مِقْوَالٌ کی فرع ہیں؛ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ "اسم آلہ کے وزن پر ہونا" خود نقل حرکت کے لئے مانع ہے جیسا کہ ماقبل میں قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں "نوادر الاصول" کے حوالہ سے گذر چکا ہے، چوں کہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ اسم آلہ ہیں، اس لئے ان میں واوٴ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو نہیں دی گئی۔

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: قِيلَ قِيلَا قِيلُوْا، قِيلَتْ قِيلَتَا قُلْنَ، قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ، قُلْتِ قُلْتُنَّ، قُلْتُ قُلْنَا۔ (۱)

بحث اثبات فعل مضارع معروف: يَقُوْلُ يَقُوْلَانِ يَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلُ تَقُوْلَانِ يَقُلْنَ، تَقُوْلُوْنَ، تَقُوْلِيْنَ تَقُلْنَ، اَقُوْلُ نَقُوْلُ۔ (۲)

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: يُقَالُ يُقَالَانِ يُقَالُوْنَ، تُقَالُ تُقَالَانِ يُقَلْنَ، تُقَالُوْنَ تُقَالِيْنَ تُقَلْنَ، اُقَالُ نُقَالُ۔ (۳)

ہونے کی وجہ سے فاکلمہ: قاف کو ضمہ دے دیا۔[1]

(۱) قِيلَ اصل میں قُوِلَ تھا، قاعدہ (۹) کی وجہ سے قِيلَ ہوگیا، یہی تعلیل قِيلَتَا تک ہوئی ہے۔ اور قُلْنَ سے قُلْنَا تک تمام صیغوں میں جب یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، تو واوی مفتوح العین ہونے کی وجہ سے فاکلمہ قاف کو ضمہ دے دیا۔[2]

(۲) اس گردان کے تمام صیغوں میں قاف ساکن اور عین کلمہ: واوٗ مضموم تھا، قاعدہ (۸) کے مطابق واوٗ کا ضمہ نقل کرکے قاف کو دیدیا۔ اور يَقُلْنَ اور تَقُلْنَ میں وہ واوٗ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا۔[3]

(۳) اس گردان کے تمام صیغوں میں قاف ساکن اور واوٗ مفتوح تھا، قاعدہ (۸) کے مطابق واوٗ کا فتحہ نقل کرکے قاف کو دیدیا، پھر واوٗ کو الف سے بدل دیا۔ اور يُقَلْنَ اور تُقَلْنَ میں وہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا۔[4]

---

(۱) قَالَ اور قُلْنَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۷) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔

(۲) قِيلَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۹) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے، اور وہیں قُلْتُ کی تعلیل بھی لکھ دی گئی ہے۔ قُلْنَ اور اس کے بعد کے تمام صیغوں میں وہی تعلیل ہوئی ہے۔

(۳) يَقُوْلُ کی پوری تعلیل قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے، يَقُلْنَ اور تَقُلْنَ کے علاوہ، باقی تمام صیغوں میں وہی تعلیل ہوئی ہے۔ يَقُلْنَ: اصل میں يَقْوُلْنَ بروزنِ يَنْصُرْنَ تھا، واوٗ متحرک ہے ماقبل حرفِ صحیح ساکن: لہٰذا واوٗ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، يَقُوْلْنَ ہوگیا، واوٗ اور لام دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے واوٗ کو حذف کردیا، يَقُلْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَقُلْنَ میں ہوئی ہے۔

(۴) يُقَالُ کی پوری تعلیل قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے، يُقَلْنَ اور تُقَلْنَ کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں وہی تعلیل ہوئی ہے۔ يُقَلْنَ اصل میں يُقْوَلْنَ بروزن يُنْصَرْنَ تھا، واوٗ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن: لہٰذا واوٗ کی =

سبق (۴۳)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ يَقُوْلَ لَنْ يَقُوْلَا لَنْ يَقُوْلُوْا، لَنْ تَقُوْلَ لَنْ تَقُوْلَا لَنْ يَقُلْنَ، لَنْ تَقُوْلُوْا، لَنْ تَقُوْلِيْ لَنْ تَقُلْنَ، لَنْ اَقُوْلَ، لَنْ نَقُوْلَ۔

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ يُقَالَ لَنْ يُقَالَا لَنْ يُقَالُوْا، لَنْ تُقَالَ لَنْ تُقَالَا لَنْ يُقَلْنَ، لَنْ تُقَالُوْا، لَنْ تُقَالِيْ لَنْ تُقَلْنَ، لَنْ اُقَالَ، لَنْ نُقَالَ۔ (۱)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ يَقُلْ لَمْ يَقُوْلَا لَمْ يَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُلْ لَمْ تَقُوْلَا لَمْ يَقُلْنَ، لَمْ تَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُوْلِيْ لَمْ تَقُلْنَ، لَمْ اَقُلْ لَمْ نَقُلْ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ يُقَلْ لَمْ يُقَالَا لَمْ يُقَالُوْا، لَمْ تُقَلْ لَمْ تُقَالَا لَمْ يُقَلْنَ، لَمْ تُقَالُوْا، لَمْ تُقَالِيْ لَمْ تُقَلْنَ، لَمْ اُقَلْ لَمْ نُقَلْ۔ (۲)

بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَيَقُوْلَنَّ لَيَقُوْلَانِّ لَيَقُوْلُنَّ، لَتَقُوْلَنَّ لَتَقُوْلَانِّ لَيَقُلْنَانِّ، لَتَقُوْلُنَّ، لَتَقُوْلِنَّ لَتَقُلْنَانِّ، لَاَقُوْلَنَّ لَنَقُوْلَنَّ۔

بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُقَالَنَّ لَيُقَالَانِّ لَيُقَالُنَّ، لَتُقَالَنَّ لَتُقَالَانِّ لَيُقَلْنَانِّ، لَتُقَالُنَّ، لَتُقَالِنَّ لَتُقَلْنَانِّ، لَاُقَالَنَّ لَنُقَالَنَّ۔

بحث لام تاکید با نون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَيَقُوْلَنْ لَيَقُوْلُنْ، لَتَقُوْلَنْ لَتَقُوْلُنْ، لَتَقُوْلِنْ، لَاَقُوْلَنْ، لَنَقُوْلَنْ۔

----

(۱) اس بحث میں، سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا، کوئی اور تغیر نہیں ہوا۔

(۲) لَمْ يَقُلْ اور اس کے نظائر: لَمْ تَقُلْ، لَمْ اَقُلْ، لَمْ نَقُلْ اور لَمْ يَقُلْنَ میں "واوٗ"، اور لَمْ يُقَلْ اور اس کے نظائر: لَمْ تُقَلْ، لَمْ اُقَلْ، لَمْ نُقَلْ اور لَمْ يُقَلْنَ میں "الف" اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئے ہیں۔ اس کے علاوہ، سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے، اس بحث میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔

= حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واوٗ پہلے متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واوٗ کو الف سے بدل دیا، يُقَالْنَ ہوگیا، الف اور لام دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، يُقَلْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل تُقَلْنَ میں ہوئی ہے۔

بحث لام تاکید با نون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُقَالَنْ، لَیُقَالُنْ، لَتُقَالَنْ، لَتُقَالُنْ، لَتُقَالِنْ، لَاُقَالَنْ، لَنُقَالَنْ۔(۱)

سبق (۷۴)

بحث امر حاضر معروف: قُلْ، [۱] قُوْلَا، قُوْلُوْا، قُوْلِیْ، قُلْنَ۔(۲)

بحث امر غائب و متکلم معروف: لِیَقُلْ، لِیَقُوْلَا، لِیَقُوْلُوْا، لِتَقُلْ، لِتَقُوْلَا، لِیَقُلْنَ، لِاَقُلْ، لِنَقُلْ۔

بحث امر مجہول: لِیُقَلْ، لِیُقَالَا، لِیُقَالُوْا، لِتُقَلْ، لِتُقَالَا، لِیُقَلْنَ، لِتُقَالُوْا، لِتُقَالِیْ، لِتُقَلْنَ، لِاُقَلْ، لِنُقَلْ۔

---

(۱) لام تاکید با نون تاکید کی اِن چار گردانوں میں بھی، سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے اور کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(۲) قُلْ: اصل میں تَقُوْلُ تھا، علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، قاف متحرک رہا؛ لہٰذا آخر میں وقف کردیا، قُوْلْ ہوگیا، پھر واوٗ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا، قُلْ ہوگیا۔

بعض حضرات امر کو اصل [۲] سے بناتے ہیں، اُن کے نزدیک قُلْ: اصل میں اُقْوُلْ تھا، واوٗ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، پھر واوٗ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، اور ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، قُلْ ہوگیا۔ اسی طرح امر کے دوسرے صیغوں کو بھی سمجھ لیا جائے۔

امر بالام اور نہی کے صیغے: نفی جحد بلم کے صیغوں کی طرح ہیں، اُن میں بھی مواقعِ جزم میں واوٗ اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئے ہیں؛ جیسے: لِیَقُلْ اور لَاتَقُلْ۔ باقی صیغوں کو انہی پر قیاس کرلو۔

جو واوٗ اور الف مواقعِ جزم میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجاتے ہیں، وہ امر و نہی با نون ثقیلہ وخفیفہ میں، نون کے ماقبل کے متحرک ہوجانے کی وجہ سے واپس آجاتے ہیں۔

---

(۱) قُلْ: اصل میں اُقْوُلْ بروزن اُنْصُرْ تھا، واوٗ متحرک ہے ماقبل حرفِ صحیح ساکن: لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق واوٗ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، اُقُوْلْ ہوگیا، واوٗ اور لام دو ساکن جمع ہوگئے: اجتماع ساکنین کی وجہ سے واوٗ کو حذف کردیا، اُقُلْ ہوگیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی: لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، قُلْ ہوگیا۔

(۲) یعنی تعلیل سے پہلے فعل مضارع کی جو اصل تھی، اُس سے امر بناتے ہیں، پھر اُس میں تعلیل کرتے ہیں۔

بحث امر حاضر معروف با نون ثقیلہ: قُوْلَنَّ، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلِنَّ، قُلْنَانِّ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ: لِیَقُوْلَنَّ، لِیَقُوْلَانِّ، لِیَقُوْلُنَّ، لِتَقُوْلَنَّ، لِتَقُوْلَانِّ، لِیَقُلْنَانِّ، لِاَقُوْلَنَّ، لِنَقُوْلَنَّ۔

بحث امر مجہول با نون ثقیلہ: لِیُقَالَنَّ، لِیُقَالَانِّ، لِیُقَالُنَّ، لِتُقَالَنَّ، لِتُقَالَانِّ، لِیُقَلْنَانِّ، لِتُقَالُنَّ، لِتُقَالِنَّ، لِتُقَلْنَانِّ، لِاُقَالَنَّ، لِنُقَالَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف با نون خفیفہ: قُوْلَنْ، قُوْلُنْ، قُوْلِنْ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون خفیفہ: لِیَقُوْلَنْ، لِیَقُوْلُنْ، لِتَقُوْلَنْ، لِاَقُوْلَنْ، لِنَقُوْلَنْ۔

بحث امر مجہول با نون خفیفہ: لِیُقَالَنْ، لِیُقَالُنْ، لِتُقَالَنْ، لِتُقَالُنْ، لِتُقَالِنْ، لِاُقَالَنْ، لِنُقَالَنْ۔

سبق (۷۵)

بحث نہی معروف: لَایَقُلْ، لَایَقُوْلَا، لَایَقُوْلُوْا، لَاتَقُلْ، لَاتَقُوْلَا، لَایَقُلْنَ، لَاتَقُوْلُوْا، لَا تَقُوْلِیْ، لَاتَقُلْنَ، لَااَقُلْ، لَانَقُلْ۔

بحث نہی مجہول: لَایُقَلْ، لَایُقَالَا، لَایُقَالُوْا، لَاتُقَلْ، لَاتُقَالَا، لَایُقَلْنَ، لَا تُقَالُوْا، لَاتُقَالِیْ، لَاتُقَلْنَ، لَااُقَلْ، لَانُقَلْ۔

بحث نہی معروف با نون ثقیلہ: لَایَقُوْلَنَّ، لَایَقُوْلَانِّ، لَایَقُوْلُنَّ، لَاتَقُوْلَنَّ، لَاتَقُوْلَانِّ، لَایَقُلْنَانِّ، لَاتَقُوْلُنَّ، لَاتَقُوْلِنَّ لَاتَقُلْنَانِّ، لَااَقُوْلَنَّ، لَانَقُوْلَنَّ۔

بحث نہی مجہول با نون ثقیلہ: لَایُقَالَنَّ، لَایُقَالَانِّ، لَایُقَالُنَّ، لَاتُقَالَنَّ، لَاتُقَالَانِّ، لَایُقَلْنَانِّ لَاتُقَالُنَّ، لَاتُقَالِنَّ، لَاتُقَلْنَانِّ، لَااُقَالَنَّ، لَانُقَالَنَّ۔

بحث نہی معروف با نون خفیفہ: لَایَقُوْلَنْ، لَایَقُوْلُنْ، لَاتَقُوْلَنْ، لَاتَقُوْلُنْ، لَاتَقُوْلِنْ، لَااَقُوْلَنْ، لَانَقُوْلَنْ۔

بحث نہی مجہول با نون خفیفہ: لَایُقَالَنْ، لَایُقَالُنْ، لَاتُقَالَنْ، لَاتُقَالُنْ، لَاتُقَالِنْ، لَااُقَالَنْ، لَانُقَالَنْ۔

بحث اسم فاعل: قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُوْنَ، قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ۔(۱)

بحث اسم مفعول: مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ۔(۲)

---

(۱) قَائِلٌ: اصل میں قَاوِلٌ تھا، قاعدہ (۱۷) کے مطابق واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا، قَائِلٌ ہوگیا۔[1] اسی طرح دوسرے صیغوں میں کیا گیا ہے۔

(۲) مَقُوْلٌ: اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا، قاعدہ (۸) کے مطابق واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، مَقُوْلٌ ہوگیا۔[2]

فائدہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس طرح کے مواقع میں پہلا واؤ حذف ہوتا ہے، یا دوسرا؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ دوسرا واؤ حذف ہوتا ہے؛ اس لئے کہ وہ زائد ہے، اور زائد حذف ہونے کے زیادہ لائق ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ پہلا واؤ حذف ہوتا ہے؛ کیوں کہ دوسرا واؤ اسم مفعول کی علامت کا ہے، اور علامت کو حذف نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ اکثر علماء نے دوسرے واؤ کے حذف کو راجح قرار دیا ہے؛ مگر راقم کے نزدیک پہلے واؤ کو حذف کرنا راجح ہے؛ اس لئے کہ عموماً دستور یہی ہے کہ اس طرح کے دو ساکن حرفوں میں سے پہلے کو حذف کیا جاتا ہے، خواہ وہ زائد ہو یا اصلی؛ لہٰذا اس کو اس کے نظائر سے الگ نہیں کرنا چاہئے۔

نکتہ: اس طرح کے مواقع میں ظاہر کے اعتبار سے کوئی ثمرۂ اختلاف معلوم نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ہر صورت میں مَقُوْلٌ ہوتا ہے، خواہ پہلے واؤ کو حذف کیا جائے یا دوسرے کو، مولانا عصمت اللہ صاحب سہارن پوری نے "شرح خلاصۃ الحساب" میں لفظِ "رَحْمٰن" کے غیر منصرف ہونے کے بیان میں، اس سلسلے میں ایک اچھی بات لکھی ہے، وہ یہ ہے کہ: فقہی مسائل میں اس طرح کے اختلافات کا ثمرۂ اختلاف نکل آتا ہے، مثلاً: کسی شخص نے قسم کھائی کہ: میں آج زائد واؤ نہیں بولوں گا، پھر وہ لفظ "مَقُوْلٌ" زبان سے بول دے، تو جو حضرات پہلے واؤ کو حذف کرنے کے قائل ہیں، اُن کے مذہب

(۱) قَائِلٌ کی پوری تعلیل قاعدہ (۱۷) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے: ص: ۸۰

(۲) مَقُوْلٌ کی پوری تعلیل قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے: ص: ۴۷

ہدایت: طلبہ سے اسم ظرف، اسم آلہ، اور اسم تفضیل کی بھی صرف کبیر کرانے کے بعد، جو صیغے تعلیل شدہ ہوں اُن کی تعلیل کرائی جائے۔

سبق (۷۶)

بابِ ضرب سے اجوف یائی کی گردان: جیسے: اَلْبَیْعُ: بیچنا۔

صرف صغیر: بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعًا، فَهُوَ بَائِعٌ، وَبِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا، فهو مَبِیْعٌ، الامر منه: بِعْ، والنهی عنه: لَاتَبِعْ، الظرف منه: مَبِیْعٌ، والآلة منه: مِبْیَعٌ ومِبْیَعَةٌ ومِبْیَاعٌ، وتثنیتهما: مَبِیْعَانِ ومِبْیَعَانِ ومِبْیَعَتَانِ ومِبْیَاعَانِ، والجمع منهما: مَبَایِعُ ومَبَایِیْعُ، افعل التفضیل منه: اَبْیَعُ، والمؤنث منه: بُوْعٰی،[1] وتثنیتهما: اَبْیَعَانِ وبُوْعَیَانِ، والجمع منهما: اَبْیَعُوْنَ واَبَایِعُ وبُیَعٌ وبُوْعَیَاتٌ۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی معروف: بَاعَ، بَاعَا، بَاعُوْا، بَاعَتْ، بَاعَتَا، بِعْنَ، بِعْتَ، بِعْتُمَا، بِعْتُمْ، بِعْتِ، بِعْتُنَّ، بِعْتُ، بِعْنَا۔(۲)

کے مطابق وہ حانث ہوجائے گا؛ اور جو دوسرے واؤ کو حذف کرنے کے قائل ہیں، ان کے مذہب کے مطابق حانث نہیں ہوگا۔ یا کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ: اگر تو نے آج زائد واؤ کا تکلم کیا تو تجھے طلاق، پھر وہ عورت لفظ "مَقُوْلٌ" زبان پر لے آئی، تو پہلے واؤ کو حذف کرنے کے مذہب کے مطابق طلاق پڑ جائے گی، اور دوسرے واؤ کو حذف کرنے کے مذہب کے مطابق طلاق نہیں پڑے گی۔

(۱) اس باب میں اسم ظرف صورۃً اسم مفعول کے ہم شکل ہوگیا ہے؛ اس لئے کہ اسم ظرف میں قاعدہ (۸) کے مطابق عین کلمے: یاء کی حرکت نقل کرکے فا کلمہ: باء کو دیدی؛ اور اسم مفعول میں عین کلمے: یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، یاء کو حذف کرنے کے بعد، فا کلمہ: باء کو کسرہ دیدیا، پھر ماقبل کے مکسور ہوجانے کی وجہ سے "واوِ مفعول" کو یاء سے بدل دیا، چناں چہ اسم ظرف بھی مَبِیْعٌ ہے جو اصل میں مَبْیِعٌ تھا، اور اسم مفعول بھی مَبِیْعٌ ہے جو اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا۔[2]

(۲) بَاعَ: سے آخر تک تمام صیغوں میں، قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، اور بَاعَتَا کے بعد والے صیغوں میں اُس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرنے کے بعد، معتل عین

(۱) بُوْعٰی: اصل میں بُیْعٰی بروزن ضُرْبٰی تھا، یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، بُوْعٰی ہوگیا۔

(۲) مَبِیْعٌ اسم مفعول کی پوری تعلیل قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے: ص: ۴۷

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: بِیْعَ، بِیْعَا، بِیْعُوْا، بِیْعَتْ، بِیْعَتَا، بِعْنَ، بِعْتَ، بِعْتُمَا، بِعْتُمْ، بِعْتِ، بِعْتُنَّ، بِعْتُ، بِعْنَا۔(۱)

بحث اثبات فعل مضارع معروف: یَبِیْعُ، یَبِیْعَانِ، یَبِیْعُوْنَ، تَبِیْعُ، تَبِیْعَانِ، یَبِعْنَ، تَبِیْعُوْنَ، تَبِیْعِیْنَ، تَبِعْنَ، اَبِیْعُ، نَبِیْعُ۔(۲)

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: یُبَاعُ، یُبَاعَانِ، یُبَاعُوْنَ، تُبَاعُ، تُبَاعَانِ، یُبَعْنَ، تُبَاعُوْنَ، تُبَاعِیْنَ، تُبَعْنَ، اُبَاعُ، نُبَاعُ۔(۳)

سبق (۷۷)

بحث نفی تاکید بلن درفعل مستقبل معروف: لَنْ یَبِیْعَ، لَنْ یَبِیْعَا، لَنْ یَبِیْعُوْا، لَنْ تَبِیْعَ، لَنْ تَبِیْعَا، لَنْ یَبِعْنَ، لَنْ تَبِیْعُوْا، لَنْ تَبِیْعِیْ، لَنْ تَبِعْنَ، لَنْ اَبِیْعَ، لَنْ نَبِیْعَ۔

بحث نفی تاکید بلن درفعل مستقبل مجہول: لَنْ یُبَاعَ، لَنْ یُبَاعَا، لَنْ یُبَاعُوْا، لَنْ تُبَاعَ،

یائی ہونے کی وجہ سے فاءکلمہ: باءکو کسرہ دیدیا۔[1]

(۱) بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا، قاعدہ (۹) کے مطابق یاء کا کسرہ نقل کرکے باءکو دیدیا، بِیْعَ ہوگیا۔

[2] بِعْنَ سے آخر تک تمام صیغوں میں یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے۔

(۲) اس گردان کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۸) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی ہے، اور یَبِعْنَ [3] اور تَبِعْنَ میں یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے۔

(۳) اس گردان میں یُقَالُ، یُقَالَانِ ــــــــ کی طرح تعلیل کرلی جائے۔

---

(۱) اُبَاعَ اور بِعْنَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۷) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے: ص: ۴۷

(۲) بِیْعَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۹) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ اور وہیں بِعْتُ مجہول کی تعلیل بھی لکھ دی گئی ہے، بِعْنَ اور اس کے بعد کے تمام صیغوں میں وہی تعلیل ہوئی ہے۔

(۳) یَبِعْنَ: اصل میں یَبْیِعْنَ بروزن یَضْرِبْنَ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، یَبِیْعْنَ ہوگیا، یاء اور عین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، یَبِعْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَبِعْنَ میں ہوئی ہے۔

لَنْ تُبَاعَا، لَنْ یُبَعْنَ، لَنْ تُبَاعُوْا، لَنْ تُبَاعِیْ، لَنْ تُبَعْنَ، لَنْ اُبَاعَ، لَنْ نُبَاعَ۔(۱)

بحث نفی جحد بلم درفعل مضارع معروف: لَمْ یَبِعْ، لَمْ یَبِیْعَا، لَمْ یَبِیْعُوْا، لَمْ تَبِعْ، لَمْ تَبِیْعَا، لَمْ یَبِعْنَ، لَمْ تَبِیْعُوْا، لَمْ تَبِیْعِیْ، لَمْ تَبِعْنَ، لَمْ اَبِعْ، لَمْ نَبِعْ۔

بحث نفی جحد بلم درفعل مضارع مجہول: لَمْ یُبَعْ، لَمْ یُبَاعَا، لَمْ یُبَاعُوْا، لَمْ تُبَعْ، لَمْ تُبَاعَا، لَمْ یُبَعْنَ، لَمْ تُبَاعُوْا، لَمْ تُبَاعِیْ، لَمْ تُبَعْنَ، لَمْ اُبَعْ، لَمْ نُبَعْ۔(۲)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ درفعل مستقبل معروف: لَیَبِیْعَنَّ، لَیَبِیْعَانِّ، لَیَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعَنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَیَبِعْنَانِّ، لَتَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعِنَّ، لَتَبِعْنَانِّ، لَأَبِیْعَنَّ، لَنَبِیْعَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ درفعل مستقبل مجہول: لَیُبَاعَنَّ، لَیُبَاعَانِّ، لَیُبَاعُنَّ، لَتُبَاعَنَّ، لَتُبَاعَانِّ، لَیُبَعْنَانِّ، لَتُبَاعُنَّ، لَتُبَاعِنَّ، لَتُبَعْنَانِّ، لَاُبَاعَنَّ، لَنُبَاعَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ درفعل مستقبل معروف: لَیَبِیْعَنْ، لَیَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعَنْ، لَتَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعِنْ، لَاَبِیْعَنْ، لَنَبِیْعَنْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ درفعل مستقبل مجہول: لَیُبَاعَنْ، لَیُبَاعُنْ، لَتُبَاعَنْ، لَتُبَاعُنْ، لَتُبَاعِنْ، لَاُبَاعَنْ، لَنُبَاعَنْ۔

سبق (۷۸)

بحث امر حاضر معروف: بِعْ، بِیْعَا، بِیْعُوْا، بِیْعِیْ، بِعْنَ۔(۳)

---

(۱) فعل مضارع کی بحث میں جو تغیر ہوا ہے، اُس کے علاوہ اِس بحث میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۲) اس بحث میں لَمْ یَبِعْ، لَمْ تَبِعْ، لَمْ اَبِعْ، لَمْ نَبِعْ معروف کے صیغوں میں "یاء" اور لَمْ یُبَعْ، لَمْ تُبَعْ، لَمْ اُبَعْ، لَمْ نُبَعْ [1] مجہول کے صیغوں میں "الف" اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئے ہیں، اور اِن کے علاوہ دوسرے صیغوں میں سوائے اُس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے، کوئی اور تغیر نہیں ہوا۔

(۳) اس گردان میں قُلْ قُوْلَا کی طرح تعلیل کرلی جائے۔[2]

---

(۱) ان کی تعلیل کے لئے، قاعدہ (۸) کے تحت حاشیہ میں (ص: ۷۳) پر لَمْ یَقُلْ اور لَمْ یُقَلْ کی تعلیل دیکھ لی جائے۔

(۲) بِعْ: اصل میں اِبْیِعْ بروزن اِضْرِبْ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق یاء کی =

بحث امر غائب ومتکلم معروف: لِيَبِعْ، لِيَبِيْعَا، لِيَبِيْعُوْا، لِتَبِعْ، لِتَبِيْعَا، لِيَبِعْنَ، لِاَبِعْ، لِنَبِعْ۔

بحث امر مجہول: لِيُبَعْ، لِيُبَاعَا، لِيُبَاعُوْا، لِتُبَعْ، لِتُبَاعَا، لِيُبَعْنَ، لِتُبَاعُوْا، لِتُبَاعِيْ، لِتُبَعْنَ، لِاُبَعْ، لِنُبَعْ۔

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: بِيْعَنَّ، بِيْعَانِّ، بِيْعُنَّ، بِيْعِنَّ، بِعْنَانِّ۔ (۱)

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِيَبِيْعَنَّ، لِيَبِيْعَانِّ، لِيَبِيْعُنَّ، لِتَبِيْعَنَّ، لِتَبِيْعَانِّ، لِيَبِعْنَانِّ، لِاَبِيْعَنَّ، لِنَبِيْعَنَّ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِيُبَاعَنَّ، لِيُبَاعَانِّ، لِيُبَاعُنَّ، لِتُبَاعَنَّ، لِتُبَاعَانِّ، لِيُبَعْنَانِّ، لِتُبَاعُنَّ، لِتُبَاعِنَّ، لِتُبَعْنَانِّ، لِاُبَاعَنَّ، لِنُبَاعَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: بِيْعَنْ، بِيْعُنْ، بِيْعِنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِيَبِيْعَنْ، لِيَبِيْعُنْ، لِتَبِيْعَنْ، لِاَبِيْعَنْ، لِنَبِيْعَنْ

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُبَاعَنْ، لِيُبَاعُنْ، لِتُبَاعَنْ، لِتُبَاعُنْ، لِتُبَاعِنْ، لِاُبَاعَنْ، لِنُبَاعَنْ۔

سبق (۷۹)

بحث نہی معروف: لَايَبِعْ، لَايَبِيْعَا، لَايَبِيْعُوْا، لَاتَبِعْ، لَاتَبِيْعَا، لَايَبِعْنَ، لَاتَبِيْعُوْا،

---

(۱) جو "یاء" بِعْ میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تھی، وہ بِيْعَنَّ میں عین کے مفتوح ہوجانے کی وجہ سے واپس آگئی ہے۔[۱]

امر بالام اور نہی کے صیغے: نفی جحد بلم کے صیغوں: لَمْ يَبِعْ، لَمْ يَبِيْعَا کی طرح ہیں، اُن میں بھی جب نون ثقیلہ یا خفیفہ آخر میں آئے گا، تو یائے محذوف واپس آجائے گی۔

= حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، اِبْيِعْ ہوگیا، یاء اور عین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، اِبِعْ ہوگیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، بِعْ ہوگیا۔

(۱) کیوں کہ بِعْ میں یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی تھی، اور نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کی وجہ سے جب ماقبل: عین پر فتحہ آجائے گا، تو اجتماع ساکنین باقی نہیں رہے گا؛ لہٰذا حذف شدہ یاء واپس آجائے گی۔

لَاتَبِيْعِيْ، لَاتَبِعْنَ، لَااَبِعْ، لَانَبِعْ۔

بحث نہی مجہول: لَايُبَعْ، لَايُبَاعَا، لَايُبَاعُوْا، لَاتُبَعْ، لَاتُبَاعَا، لَايُبَعْنَ، لَاتُبَاعُوْا، لَاتُبَاعِيْ، لَاتُبَعْنَ، لَااُبَعْ، لَانُبَعْ۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَايَبِيْعَنَّ، لَايَبِيْعَانِّ، لَايَبِيْعُنَّ، لَاتَبِيْعَنَّ، لَاتَبِيْعَانِّ، لَايَبِعْنَانِّ، لَاتَبِيْعُنَّ، لَاتَبِيْعِنَّ، لَاتَبِعْنَانِّ، لَااَبِيْعَنَّ، لَانَبِيْعَنَّ۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَايُبَاعَنَّ، لَايُبَاعَانِّ، لَايُبَاعُنَّ، لَاتُبَاعَنَّ، لَاتُبَاعَانِّ، لَايُبَعْنَانِّ، لَاتُبَاعُنَّ، لَاتُبَاعِنَّ، لَاتُبَعْنَانِّ، لَااُبَاعَنَّ، لَانُبَاعَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَايَبِيْعَنْ، لَايَبِيْعُنْ، لَاتَبِيْعَنْ، لَاتَبِيْعُنْ، لَاتَبِيْعِنْ، لَااَبِيْعَنْ، لَانَبِيْعَنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَايُبَاعَنْ، لَايُبَاعُنْ، لَاتُبَاعَنْ، لَاتُبَاعُنْ، لَاتُبَاعِنْ، لَااُبَاعَنْ، لَانُبَاعَنْ۔

بحث اسم فاعل: بَائِعٌ، بَائِعَانِ، بَائِعُوْنَ، بَائِعَةٌ، بَائِعَتَانِ، بَائِعَاتٌ۔ (۱)

بحث اسم مفعول: مَبِيْعٌ، مَبِيْعَانِ، مَبِيْعُوْنَ، مَبِيْعَةٌ، مَبِيْعَتَانِ، مَبِيْعَاتٌ۔ (۲)

سبق (۸۰)

باب سَمِعَ سے اجوف واوی کی گردان: جیسے: اَلْخَوْفُ: ڈرنا۔

صرف صغیر: خَافَ يَخَافُ خَوْفًا، فهو خَائِفٌ، وخِيْفَ يُخَافُ خَوْفًا، فهو مَخُوْفٌ، الامر منه: خَفْ، والنهي عنه: لَاتَخَفْ، الظرف منه: مَخَافٌ، والآلة منه:

---

(۱) اس بحث کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۱۷) کے مطابق یاء کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے۔[۱]

(۲) مَبِيْعٌ کی تعلیل پیچھے گذر چکی ہے۔[۲] اسم مفعول کے باقی تمام صیغوں میں بھی وہی تعلیل ہوئی ہے۔

(۱) بَائِعٌ: اصل میں بَايِعٌ بروزنِ ضَارِبٌ تھا، یاء ایسے اسم کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوئی جو فَاعِلٌ کے وزن پر ہے، اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۷) کے مطابق یاء کو ہمزہ سے بدل دیا، بَائِعٌ ہوگیا۔ یہی تعلیل اس بحث کے باقی تمام صیغوں میں ہوئی ہے۔

(۲) دیکھئے: ص: ۷۴

مِخْوَف ومِخْوَفَةٌ ومِخْوَاف، وتثنيتهما: مَخَافَانِ ومِخْوَفَانِ ومِخْوَفَتَانِ ومِخْوَافَانِ، والجمع منهما: مَخَاوِف ومَخَاوِيْف، افعل التفضيل منه: أخْوَف، والمؤنث منه: خُوْفى، و تثنيتهما: أخْوَفَانِ و خُوْفَيَانِ، والجمع منهما: أخْوَفُوْنَ وَأخَاوِف وخُوَف وخُوْفَيَات۔

بحث اثبات فعل ماضی معروف: خَافَ خَافَا خَافُوْا، خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ [1]، خِفْتَ خِفْتُمَا خِفْتُمْ، خِفْتِ خِفْتُمَا خِفْتُنَّ، خِفْتُ خِفْنَا۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: خِيْفَ خِيْفَا خِيْفُوْا، خِيْفَتْ خِيْفَتَا خِفْنَ [2] خِفْتَ خِفْتُمَا خِفْتُمْ، خِفْتِ خِفْتُمَا خِفْتُنَّ، خِفْتُ خِفْنَا۔

بحث اثبات فعل مضارع معروف: يَخَافُ يَخَافَانِ يَخَافُوْنَ، تَخَافُ تَخَافَانِ يَخَفْنَ، تَخَافُوْنَ، تَخَافِيْنَ تَخَفْنَ، أخَافُ نَخَافُ۔

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: يُخَافُ يُخَافَانِ يُخَافُوْنَ، تُخَافُ تُخَافَانِ يُخَفْنَ، تُخَافُوْنَ، تُخَافِيْنَ تُخَفْنَ، أُخَافُ نُخَافُ۔(۲)

---

(۱) خِفْنَ سے آخر تک تمام صیغوں میں، عین کلمے: واؤ کو حذف کرنے کے بعد، عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے، فاکلمہ: خاء کو کسرہ دیدیا گیا ہے۔ باقی صیغوں میں اُن قواعد کے مطابق تعلیل کرلی جائے جو ہم نے پیچھے لکھے ہیں اور جن کے مطابق ''قَالَ'' کی گردان میں تعلیل ہوئی ہے۔

(۲) مضارع معروف و مجہول کی دونوں گردانوں میں یَقَالُ، یَقَالَانِ کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

---

(۱) خِفْنَ: اصل میں خَوِفْنَ بروزن سَمِعْنَ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، خَافْنَ ہوگیا، الف اور فاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، خَفْنَ ہوگیا، پھر معتل عین واوی مکسور العین ہونے کی وجہ سے فاکلمہ: خاء کو کسرہ دیدیا، خِفْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل اس کے بعد کے صیغوں میں ہوئی ہے۔

(۲) خِفْنَ (مجہول): اصل میں خُوِفْنَ بروزن سُمِعْنَ تھا، واؤ فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۹) کے مطابق ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، خِوْفْنَ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، خِيْفْنَ ہوگیا، یاء اور فاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، خِفْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل اس کے بعد کے صیغوں میں ہوئی ہے۔

سبق (۸۱)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ يَخَافَ لَنْ يَخَافَا لَنْ يَخَافُوْا، لَنْ تَخَافَ لَنْ تَخَافَا لَنْ يَخَفْنَ، لَنْ تَخَافُوْا، لَنْ تَخَافِيْ لَنْ تَخَفْنَ، لَنْ أخَافَ لَنْ نَخَافَ۔

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ يُخَافَ لَنْ يُخَافَا لَنْ يُخَافُوْا، لَنْ تُخَافَ لَنْ تُخَافَا لَنْ يُخَفْنَ، لَنْ تُخَافُوْا، لَنْ تُخَافِيْ لَنْ تُخَفْنَ، لَنْ أُخَافَ لَنْ نُخَافَ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ يَخَفْ [1] لَمْ يَخَافَا لَمْ يَخَافُوْا، لَمْ تَخَفْ لَمْ تَخَافَا لَمْ يَخَفْنَ، لَمْ تَخَافُوْا، لَمْ تَخَافِيْ لَمْ تَخَفْنَ، لَمْ أخَفْ لَمْ نَخَفْ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ يُخَفْ لَمْ يُخَافَا لَمْ يُخَافُوْا، لَمْ تُخَفْ لَمْ تُخَافَا لَمْ يُخَفْنَ، لَمْ تُخَافُوْا، لَمْ تُخَافِيْ لَمْ تُخَفْنَ، لَمْ أُخَفْ لَمْ نُخَفْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَيَخَافَنَّ لَيَخَافَانِّ لَيَخَافُنَّ، لَتَخَافَنَّ لَتَخَافَانِّ لَيَخَفْنَانِّ، لَتَخَافُنَّ، لَتَخَافِنَّ لَتَخَفْنَانِّ، لَأخَافَنَّ لَنَخَافَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُخَافَنَّ لَيُخَافَانِّ لَيُخَافُنَّ، لَتُخَافَنَّ لَتُخَافَانِّ لَيُخَفْنَانِّ، لَتُخَافُنَّ، لَتُخَافِنَّ لَتُخَفْنَانِّ، لَأُخَافَنَّ لَنُخَافَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَيَخَافَنْ، لَيَخَافُنْ، لَتَخَافَنْ، لَتَخَافُنْ، لَتَخَافِنْ، لَأخَافَنْ، لَنَخَافَنْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُخَافَنْ، لَيُخَافُنْ، لَتُخَافَنْ لَتُخَافُنْ، لَتُخَافِنْ، لَأُخَافَنْ، لَنُخَافَنْ۔

---

(۱) لَمْ يَخَفْ: اصل میں لَمْ يَخْوَفْ بروزن لَمْ يَسْمَعْ تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واؤ اصل میں متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، لَمْ يَخَافْ ہوگیا، الف اور فاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، لَمْ يَخَفْ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَمْ تَخَفْ، لَمْ أخَفْ، لَمْ نَخَفْ، لَمْ يُخَفْ، لَمْ تُخَفْ، لَمْ أُخَفْ اور لَمْ نُخَفْ میں ہوئی ہے۔

سبق (۸۲)

بحث امر حاضر معروف: خَفْ، اِسْخَافَا، خَافُوْا، خَافِيْ، خَفْنَ۔(۱)

بحث امر غائب ومتکلم معروف: لِيَخَفْ، لِيَخَافَا، لِيَخَافُوْا، لِتَخَفْ، لِتَخَافَا، لِيَخَفْنَ، لِأَخَفْ، لِنَخَفْ۔

بحث امر مجہول: لِيُخَفْ، لِيُخَافَا، لِيُخَافُوْا، لِتُخَفْ، لِتُخَافَا، لِيُخَفْنَ، لِتُخَافُوْا، لِتُخَافِيْ، لِتُخَفْنَ، لِأُخَفْ، لِنُخَفْ۔

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: خَافَنَّ، خَافَانِّ، خَافُنَّ، خَافِنَّ، خَفْنَانِّ۔(۲)

---

(۱) خَفْ: کو تَخَافُ سے بنایا گیا ہے، اس طرح کہ علامت مضارع: تاء کو حذف کرنے کے بعد، چوں کہ پہلا حرف متحرک رہا، اس لئے آخری حرف کو ساکن کردیا، پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا، خَفْ ہوگیا۔ اور خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا گیا ہے، اس طرح کہ علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، آخر سے نون اعرابی کو حذف کردیا، خَافَا ہوگیا۔

امر حاضر معروف کے تثنیہ وجمع مذکر حاضر کے صیغے، فعل ماضی معروف کے تثنیہ وجمع مذکر غائب کے صیغوں کے ہم شکل ہوگئے ہیں۔[۲]

(۲) خَفْ میں جو "الف" اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا تھا، وہ یہاں واپس آگیا؛ کیوں کہ یہاں اجتماع ساکنین نہیں رہا، (اس لئے کہ نون ثقیلہ وخفیفہ اپنے ماقبل حرف پر حرکت کا تقاضا کرتے ہیں)۔

فائدہ: امر اجوف کے صیغوں کو، امر مہموز عین کے صیغوں سے جن میں "سَلْ"[۳] کے قاعدے کے

---

(۱) خَفْ: اصل میں اِخْوَفْ بروزن اِسْمَعْ تھا، واؤ متحرک ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واؤ اصل میں متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیا، اِخَافْ ہوگیا، الف اور فاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا اِخَفْ ہوگیا، پھر ابتداء بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، خَفْ ہوگیا۔

(۲) یہ ہم شکل ہونا صرف ظاہری صورت کے اعتبار سے ہے، اصل کے اعتبار سے نہیں؛ اس لئے کہ امر حاضر معروف کے صیغوں کی اصل الگ ہے، اور ماضی معروف کے صیغوں کی اصل الگ ہے۔

(۳) سَلْ: اصل میں اِسْأَلْ بروزن اِفْتَحْ تھا، ہمزۂ متحرکہ ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہوا جو "مدہ زائدہ" اور =

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِيَخَافَنَّ، لِيَخَافَانِّ، لِيَخَافُنَّ، لِتَخَافَنَّ، لِتَخَافَانِّ، لِيَخَفْنَانِّ، لِأَخَافَنَّ، لِنَخَافَنَّ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِيُخَافَنَّ، لِيُخَافَانِّ، لِيُخَافُنَّ، لِتُخَافَنَّ، لِتُخَافَانِّ، لِيُخَفْنَانِّ، لِتُخَافُنَّ، لِتُخَافِنَّ، لِتُخَفْنَانِّ، لِأُخَافَنَّ، لِنُخَافَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: خَافَنْ، خَافُنْ، خَافِنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِيَخَافَنْ، لِيَخَافُنْ، لِتَخَافَنْ، لِأَخَافَنْ، لِنَخَافَنْ۔

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُخَافَنْ، لِيُخَافُنْ، لِتُخَافَنْ، لِتُخَافُنْ، لِتُخَافِنْ، لِأُخَافَنْ، لِنُخَافَنْ۔

سبق (۸۳)

بحث نہی معروف: لَا يَخَفْ، لَا يَخَافَا، لَا يَخَافُوْا، لَا تَخَفْ، لَا تَخَافَا، لَا يَخَفْنَ، لَا تَخَافُوْا، لَا تَخَافِيْ، لَا تَخَفْنَ، لَا أَخَفْ، لَا نَخَفْ۔

بحث نہی مجہول: لَا يُخَفْ، لَا يُخَافَا، لَا يُخَافُوْا، لَا تُخَفْ، لَا تُخَافَا، لَا يُخَفْنَ،

مطابق ہمزہ حذف ہوگیا ہے، اس طرح ممتاز کیا جائے کہ: امر اجوف میں واحد مذکر اور جمع مؤنث حاضر کے علاوہ، باقی تمام صیغوں میں عین کلمہ باقی رہتا ہے؛ جیسے: قُوْلَا قُوْلُوْا، قُوْلِيْ، بِيْعَا، بِيْعُوْا، بِيْعِيْ، خَافَا، خَافُوْا، خَافِيْ۔ اور نون ثقیلہ وخفیفہ کے آخر میں آجانے کے بعد، واحد مذکر حاضر میں حذف کیا ہوا عین کلمہ واپس آجاتا ہے؛ جیسے: قُوْلَنَّ، بِيْعَنَّ، خَافَنَّ۔ اور امر مہموز عین کے تمام صیغوں میں عین کلمہ محذوف رہتا ہے؛ جیسے: زِنْ، زِنَا، زِنُوْا، زِنِيْ، زِنَّ، سَلْ، سَلَا، سَلُوْا، سَلِيْ، سَلْنَ۔[۱]

= "یائے تصغیر" کے علاوہ ہے؛ لہٰذا مہموز کے قاعدہ (۷) کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، ہمزہ کو حذف کردیا اِسَلْ ہوگیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، سَلْ ہوگیا۔ امر مہموز عین کے تمام صیغوں میں یہی تخفیف ہوگی۔

(۱) پس دیکھ لیا جائے: اگر امر کے تمام صیغوں میں عین کلمہ کو حذف کیا گیا ہے تو وہ مہموز عین ہے، اور اگر صرف واحد مذکر وجمع مؤنث حاضر میں عین کلمہ کو حذف کیا گیا ہے، اور باقی صیغوں میں عین کلمہ کو حذف نہیں کیا گیا تو وہ اجوف ہے۔

لَاتُخَافُوْا، لَاتُخَافِیْ، لَاتُخَفْنَ، لَا اُخَفْ، لَانُخَفْ۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَایَخَافَنَّ، لَایَخَافَانِّ، لَایَخَافُنَّ، لَاتَخَافَنَّ، لَا تَخَافَانِّ لَایَخَفْنَانِّ، لَاتَخَافُنَّ، لَاتَخَافِنَّ، لَاتَخَفْنَانِّ، لَا اَخَافَنَّ لَانَخَافَنَّ۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَایُخَافَنَّ، لَایُخَافَانِّ، لَایُخَافُنَّ، لَاتُخَافَنَّ، لَاتُخَافَانِّ لَایُخَفْنَانِّ، لَاتُخَافُنَّ، لَاتُخَافِنَّ، لَاتُخَفْنَانِّ، لَا اُخَافَنَّ، لَانُخَافَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَایَخَافَنْ، لَایَخَافُنْ، لَاتَخَافَنْ، لَاتَخَافُنْ، لَاتَخَافِنْ، لَا اَخَافَنْ، لَانَخَافَنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَایُخَافَنْ، لَایُخَافُنْ، لَاتُخَافَنْ، لَاتُخَافُنْ، لَا تُخَافِنْ، لَا اُخَافَنْ، لَانُخَافَنْ۔

بحث اسم فاعل: خَائِف، خَائِفَان، خَائِفُوْنَ، خَائِفَةٌ، خَائِفَتَان، خَائِفَات۔[1]

بحث اسم مفعول: مَخُوْف، مَخُوْفَان، مَخُوْفُوْنَ، مَخُوْفَةٌ، مَخُوْفَتَانِ، مَخُوْفَات۔[2]

سبق (۸۴)

باب سَمِعَ سے اجوف یائی کی گردان: جیسے: النَّیْلُ: پانا۔

صرف صغیر: نَالَ یَنَالُ نَیْلًا، فهو نَائِلٌ، ونِیْلَ یُنَالُ نَیْلًا، فهو مَنِیْلٌ، الامر منه: نَلْ، والنهی عنه: لَاتَنَلْ، الظرف منه: مَنَالٌ، والآلة منه: مِنْیَلٌ ومِنْیَلَةٌ ومِنْیَالٌ، وتثنیتهما: مَنَالَانِ و مِنْیَلَانِ ومِنْیَلَتَانِ ومِنْیَالَانِ، والجمع منهما: مَنَایِلُ ومَنَایِیْلُ، افعل التفضیل منه: اَنْیَلُ، والمؤنث منه: نُوْلٰی، وتثنیتهما: اَنْیَلَانِ ونُوْلَیَانِ، والجمع منهما: اَنْیَلُوْنَ وَآنَایِلُ وَنُیَلٌ ونُوْلَیَات۔[3] (۱)

---

(۱) جو تعلیلیں ہم نے پیچھے بیان کی ہیں، اُن کو دیکھ کر اِس گردان کے تمام صیغوں میں تعلیل کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ثلاثی مجرد کے دیگر ابواب کی گردانیں اور صیغے نکال لئے جائیں۔

---

(۱) جو تعلیل پیچھے قَائِلٌ، قَائِلَانِ۔۔۔ میں ہوئی ہے، وہی خَائِفٌ، خَائِفَانِ۔۔۔ میں ہوگی۔

(۲) جو تعلیل پیچھے مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ۔۔۔ میں ہوئی ہے، وہی مَخُوْفٌ، مَخُوْفَانِ۔۔۔ میں ہوگی۔

(۳) اسم مفعول: مَنِیْلٌ اور اسم تفضیل مؤنث: نُوْلٰی کے علاوہ، اس گردان کی باقی تمام بحثوں میں خَافَ، یَخَافُ کی طرح تعلیل ہوگی، صرف اتنا فرق ہے کہ خَافَ یَخَافُ میں حرف علت: "واؤ" ہے، جب کہ اس گردان کے صیغوں میں حرف علت: "یاء" ہے۔ مَنِیْلٌ میں وہ تعلیل ہوگی جو مَبِیْعٌ میں ہوئی ہے، اور نُوْلٰی میں وہ تعلیل ہوگی جو بُوْطٰی میں ہوئی ہے۔

باب اِفْتِعَال سے اجوف واوی کی گردان: جیسے: الْاِقْتِیَادُ: کھینچنا۔

صرف صغیر: اِقْتَادَ[1] یَقْتَادُ اِقْتِیَادًا، فهو مُقْتَادٌ، واُقْتِیْدَ[2] یُقْتَادُ اِقْتِیَادًا، فهو مُقْتَادٌ، الامر منه: اِقْتَدْ،[3] والنهی عنه: لَاتَقْتَدْ، الظرف منه: مُقْتَادٌ۔ (۱)

سبق (۸۵)

باب اِفْتِعَال سے اجوف یائی کی گردان: جیسے: الِاخْتِیَارُ: پسند کرنا، قبول کرنا۔

صرف صغیر: اِخْتَارَ یَخْتَارُ اِخْتِیَارًا، فهو مُخْتَارٌ، واُخْتِیْرَ یُخْتَارُ اِخْتِیَارًا، فهو مُخْتَارٌ، الامر منه: اِخْتَرْ، والنهی عنه: لَاتَخْتَرْ، الظرف منه: مُخْتَارٌ۔ (۲)

---

(۱) اس باب میں اسم فاعل اور اسم مفعول صورۃً ایک طرح کے ہوگئے ہیں؛ لیکن اسم فاعل اصل میں مُقْتَوِدٌ تھا واؤ کے کسرہ کے ساتھ، اور اسم مفعول اصل میں مُقْتَوَدٌ تھا واؤ کے فتحہ کے ساتھ، اور اسم ظرف جو کہ ان ابواب میں اسم مفعول ہی کے وزن پر ہوتا ہے، اُس کی بھی یہی صورت ہے۔

اور امر حاضر معروف کے تثنیہ وجمع مذکر حاضر کے صیغے: اِقْتَادَا اور اِقْتَادُوْا فعل ماضی معروف کے تثنیہ وجمع مذکر غائب کے صیغوں کے ہم شکل ہوگئے ہیں؛ مگر ماضی کی اصل واؤ کے فتحہ کے ساتھ اِقْتَوَدَا اور اِقْتَوَدُوْا ہے، جب کہ امر حاضر کی اصل - جو کہ مضارع سے بنایا گیا ہے - واؤ کے کسرہ کے ساتھ اِقْتَوِدَا اور اِقْتَوِدُوْا ہے۔ باقی صیغوں کی تعلیل آسان ہے۔

(۲) اس گردان کے تمام صیغوں میں اِقْتَادَ یَقْتَادُ کی طرح تعلیل ہوگی، صرف اتنا فرق ہے کہ

---

(۱) اِقْتَادَ: اصل میں اِقْتَوَدَ بروزن اِجْتَنَبَ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، اِقْتَادَ ہوگیا۔ یہی تعلیل یَقْتَادُ، یُقْتَادُ، مُقْتَادٌ اسم فاعل اور مُقْتَادٌ اسم مفعول اور اسم ظرف میں ہوئی ہے اِقْتِیَادًا اصل میں اِقْتِوَادًا تھا، قاعدہ (۱۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا اِقْتِیَادًا ہوگیا۔

(۲) اُقْتِیْدَ: اصل میں اُقْتُوِدَ بروزن اُجْتُنِبَ تھا، واؤ فعل ماضی مجہول کے عین کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۹) کے مطابق ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، اُقْتِیْدَ ہوگیا۔

(۳) اِقْتَدْ: اصل میں اِقْتَوِدْ بروزن اِجْتَنِبْ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، اِقْتَادْ ہوگیا، الف اور دال دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، اِقْتَدْ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَاتَقْتَدْ میں ہوئی ہے۔

باب استفعال سے اجوف واوی کی گردان: [1] جیسے: اَلِاسْتِقَامَةُ: سیدھا ہونا۔

صرف صغیر: اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اِسْتِقَامَةً، فهو مُسْتَقِیْمٌ، الامر منه: اِسْتَقِمْ، والنهی عنه: لَا تَسْتَقِمْ، الظرف منه: مُسْتَقَامٌ۔ (۱)

اِقْتَادَ یَقْتَادُ میں حرف علت ''واوٌ'' ہے اور یہاں حرف علت ''یاءٌ'' ہے۔

(۱) اِسْتَقَامَ: اصل میں اِسْتَقْوَمَ تھا، واوٌ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا قاعدہ (۸) کے مطابق واوٌ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، واوٌ اصل میں متحرک تھا، اب اس کا ماقبل مفتوح ہوگیا؛ لہٰذا واوٌ کو الف سے بدل دیا، اِسْتَقَامَ ہوگیا۔

یَسْتَقِیْمُ: اصل میں یَسْتَقْوِمُ تھا، واوٌ متحرک ہے ماقبل حرف صحیح ساکن؛ لہٰذا واوٌ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واوٌ کو یاء سے بدل دیا، یَسْتَقِیْمُ ہوگیا۔

اِسْتِقَامَةً: جیسا کہ مشہور ہے [1] اصل میں اِسْتِقْوَامًا تھا، یَقَالُ کے قاعدہ کے مطابق تعلیل [2] کرنے کے بعد، الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، پھر اُس کے عوض آخر میں ''تاءٌ'' زیادہ کردی، اِسْتِقَامَةً ہوگیا۔

مُسْتَقِیْمٌ: اصل میں مُسْتَقْوِمٌ تھا، اس میں یَسْتَقِیْمُ کی طرح تعلیل کی گئی ہے۔

امر، نہی اور دیگر مضارع [3] مجزوم کے صیغوں [4] میں عین کلمہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجائے گا، یَسْتَقِمْنَ اور تَسْتَقِمْنَ میں بھی عین کلمہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ اور امر اور نہی میں نون ثقیلہ وخفیفہ کے آخر میں لاحق ہوجانے کے وقت، وہ عین کلمہ جس کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا تھا، واپس آجائے گا، چناں چہ اِسْتَقِیْمَنَّ اور لَا تَسْتَقِیْمَنَّ کہیں گے۔

---

(۱) اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک اِسْتِقَامَةٌ اور اِقَامَةٌ کی اصل اِسْتِقْوَمَةٌ اور اِقْوَمَةٌ ہے۔ اس کی پوری تحقیق ''افادات'' کے بیان میں آئے گی۔ دیکھئے: (ص:۱۵۶)

(۲) یعنی قاعدہ (۸) کے مطابق واوٌ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، واوٌ کو الف سے بدلنے کے بعد۔

(۳) مثلاً وہ فعل مضارع جس پر ''لَمْ''، ''لَمَّا''، ''اِنْ شرطیہ'' یا اسمائے شرطیہ بمعنی اِنْ: ''مَنْ'' ''مَا'' ''مَهْمَا'' وغیرہ داخل ہوں۔

(۴) یہاں تمام صیغے مراد نہیں؛ بلکہ صرف واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب ومذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم مراد ہیں، اور جمع مؤنث غائب وحاضر میں بھی اگرچہ عین کلمہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجاتا ہے؛ مگر وہ امر اور مضارع مجزوم کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ وہ تو ہر مضارع اجوف میں حذف ہوتا ہے، خواہ مجزوم ہو یا غیر مجزوم۔

باب استفعال سے اجوف یائی کی گردان: جیسے: اَلِاسْتِخَارَةُ: خیر طلب کرنا۔

صرف صغیر: اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ اِسْتِخَارَةً، فهو مُسْتَخِیْرٌ، واُسْتُخِیْرَ یُسْتَخَارُ اِسْتِخَارَةً فهو مُسْتَخَارٌ، الامر منه: اِسْتَخِرْ، والنهی عنه: لَا تَسْتَخِرْ، الظرف منه: مُسْتَخَارٌ۔ (۱)

باب افعال سے اجوف واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِقَامَةُ: کھڑا کرنا، سیدھا کرنا۔

صرف صغیر: اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَةً، فهو مُقِیْمٌ، واُقِیْمَ یُقَامُ اِقَامَةً، فهو مُقَامٌ، الامر منه: اَقِمْ والنهی عنه: لَا تُقِمْ، الظرف منه: مُقَامٌ۔ (۲)

سبق (۸۶)

چوتھی قسم: ناقص اور لفیف کی گردانوں کے بیان میں

باب نَصَرَ سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلدُّعَاءُ والدَّعْوَةُ: چاہنا، بلانا۔

صرف صغیر: دَعَا یَدْعُوْ دُعَاءً ودَعْوَةً، فهو دَاعٍ، ودُعِیَ یُدْعٰی دُعَاءً ودَعْوَةً، فهو مَدْعُوٌّ، الامر منه: اُدْعُ، والنهی عنه: لَا تَدْعُ، الظرف منه: مَدْعًی، والآلة منه: مِدْعًی ومِدْعَاةٌ ومِدْعَاءٌ، وتثنیتهما: مَدْعَیَانِ ومِدْعَیَانِ ومِدْعَاتَانِ ومِدْعَاءَانِ، والجمع منهما: مَدَاعٍ ومَدَاعِیُّ، افعل التفضیل منه: اَدْعٰی، والمؤنث منه: دُعْیٰی، وتثنیتهما: اَدْعَیَانِ و دُعْیَیَانِ، والجمع منهما: اَدْعَوْنَ واَدَاعٍ ودُعًی ودُعْیَیَاتٌ۔ (۳)

---

(۱) اس گردان کے تمام صیغوں میں اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ۔۔۔ کی طرح تعلیل ہوگی، صرف اتنا فرق ہے کہ اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ میں حرف علت: ''واوٌ'' ہے، اور یہاں حرف علت: ''یاءٌ'' ہے۔

(۲) اس باب کے تمام صیغوں میں بعینہ وہی تعلیل ہوگی جو اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ میں ہوئی ہے۔

(۳) مَدْعًی [1] اسم ظرف اور مِدْعًی اسم آلہ میں، قاعدہ (۷) کے مطابق واوٌ کو الف سے بدلنے کے بعد، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، الف کو حذف کردیا گیا ہے۔ اور ان دونوں

---

(۱) مَدْعًی: اصل میں مَدْعَوٌ بروزن مَنْصَرٌ تھا، واوٌ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واوٌ کو الف سے بدل دیا، مَدْعَانٌ ہوگیا، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، مَدْعًی ہوگیا۔ یہی تعلیل مِدْعًی اسم آلہ اور دُعًی اسم تفضیل جمع مؤنث میں ہوئی ہے۔

صیغوں میں اگر "الف لام" یا "اضافت" کی وجہ سے تنوین نہ آئے تو الف حذف نہیں ہوگا؛[1] جیسے: اَلْمَدْعٰی، اَلْمِدْعٰی، مَدْعَاکُمْ اور مِدْعَاکُمْ۔

مِدْعَاءٌ اسم آلہ میں، "دُعَاءٌ" مصدر کی طرح، قاعدہ (۱۹) کے مطابق واؤ ہمزہ سے بدل گیا ہے۔

اسم ظرف کی جمع: مَدَاعٍ[2] اور اسم تفضیل مذکر کی جمع اَدَاعٍ میں قاعدہ (۲۵) جاری کیا گیا ہے۔

اسم ظرف کے تثنیہ مَدْعَیَانِ،[3] اسم آلہ کے تثنیہ: مِدْعَیَانِ، اسم تفضیل مذکر کے تثنیہ: اَدْعَیَانِ اور اسم آلہ کی جمع: مَدَاعِیُّ[4] میں قاعدہ (۲۰) کے مطابق، اور اسم تفضیل مؤنث: دُعْیٰی[5] میں قاعدہ (۲۶) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا ہے۔ اور دُعْیَیَانِ[6] اور دُعْیَیَاتٌ میں قاعدہ (۲۲) کے مطابق الف کو یاء سے بدل دیا ہے، اور ان[7] دونوں صیغوں میں ہر جگہ ایسا ہی کیا گیا ہے۔

(۱) کیوں کہ اس صورت میں اجتماع ساکنین نہیں رہے گا۔

(۲) مَدَاعٍ: اصل میں مَدَاعِوٌ تھا، واؤ کسرہ کے بعد حقیقۃً طرف میں واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱۱) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، مَدَاعِیٌ ہوگیا، پھر کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر، یاء کو ساکن کر دیا، مَدَاعِیْنٌ ہوگیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا، مَدَاعٍ ہوگیا، یہی تعلیل اَدَاعٍ میں ہوئی ہے۔ یہ تعلیل اُن حضرات کے مذہب کے اعتبار سے ہے جو اس طرح کے اسماء کو منصرف کہتے ہیں؛ کیوں کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ کلمہ میں پہلے تعلیل ہوتی ہے، پھر اس پر منصرف یا غیر منصرف ہونے کا حکم لگتا ہے، چوں کہ مَدَاعٍ تعلیل کے بعد جمع منتہی الجموع کے وزن پر نہیں رہا؛ لہٰذا یہ منصرف ہوگا۔ اور جو حضرات مَدَاعٍ جیسے اسماء کو تعلیل کے بعد، حکماً جمع منتہی الجموع کے وزن پر قرار دے کر، غیر منصرف مانتے ہیں، اُن کے مذہب کے مطابق یاء کو ساکن کرنے کے بعد، عین کلمہ کو تنوینِ عوض دیں گے، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کریں گے۔

(۳) مَدْعَیَانِ: اصل میں مَدْعَوَانِ بروزن مَنْصَرَانِ تھا، واؤ کلمہ میں چوتھا حرف ہے، اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، مَدْعَیَانِ ہوگیا۔ یہی تعلیل مِدْعَیَانِ اور اَدْعَیَانِ میں ہوئی ہے۔

(۴) مَدَاعِیُّ: اصل میں مَدَاعِیْوُ بروزن مَنَاصِیْرُ تھا، واؤ کلمہ میں چھٹا حرف ہے، اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، مَدَاعِیْیُ ہوگیا، پھر پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام کر دیا، مَدَاعِیُّ ہوگیا۔

(۵) دُعْیٰی: اصل میں دُعْوٰی بروزن نُصْرٰی تھا، واؤ اسم جامد میں "فُعْلٰی" بالضم کے لام کلمہ کی جگہ واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۲۶) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، دُعْیٰی ہوگیا۔

(۶) دُعْیٰی میں جو الفِ زائدہ تھا، وہ دُعْیَیَان میں "الفِ تثنیہ" سے پہلے اور دُعْیَیَاتٌ میں "جمع مؤنث سالم کے الف" سے پہلے واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۲۲) کے مطابق اُس کو یاء سے بدل دیا، دُعْیَیَانِ اور دُعْیَیَاتٌ ہوگئے۔

(۷) مطلب یہ ہے کہ اسم تفضیل مؤنث کے تثنیہ اور جمع مؤنث سالم میں، الف کو یاء سے بدلنا معتل کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ اِن دونوں صیغوں میں ہر جگہ (خواہ معتل ہو یا صحیح، مہموز وغیرہ) الفِ زائدہ کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے۔

بحث اثبات فعل ماضی معروف: دَعَا، دَعَوَا، دَعَوْا، دَعَتْ، دَعَتَا، دَعَوْنَ، دَعَوْتَ دَعَوْتُمَا، دَعَوْتُمْ، دَعَوْتِ، دَعَوْتُنَّ، دَعَوْتُ، دَعَوْنَا۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: دُعِیَ، دُعِیَا، دُعُوْا، دُعِیَتْ، دُعِیَتَا، دُعِیْنَ، دُعِیْتَ دُعِیْتُمَا، دُعِیْتُمْ، دُعِیْتِ، دُعِیْتُنَّ، دُعِیْتُ، دُعِیْنَا۔(۲)

---

(۱) دَعَا: اصل میں دَعَوَ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، دَعَا ہوگیا۔

فائدہ: جو الف "واؤ" کے بدلے میں آتا ہے وہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے؛ اسی وجہ سے دَعَا میں الف لکھتے ہیں۔ اور جو الف "یاء" کے بدلے میں آتا ہے وہ یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے؛ جیسے: رَمٰی۔

دَعَوَا تثنیہ مذکر غائب میں، واؤ "الف تثنیہ" سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے اپنی حالت پر باقی رہا، الف سے نہیں بدلا۔ دَعَوْا[1] جمع مذکر غائب میں الف (جو واؤ کے بدلے میں آیا تھا) اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے، اور دَعَتْ، دَعَتَا میں "تائے تانیث" کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔[2] اور دَعَوْنَ سے آخر تک تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں۔

(۲) اس بحث کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۱۱) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، پھر دُعُوْا[3] جمع مذکر غائب میں قاعدہ (۱۰) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔

(۱) دَعَوْا: اصل میں دَعَوُوْا بروزن نَصَرُوْا تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، دَعَاوْا ہوگیا، الف اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا، دَعَوْا ہوگیا۔

(۲) کیوں کہ قاعدہ (۷) میں گذر چکا ہے کہ جو الف: واؤ یا یاء کے بدلے میں آیا ہو، اگر اس کے بعد فعل ماضی کی تائے تانیث آجائے تو وہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجاتا ہے؛ جیسے: دَعَتْ دَعَتَا وغیرہ۔ دَعَتْ کی پوری تعلیل گذر چکی ہے، دیکھیے (ص: ۷۲)

(۳) دُعُوْا: اصل میں دُعِوُوْا بروزن نُصِرُوْا تھا، واؤ کسرہ کے بعد حکماً طرف میں واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱۱) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، دُعِیُوْا ہوگیا، پھر یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اس کے بعد واؤ ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدی، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، دُعُوْوْا ہوگیا، واؤ اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کر دیا، دُعُوْا ہوگیا۔

بحث اثبات فعل مضارع معروف: یَدْعُوْ، یَدْعُوَانِ، یَدْعُوْنَ، تَدْعُوْ، تَدْعُوَانِ، یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ، تَدْعِیْنَ، تَدْعُوْنَ، اَدْعُوْ، نَدْعُوْ۔(۱)

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: یُدْعٰی، یُدْعَیَانِ، یُدْعَوْنَ، تُدْعٰی، تُدْعَیَانِ، یُدْعَیْنَ تُدْعَوْنَ، تُدْعَیْنَ، تُدْعَیْنَ، اُدْعٰی، نُدْعٰی۔(۲)

سبق (۸۷)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ یَدْعُوَ لَنْ یَدْعُوَا لَنْ یَدْعُوْا، لَنْ تَدْعُوَ،

---

(۱) تثنیہ کے مطلقاً تمام صیغے اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغے اپنی اصل پر ہیں، یَدْعُوْ[۱] اور اس کے نظائر: تَدْعُوْ، اَدْعُوْ اور نَدْعُوْ میں قاعدہ (۱۰) کے مطابق واؤ کو ساکن کردیا۔ اور جمع مذکر غائب وحاضر: یَدْعُوْنَ، تَدْعُوْنَ[۲] اور واحد مؤنث حاضر: تَدْعِیْنَ میں قاعدہ (۱۰) ہی کے مطابق واؤ کو حذف کردیا۔ اس بحث میں جمع مذکر اور جمع مؤنث کے صیغوں کی صورت ایک جیسی ہے، (مگر جمع مذکر کے صیغوں میں تعلیل ہوئی ہے، جب کہ جمع مؤنث کے صیغے اپنی اصل پر ہیں)۔

(۲) تثنیہ[۳] اور جمع مؤنث کے صیغوں کے علاوہ اس بحث کے باقی تمام صیغوں میں اولاً قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلا، پھر قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، پھر یُدْعَوْنَ جمع مذکر غائب، تُدْعَوْنَ جمع مذکر حاضر اور تُدْعَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں اُس الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ اس بحث میں واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر صورۃً ایک جیسے ہوگئے؛ لیکن واحد مؤنث حاضر کی اصل تُدْعَوِیْنَ تھی، اولاً قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلا، پھر قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل کر، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، تُدْعَیْنَ ہوگیا۔ اور جمع مؤنث حاضر کی اصل تُدْعَوْنَ تھی، اس میں صرف قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلا، تُدْعَیْنَ ہوگیا۔

---

(۱) یَدْعُوْ: کی پوری تعلیل قاعدہ (۱۰) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے۔ دیکھئے: (ص:۷۶)

(۲) یَدْعُوْنَ اور تَدْعِیْنَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۱۰) کے تحت حاشیہ میں گذرچکی ہے۔ دیکھئے: (ص:۷۷)

(۳) تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں صرف قاعدہ (۲۰) کے مطابق واؤ کو یا سے بدلا گیا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور تغیر نہیں کیا گیا۔

لَنْ تَدْعُوَا لَنْ یَدْعُوْنَ، لَنْ تَدْعُوْا، لَنْ تَدْعِیْ لَنْ تَدْعُوْنَ، لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَدْعُوَ۔(۱)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ یُدْعٰی لَنْ یُدْعَیَا لَنْ یُدْعَوْا، لَنْ تُدْعٰی لَنْ تُدْعَیَا لَنْ یُدْعَیْنَ، لَنْ تُدْعَوْا، لَنْ تُدْعَیْ، لَنْ تُدْعَیْنِ، لَنْ اُدْعٰی لَنْ نُدْعٰی۔(۲)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ یَدْعُ[۱] لَمْ یَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْا، لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْنَ، لَمْ تَدْعُوْا، لَمْ تَدْعِیْ لَمْ تَدْعُوْنَ، لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ۔(۳)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ یُدْعَ[۲] لَمْ یُدْعَیَا لَمْ یُدْعَوْا، لَمْ تُدْعَ لَمْ تُدْعَیَا لَمْ یُدْعَیْنَ، لَمْ تُدْعَوْا، لَمْ تُدْعَیْ لَمْ تُدْعَیْنَ، لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ۔(۴)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَیَدْعُوَنَّ لَیَدْعُوَانِّ لَیَدْعُنَّ،[۳]

---

(۱) لَنْ کا عمل جس طرح ''صحیح'' میں جاری ہوتا ہے اسی طرح اِن صیغوں میں بھی جاری ہوا ہے، اور جو تغیر مضارع معروف میں ہوا ہے اُس کے علاوہ، اس بحث میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۲) یُدْعٰی اور اس کے نظائر: تُدْعٰی، اُدْعٰی اور نُدْعٰی میں، آخر میں الف ہونے کی وجہ سے ''لَنْ'' کا نصب ظاہر نہیں ہوا، اِن کے علاوہ باقی صیغوں میں ''لَنْ'' کا عمل اسی طرح جاری ہوا ہے جس طرح ''صحیح'' میں جاری ہوتا ہے۔ جو تغیر مضارع مجہول میں ہوا ہے اس کے علاوہ، یہاں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۳) مواقعِ جزم: لَمْ یَدْعُ، لَمْ تَدْعُ، لَمْ اَدْعُ، لَمْ نَدْعُ میں واؤ حذف ہوگیا ہے، ان کے علاوہ باقی صیغوں میں ''لَمْ'' کا عمل اسی طرح ظاہر ہوا ہے جس طرح ''صحیح'' میں ظاہر ہوتا ہے۔ مضارع کے تغیر کے علاوہ اس بحث میں بھی کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۴) مواقع جزم: لَمْ یُدْعَ، لَمْ تُدْعَ، لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ میں صرف الف حذف ہوا ہے، اس

---

(۱) لَمْ یَدْعُ اصل میں لَمْ یَدْعُوْ تھا، واؤ ''لَمْ'' حرف جازم کی وجہ سے حذف ہوگیا، لَمْ یَدْعُ ہوگیا؛ اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ جب عاملِ جازم فعل مضارع پر داخل ہوجائے، اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہو تو وہ حذف ہوجاتا ہے۔

(۲) لَمْ یُدْعَ: اصل میں لَمْ یُدْعٰی تھا، الف (جو مضارع مجہول میں واؤ کے بدلے میں آیا تھا) ''لَمْ'' حرف جازم کی وجہ سے حذف ہوگیا، لَمْ یُدْعَ ہوگیا۔

(۳) لَیَدْعُنَّ: اصل میں لَیَدْعُوُوْنَنَّ تھا، واؤ ضمہ کے بعد ہے اور اس کے بعد پھر دوسرا واؤ ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق واؤ کو ساکن کردیا، واؤ لام کلمہ، واؤ ضمیر اور نون تین ساکن جمع ہوگئے، چوں کہ دونوں واؤ مدہ ہیں، اس لئے دونوں واؤں کو حذف کردیا، لَیَدْعُنَّ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَتَدْعُنَّ، لَیُدْعُنَّ اور لَتَدْعُنَّ میں ہوئی ہے۔

لَتَدْعُوَنَّ لَتَدْعُوَانِّ لَیُدْعُوْنَانِّ، لَتُدْعُنَّ، لَتُدْعِنَّ لَتُدْعُوْنَانِّ، لَأُدْعُوَنَّ لَنُدْعُوَنَّ۔[1] (۱)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَانِّ

لَیُدْعَوُنَّ[2] لَتُدْعَیَنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَیُدْعَیْنَانِّ، لَتُدْعَوُنَّ، لَتُدْعَیِنَّ لَتُدْعَیْنَانِّ، لَأُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ۔ (۲)

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَیَدْعُوَنْ لَیَدْعُنْ،

کے علاوہ اس بحث میں بھی کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۱) مضارع صحیح کے صیغوں میں "نون ثقیلہ" کی وجہ سے جس طرح کے تغیرات ہوتے ہیں، یہاں بھی بس اُسی طرح کے تغیرات ہوئے ہیں۔

(۲) لَیُدْعَیَنَّ: اصل میں یُدْعٰی تھا، جب شروع میں "لام تاکید" اور آخر میں "نون ثقیلہ" لائے، تو "نون ثقیلہ" نے اپنے ماقبل فتحہ چاہا، چوں کہ الف کسی بھی حرکت کو قبول نہیں کرتا، اس لئے یاء کو -جو کہ الف کی اصل تھی- واپس لے آئے اور اُس کو فتحہ دیدیا، لَیُدْعَیَنَّ ہوگیا۔ لَتُدْعَیَنَّ، لَأُدْعَیَنَّ اور لَنُدْعَیَنَّ کو اسی پر قیاس کرلو۔

سوال: لَنْ یُدْعٰی میں نصب کی وجہ سے "یاء" کو واپس کیوں نہیں لائے، تاکہ اس پر فتحہ ظاہر ہوجاتا؟

جواب: اگر یہاں یاء کو واپس لے آتے تو وہ پھر الف سے بدل جاتی؛ اس لئے کہ تعلیل کی علت: "یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونا" موجود ہے؛ اور لَیُدْعَیَنَّ اور اس کے نظائر میں تعلیل کی علت موجود نہیں ہے؛ کیوں کہ یاء کا "نون تاکید" سے متصلاً پہلے واقع ہونا، اُن چیزوں میں سے ہے جو قاعدہ (۷) جاری کرنے سے مانع ہیں۔

---

(۱) لَتَدْعِنَّ: اصل میں لَتَدْعُوِیْنَّ تھا، واؤ ضمہ کے بعد ہے اور اس کے بعد یاء ہے: لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، واؤ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، لَتَدْعِوْیْنَّ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، لَتَدْعِیْیْنَّ ہوگیا، یاء (جو کہ واؤ کے بدلے میں آئی ہے)، یاء ضمیر اور نون تین ساکن جمع ہوگئے، چوں کہ دونوں یاء مدہ ہیں، اس لئے دونوں یاؤں کو حذف کردیا، لَتَدْعِنَّ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَتَدْعِنْ میں ہوئی ہے۔

(۲) لَیُدْعَوُنَّ: اصل میں لَیُدْعَوُوْنَّ تھا، واؤ متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق واؤ کو الف سے بدل دیا، لَیُدْعَاوْنَّ ہوگیا، الف مدہ اور واؤ ضمیر دو ساکن جمع ہوگئے؛ لہٰذا الف مدہ کو حذف کردیا، لَیُدْعَوْنَّ ہوگیا، پھر واؤ غیر مدہ اور نون دو ساکن جمع ہوگئے؛ لہٰذا واؤ غیر مدہ کو ضمہ دیدیا، لَیُدْعَوُنَّ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَتُدْعَوُنَّ اور لَتُدْعَیِنَّ میں ہوئی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ لَتُدْعَیِنَّ میں الف کو حذف کرنے کے بعد، یاء کو غیر مدہ ہونے کی وجہ سے کسرہ دیا گیا ہے۔

لَتَدْعُوَنْ، لَتَدْعُنْ، لَتَدْعِنْ، لَأَدْعُوَنْ لَنَدْعُوَنْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُدْعَیَنْ لَیُدْعَوُنْ، لَتُدْعَیَنْ

لَتُدْعَوُنْ، لَتُدْعَیِنْ، لَأُدْعَیَنْ لَنُدْعَیَنْ۔

لَیَدْعُوَنَّ: اصل میں یَدْعُوْنَ تھا، شروع میں "لام تاکید" اور آخر میں "نون ثقیلہ" لاکر، نون اعرابی کو حذف کرنے کے بعد، واؤ اور نون دو ساکن جمع ہوگئے، واؤ چوں کہ غیر مدہ تھا، اس لئے اُس کو ضمہ دیدیا، لَیَدْعَوُنَّ ہوگیا۔ اسی طرح لَتُدْعَوُنَّ میں کیا گیا ہے۔ اور لَتُدْعَیِنَّ میں یاء کو کسرہ دیا گیا ہے۔

فائدہ: اجتماع ساکنین[1] کے وقت، اگر پہلا ساکن حرف: مدہ ہو، تو اس کو حذف کردیتے ہیں؛ اور اگر غیر مدہ ہو تو واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیدیتے ہیں۔

---

(۱) اجتماع ساکنین دو طرح کا ہوتا ہے: (۱) اجتماع ساکنین علی حدہ (۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ۔ یہاں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ مراد ہے۔

اجتماع ساکنین علی حدہ: یہ ہے کہ ایک کلمہ میں ایسے دو ساکن حرف جمع ہوجائیں جن میں سے پہلا حرف مدہ ہو اور دوسرا مدغم؛ جیسے: دَابَّۃٌ، یہاں الف اور باء کے درمیان اجتماع ساکنین ہے، الف مدہ ہے اور باء مدغم ہے۔ اجتماع ساکنین علی حدہ جائز ہے، اُس کو ختم کرنا ضروری نہیں۔

اجتماع ساکنین علی غیر حدہ: کی چند صورتیں ہیں: (۱) ایک کلمہ میں ایسے دو ساکن حرف جمع ہوجائیں جن میں سے پہلا حرف مدہ ہو اور دوسرا غیر مدغم۔ (۲) دو ساکن حرف ایک کلمہ میں ہوں اور اُن میں سے پہلا حرف غیر مدہ ہو اور دوسرا مدغم۔ (۳) دو ساکن حرف ایک کلمہ میں ہوں اور اُن میں سے پہلا حرف غیر مدہ ہو اور دوسرا غیر مدغم۔ (۴) دو ساکن حرف ایک کلمہ میں نہ ہوں؛ بلکہ دو کلموں میں ہوں، خواہ پہلا حرف مدہ ہو یا غیر مدہ، نیز خواہ دوسرا حرف مدغم ہو یا غیر مدغم۔

اجتماع ساکن علی غیر حدہ کی ان تمام صورتوں میں اجتماع ساکنین کو ختم کرنا ضروری ہے، اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہے تو اس کو حذف کرکے اجتماع ساکنین کو ختم کریں گے، اور اگر پہلا ساکن حرف غیر مدہ ہے تو دیکھیں گے: وہ واؤ ہے یا یاء؟ اگر واؤ ہے تو اجتماع ساکنین کو ختم کرنے کے لئے اُس کو ضمہ دیدیں گے، اور اگر یاء ہے تو اُس کو کسرہ دیدیں گے۔

نوٹ: تثنیہ اور جمع مؤنث کے وہ صیغے جن کے آخر میں "نون ثقیلہ" ہو؛ جیسے: لَیَدْعُوَانِّ، لَیَدْعُوْنَانِّ وغیرہ، اُن میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ اُن میں دو ساکن حرف (الف اور نون) دو کلموں میں ہوتے ہیں؛ اس لئے کہ "نون ثقیلہ" الگ کلمہ ہے: قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اُن میں اجتماع ساکنین کو ختم کرنے کے لئے الف کو حذف کردیا جاتا؛ مگر ایسا اس لئے نہیں کرتے کہ الف کو حذف کرنے کی صورت میں تثنیہ کا واحد کے صیغوں کے ساتھ التباس لازم آئے گا، اور جمع مؤنث میں پے در پے تین نون جمع ہوجائیں گے، اور یہ جائز نہیں، اس لئے ان میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہونے کے باوجود، الف کو حذف نہیں کیا جاتا۔ دیکھئے: غایۃ التحقیق (ص: ۴۵۴)، درایۃ النحو (ص: ۲۸۰)۔

سبق (۸۸)

بحث امر حاضر معروف: اُدْعُ [1]۔ اُدْعُوَا، اُدْعُوْا، اُدْعِیْ، اُدْعُوْنَ۔(۱)

بحث امر غائب ومتکلم معروف: لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا، لِیَدْعُوْا، لِتَدْعُ، لِتَدْعُوَا، لِیَدْعُوْنَ، لِاَدْعُ لِنَدْعُ۔

بحث امر مجہول: لِیُدْعَ، لِیُدْعَیَا، لِیُدْعَوْا، لِتُدْعَ، لِتُدْعَیَا، لِیُدْعَیْنَ، لِتُدْعَوْا، لِتُدْعَیْ لِتُدْعَیْنَ، لِاُدْعَ لِنُدْعَ۔(۲)

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: اُدْعُوَنَّ، اُدْعُوَانِّ، اُدْعُنَّ، اُدْعِنَّ، اُدْعُوْنَانِّ۔(۳)

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِیَدْعُوَنَّ، لِیَدْعُوَانِّ، لِیَدْعُنَّ، لِتَدْعُوَنَّ، لِتَدْعُوَانِّ، لِیَدْعُوْنَانِّ، لِاَدْعُوَنَّ، لِنَدْعُوَنَّ۔(۴)

مدہ: اُس حرفِ علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ماقبل کی حرکت اُس کے موافق ہو؛ جیسے: یَدْعُوْنَ کا واوَ، تَدْعِیْنَ کی یاء اور دَعَا کا الف۔

غیر مدہ: وہ حرفِ علت ساکن ہے جس کے ماقبل کی حرکت اُس کے موافق نہ ہو؛ جیسے: یُدْعَوْنَ کا واوَ اور تُدْعَیْنَ کی یاء۔

(۱) اُدْعُ میں "واوَ": سکونِ وقفی کی وجہ سے حذف ہوگیا، اس کے علاوہ امر کے دوسرے صیغے فعل مضارع سے اُسی طرح بنائے گئے ہیں جس طرح "صحیح" میں بنائے جاتے ہیں۔

(۲) اس بحث کے تمام صیغوں میں لَمْ یُدْعَ، لَمْ یُدْعَیَا۔۔۔۔۔۔ کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۳) اُدْعُ میں "نون ثقیلہ" لانے کے بعد، چوں کہ وقف باقی نہ رہا، اس لئے جو واوَ وقف کی وجہ سے حذف کیا گیا تھا، اس کو واپس لا کر، فتحہ دے دیا، اُدْعُوَنَّ ہوگیا۔ اور باقی تمام صیغوں میں حسبِ معمول [2] تغیرات کئے گئے ہیں۔

(۴) لِیَدْعُوَنَّ اور اس کے نظائر: لِتَدْعُوَنَّ لِاَدْعُوَنَّ، لِنَدْعُوَنَّ میں اُس واوَ کو واپس لا کر فتحہ دیدیا، جو عامل جازم: "لام امر" کی وجہ سے حذف ہوگیا تھا۔ باقی صیغے معمول کے مطابق ہیں۔

(۱) اُدْعُ: اصل میں اُدْعُوْ بروزن اُنْصُرْ تھا، واوَ وقف کی وجہ سے حذف ہوگیا، اُدْعُ ہوگیا؛ اس لئے کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ فعل مضارع کے آخر میں اگر حرفِ علت ہو، تو امر بناتے وقت اس کو حذف کر دیتے ہیں۔

(۲) یعنی جو تعلیل مضارع کے صیغوں میں کی گئی ہے، وہی ان صیغوں میں بھی کی گئی ہے۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِیُدْعَیَنَّ، لِیُدْعَیَانِّ، لِیُدْعَوُنَّ، لِتُدْعَیَنَّ، لِتُدْعَیَانِّ، لِیُدْعَیْنَانِّ، لِتُدْعَوُنَّ، لِتُدْعَیِنَّ، لِتُدْعَیْنَانِّ، لِاُدْعَیَنَّ لِنُدْعَیَنَّ۔(۱)

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: اُدْعُوَنْ، اُدْعُنْ، اُدْعِنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِیَدْعُوَنْ، لِیَدْعُنْ، لِتَدْعُوَنْ، لِاَدْعُوَنْ، لِنَدْعُوَنْ۔

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِیُدْعَیَنْ، لِیُدْعَوُنْ، لِتُدْعَیَنْ، لِتُدْعَوُنْ، لِتُدْعَیِنْ، لِاُدْعَیَنْ، لِنُدْعَیَنْ۔

سبق (۸۹)

بحث نہی معروف: لَا یَدْعُ، لَا یَدْعُوَا، لَا یَدْعُوْا، لَا تَدْعُ، لَا تَدْعُوَا، لَا یَدْعُوْنَ، لَا تَدْعُوْا، لَا تَدْعِیْ، لَا تَدْعُوْنَ، لَا اَدْعُ، لَا نَدْعُ۔(۲)

بحث نہی مجہول: لَا یُدْعَ، لَا یُدْعَیَا، لَا یُدْعَوْا، لَا تُدْعَ، لَا تُدْعَیَا، لَا یُدْعَیْنَ، لَا تُدْعَوْا، لَا تُدْعَیْ، لَا تُدْعَیْنَ، لَا اُدْعَ، لَا نُدْعَ۔(۳)

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَا یَدْعُوَنَّ، لَا یَدْعُوَانِّ، لَا یَدْعُنَّ، لَا تَدْعُوَنَّ، لَا تَدْعُوَانِّ، لَا یَدْعُوْنَانِّ، لَا تَدْعُنَّ، لَا تَدْعِنَّ، لَا تَدْعُوْنَانِّ، لَا اَدْعُوَنَّ، لَا نَدْعُوَنَّ۔

---

(۱) اس بحث کے تمام صیغے: مضارع مجہول بانون ثقیلہ کے صیغوں کی طرح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ اس کے شروع میں "لام امر" مکسور ہے، جب کہ مضارع کے شروع میں "لام تاکید" مفتوح ہے۔ لِیُدْعَیَنَّ اور اس کے نظائر: لِتُدْعَیَنَّ، لِاُدْعَیَنَّ، لِنُدْعَیَنَّ میں چوں کہ "نون ثقیلہ" کے آخر میں آجانے کی وجہ سے، جزم باقی نہیں رہا، اس لئے اُس یاء کو واپس لے آئے جو حذف شدہ الف کی اصل تھی؛ اس لئے کہ "نون ثقیلہ" اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے اور الف فتحہ کے قابل نہیں تھا۔ [1]

(۲) اس بحث کے تمام صیغوں میں لَمْ یَدْعُ۔۔۔ کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۳) اس بحث کے تمام صیغوں میں لَمْ یُدْعَ مجہول۔۔۔ کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۱) لہٰذا یہاں الف کو واپس لا کر کوئی فائدہ نہیں تھا، اس لئے یاء کو - جو کہ الف کی اصل تھی - واپس لا کر فتحہ دیدیا۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَایُدْعَیَنَّ، لَا یُدْعَیَانِّ، لَایُدْعَوُنَّ، لَا تُدْعَیَنَّ، لَا تُدْعَیَانِّ، لَایُدْعَیْنَانِّ، لَاتُدْعَوُنَّ، لَاتُدْعَیِنَّ، لَاتُدْعَیْنَانِّ، لَا اُدْعَیَنَّ، لَا نُدْعَیَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَایَدْعُوَنْ، لَایَدْعُنْ، لَاتَدْعُوَنْ، لَاتَدْعُنْ، لَاتَدْعِنْ، لَا اَدْعُوَنْ، لَا نَدْعُوَنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَایُدْعَیَنْ، لَا یُدْعَوُنْ، لَا تُدْعَیَنْ، لَا تُدْعَوُنْ، لَاتُدْعَیِنْ، لَا اُدْعَیَنْ، لَا نُدْعَیَنْ۔

بحث اسم فاعل: دَاعٍ،[1] دَاعِیَانِ، دَاعُوْنَ،[2] دَاعِیَۃٌ، دَاعِیَتَانِ، دَاعِیَاتٌ۔(۱)

---

(۱) اس بحث کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۱۱)[3] کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، اور دَاعٍ میں قاعدہ (۱۰)[4] کے مطابق اُس یاء کو ساکن کرکے، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ اگر اس صیغے پر "الف لام" آجائے، یا اضافت کی وجہ سے اس پر تنوین نہ آئے، تو ان دونوں صورتوں میں یاء کو صرف ساکن کرنے پر اکتفاء کریں گے، حذف نہیں کریں گے؛ جیسے: اَلدَّاعِیْ اور دَاعِیْکُمْ۔ اور بعض جگہ الدَّاعِ یاء کے حذف کے ساتھ بھی آیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: {یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ} میں۔ یہ مذکورہ حکم حالت رفعی اور حالت جری کا ہے، اور حالت نصبی میں ــ خواہ اُس پر تنوین ہو، یا "الف لام" اوراضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو ــ یاء کو باقی رکھنے کے ساتھ دَاعِیًا، الدَّاعِیَ اور دَاعِیَکُمْ کہیں گے۔

(۱) دَاعٍ: اصل میں دَاعِوٌ بروزن نَاصِرٌ تھا، واؤ کسرہ کے بعد حقیقۃً طرف میں واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱۱) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، دَاعِیٌ ہوگیا، پھر کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر، قاعدہ (۲۵) کے مطابق یاء کو ساکن کردیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، دَاعٍ ہوگیا۔

(۲) دَاعُوْنَ: اصل میں دَاعِوُوْنَ بروزن نَاصِرُوْنَ تھا، واؤ کسرہ کے بعد حکماً طرف میں واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱۱) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل دیا، دَاعِیُوْنَ ہوگیا، پھر یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اُس کے بعد واؤ ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، دَاعُیْوْنَ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، دَاعُوْوْنَ ہوگیا، واؤ لام کلمہ اور واؤ علامتِ فاعل دو ساکن جمع ہوگئے، اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے واؤ کو حذف کردیا، دَاعُوْنَ ہوگیا۔

(۳) اس بحث میں قاعدہ (۲۰) بھی جاری ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ یہاں تمام صیغوں میں واؤ چوتھا حرف ہے اور ضمہ اور واؤ ساکن کے بعد نہیں ہے۔

(۴) یہاں مصنف سے تسامح ہوا ہے، کیوں کہ قاعدہ (۱۰) کسی بھی صورت سے یہاں جاری نہیں ہوسکتا؛ بلکہ یہاں قاعدہ (۲۵) جاری ہوا ہے، جیسا کہ ابھی اوپر دَاعٍ کی تعلیل میں بیان کیا گیا۔

بحث اسم مفعول: مَدْعُوٌّ[1] مَدْعُوَّانِ، مَدْعُوُّوْنَ، مَدْعُوَّۃٌ، مَدْعُوَّتَانِ، مَدْعُوَّاتٌ۔(۱)

سبق (۹۰)

باب ضَرَبَ سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: الرَّمْیُ: تیر پھینکنا۔

صرف صغیر: رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا، فھو رَامٍ، ورُمِیَ یُرْمٰی رَمْیًا، فھو مَرْمِیٌّ، الامر منہ: اِرْمِ، والنھی عنہ: لَاتَرْمِ، الظرف منہ: مَرْمًی، والاٰلۃ منہ: مِرْمًی ومِرْمَاۃٌ ومِرْمَاءٌ، وتثنیتھما: مَرْمَیَانِ ومِرْمَیَانِ ومِرْمَاتَانِ ومِرْمَاءَ انِ، والجمع منھما: مَرَامٍ و مَرَامِیُّ، افعل التفضیل منہ: اَرْمٰی، والمؤنث منہ: رُمْیٰی، وتثنیتھما: اَرْمَیَانِ ورُمْیَیَانِ، والجمع منھما: اَرْمَوْنَ واَرَامٍ ورُمًی ورُمْیَیَاتٌ (۲)

---

(۱) اس بحث کے تمام صیغوں میں "واوِ مفعول" کا، لام کلمہ واؤ میں ادغام کیا گیا ہے۔

(۲) مضارع کا عین کلمہ مکسور ہونے کے باوجود، اِس باب سے اسم ظرف عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ مَفْعَل کے وزن پر آتا ہے؛ اُس قاعدہ کے مطابق جو ہم نے پیچھے لکھا ہے کہ: "اسم ظرف ناقص سے مطلقاً عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے"۔ مَرْمًی[2] اسم ظرف اور اسی طرح مِرْمًی اسم آلہ میں قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل کر، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، الف کو حذف کردیا ہے۔ اور جب "الف لام" یا اضافت کی وجہ سے اِن پر تنوین نہ آئے، تو اس صورت میں وہ الف باقی رہے گا، حذف نہیں کیا جائے گا؛[3] جیسے: اَلْمَرْمٰی، مَرْمَاکُمْ۔

اسم ظرف کی جمع: مَرَامٍ[4] اور اسم تفضیل کی جمع: اَرَامٍ میں ــ جو کہ اصل میں مَرَامِیُ اور اَرَامِیُ

(۱) مَدْعُوٌّ: اصل میں مَدْعُوْوٌ بروزنِ مَنْصُوْرٌ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہوگئے؛ لہٰذا پہلے واؤ کا دوسرے واؤ میں ادغام کردیا گیا، مَدْعُوٌّ ہوگیا۔

(۲) مَرْمًی: اصل میں مَرْمَیٌ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، مَرْمَاٌ ہوگیا، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، مَرْمًی ہوگیا۔ یہی تعلیل مِرْمًی اسم آلہ اور رُمًی اسم تفضیل جمع مؤنث میں ہوگی۔

(۳) کیوں کہ اس صورت میں دو ساکن جمع نہیں ہوں گے۔

(۴) مَرَامٍ اور اَرَامٍ میں جَوَارٍ کی طرح تعلیل ہوگی، جوارٍ کی تعلیل کے لئے دیکھئے: ص ۸۳

بحث اثبات فعل ماضی معروف: رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا، رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنَ، رَمَیْتَ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُمْ، رَمَیْتِ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُنَّ، رَمَیْتُ رَمَیْنَا۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا، رُمِیَتْ، رُمِیَتَا رُمِیْنَ، رُمِیْتَ رُمِیْتُمَا رُمِیْتُمْ، رُمِیْتِ رُمِیْتُمَا رُمِیْتُنَّ، رُمِیْتُ رُمِیْنَا۔(۲)

بحث اثبات فعل مضارع معروف: یَرْمِیْ یَرْمِیَانِ یَرْمُوْنَ، تَرْمِیْ تَرْمِیَانِ یَرْمِیْنَ، تَرْمُوْنَ، تَرْمِیْنَ تَرْمِیْنَ، أَرْمِیْ نَرْمِیْ۔(۳)

تھے۔ قاعدہ(۲۵) جاری کیا گیا، تو یہ مَرَامٌ اور آرَامٌ ہوگئے، أَرْمٰی [1] اسم تفضیل میں قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا۔ رُمْیٰی اسم تفضیل مؤنث، دونوں تثنیہ: أَرْمَیَانِ اور رُمْیَیَانِ اور جمع مؤنث سالم: رُمْیَیَاتٌ اپنی اصل پر ہیں۔ اور رُمْیٰی کی جمع تکسیر: رُمًی میں قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل کر، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، الف کو حذف کردیا ہے۔

(۱) رَمٰی، رَمَوْا، [2] رَمَتْ اور رَمَتَا میں قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، پھر چوں کہ رَمَوْا میں الف اور واؤ، اور رَمَتْ، رَمَتَا میں الف اور "تائے تانیث" دو ساکن جمع ہوگئے، اس لئے الف کو حذف کردیا۔ اِن چاروں صیغوں کے علاوہ اس بحث کے باقی تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں۔

(۲) رُمُوْا [3] میں قاعدہ(۱۰) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، اس کے علاوہ اس بحث کے باقی تمام صیغوں میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

(۳) یَرْمِیْ، [4] تَرْمِیْ، أَرْمِیْ اور نَرْمِیْ میں قاعدہ(۱۰) کے مطابق یاء کو ساکن کردیا، اور

---

(۱) أَرْمٰی: اصل میں أَرْمَیُ بروزن أَضْرَبُ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح: لہٰذا قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، أَرْمٰی ہوگیا۔

(۲) رَمَوْا: اصل میں رَمَیُوْا بروزن ضَرَبُوْا تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح: لہٰذا قاعدہ(۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، رَمَاوْا ہوگیا، الف اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے: اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کردیا، رَمَوْا ہوگیا۔ یہی تعلیل رَمَتْ اور رَمَتَا میں ہوئی ہے۔

(۳) رُمُوْا: میں وہی تعلیل ہوگی جو یَرْمُوْنَ میں ہوئی ہے، یَرْمُوْنَ کی تعلیل قاعدہ(۱۰) کے تحت حاشیہ میں گذر چکی ہے، دیکھئے: (ص:۷۷)

(۴) یَرْمِیْ کی پوری تعلیل بھی قاعدہ(۱۰) کے تحت حاشیہ میں گذر چکی ہے، اور وہیں یَرْمُوْنَ کی تعلیل بھی لکھی جاچکی ہے۔

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: یُرْمٰی یُرْمَیَانِ یُرْمَوْنَ، تُرْمٰی تُرْمَیَانِ یُرْمَیْنَ، تُرْمَوْنَ، تُرْمَیْنَ تُرْمَیْنَ، أُرْمٰی نُرْمٰی۔(۱)

سبق (۹۱)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ یَرْمِیَ لَنْ یَرْمِیَا لَنْ یَرْمُوْا، لَنْ تَرْمِیَ لَنْ تَرْمِیَا لَنْ یَرْمِیْنَ، لَنْ تَرْمُوْا، لَنْ تَرْمِیْ لَنْ تَرْمِیْنَ، لَنْ أَرْمِیَ لَنْ نَرْمِیَ۔(۲)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ یُرْمٰی لَنْ یُرْمَیَا لَنْ یُرْمَوْا، لَنْ تُرْمٰی لَنْ تُرْمَیَا لَنْ یُرْمَیْنَ، لَنْ تُرْمَوْا، لَنْ تُرْمَیْ لَنْ تُرْمَیْنَ، لَنْ أُرْمٰی لَنْ نُرْمٰی۔(۳)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ یَرْمِ [1] لَمْ یَرْمِیَا لَمْ یَرْمُوْا، لَمْ تَرْمِ لَمْ تَرْمِیَا

یَرْمُوْنَ، تَرْمُوْنَ اور تَرْمِیْنَ میں قاعدہ(۱۰) کے مطابق یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ باقی صیغے: (یعنی تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغے) اپنی اصل پر ہیں۔

اس بحث میں واحد مؤنث حاضر کا صیغہ، یاء کو حذف کرنے کے بعد، صورۃً جمع مؤنث حاضر کے صیغے: (یعنی تَرْمِیْنَ) کی طرح ہوگیا ہے۔ [2]

(۱) اس بحث میں تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغے اپنی اصل پر ہیں، اور باقی صیغوں میں یاء کو قاعدہ(۷) کے مطابق الف سے بدل دیا، پھر وہ الف اجتماع ساکنین کے مواقع: یعنی یُرْمَوْنَ [3] جمع مذکر غائب، تُرْمَوْنَ جمع مذکر حاضر اور تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں حذف ہوگیا۔

(۲) اس بحث میں "لَنْ" کے عمل کے علاوہ کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

(۳) لَنْ یُرْمٰی، لَنْ تُرْمٰی، لَنْ أُرْمٰی اور لَنْ نُرْمٰی میں، آخر میں الف ہونے کی وجہ سے "لَنْ" کا عمل ظاہر نہیں ہوسکا، اس کے علاوہ اس بحث کے کسی بھی صیغے میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

---

(۱) لَمْ یَرْمِ: اصل میں لَمْ یَرْمِیْ بروزن لَمْ یَضْرِبْ تھا، یاء "لَمْ" حرف جازم کی وجہ سے حذف ہوگئی، لَمْ یَرْمِ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَمْ تَرْمِ، لَمْ أَرْمِ اور لَمْ نَرْمِ میں ہوئی ہے۔

(۲) مگر اس اعتبار سے دونوں میں فرق ہے کہ تَرْمِیْنَ جمع مؤنث حاضر اپنی اصل پر ہے، جب کہ تَرْمِیْنَ واحد مؤنث حاضر میں تعلیل ہوئی ہے۔ تَرْمِیْنَ کی تعلیل گذر چکی ہے، دیکھئے: ص:۷۷

(۳) یُرْمَوْنَ، تُرْمَوْنَ اور تُرْمَیْنَ میں وہی تعلیل ہوگی جو رَمَوْا میں ہوئی ہے۔

لَمْ یَرْمِیْنَ، لَمْ تَرْمُوْا، لَمْ تَرْمِیْ لَمْ تَرْمِیْنَ، لَمْ أَرْمِ لَمْ نَرْمِ۔ (۱)

بحث نفی حجد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا لَمْ یُرْمَوْا، لَمْ تُرْمَ لَمْ تُرْمَیَا لَمْ یُرْمَیْنَ، لَمْ تُرْمَوْا، لَمْ تُرْمَیْ لَمْ تُرْمَیْنَ، لَمْ أُرْمَ لَمْ نُرْمَ۔ (۲)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَیَرْمِیَنَّ لَیَرْمِیَانِّ لَیَرْمُنَّ[1] لَتَرْمِیَنَّ لَتَرْمِیَانِّ لَیَرْمِیْنَانِّ، لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ[2] لَتَرْمِیْنَانِّ، لَأَرْمِیَنَّ لَنَرْمِیَنَّ۔ (۳)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُرْمَیَنَّ لَیُرْمَیَانِّ لَیُرْمَوُنَّ[3]

---

(۱) اس بحث میں مواقعِ جزم: لَمْ یَرْمِ، لَمْ تَرْمِ، لَمْ أَرْمِ، لَمْ نَرْمِ میں یاء حذف ہوگئی، اور باقی صیغوں میں "لَمْ" کا عمل اسی طرح ظاہر ہوا ہے، جس طرح صحیح میں ہوتا ہے۔

(۲) اس بحث کا حال معروف کی بحث کے مانند ہے۔

(۳) یہ پوری گردان لَیَضْرِبَنَّ . . . کے طرز پر ہے۔ تعلیل[4] کے بعد مضارع کی جو شکل رہ گئی تھی اس میں "نون ثقیلہ" کی وجہ سے اُسی طرح کے تغیرات ہوئے ہیں، جس طرح کے صحیح میں ہوتے ہیں۔

---

(۱) لَیَرْمُنَّ: اصل میں لَیَرْمِیُوْنَنَّ تھا، یاء کسرہ کے بعد ہے اور اس کے بعد واؤ ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد، یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی، لَیَرْمُیْوْنَنَّ ہوگیا، پھر قاعدہ (۳) کے مطابق یاء کو واؤ سے بدل دیا، لَیَرْمُوْوْنَنَّ ہوگیا، واؤ جو یاء کے بدلے میں آیا ہے، واؤ ضمیر اور نون تین ساکن جمع ہوگئے؛ چوں کہ دونوں واؤ مدہ ہیں، اس لئے دونوں واؤں کو حذف کردیا، لَیَرْمُنَّ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَتَرْمُنَّ میں ہوئی ہے۔

(۲) لَتَرْمِنَّ: اصل میں لَتَرْمِیِیْنَنَّ تھا، یاء کسرہ کے بعد ہے اور اس کے پھر دوسری یاء ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق یاء کو ساکن کردیا، لَتَرْمِیْیْنَنَّ ہوگیا، یاء لام کلمہ، یاء ضمیر اور نون تین ساکن جمع ہوگئے، چوں کہ دونوں یاء مدہ ہیں، اس لئے دونوں یاؤں کو حذف کردیا، لَتَرْمِنَّ ہوگیا۔

(۳) لَیُرْمَوُنَّ: اصل میں لَیُرْمَیُوْنَنَّ تھا، یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، لَیُرْمَاوْنَنَّ ہوگیا، الف مدہ اور واؤ ضمیر دو ساکن جمع ہوگئے: لہٰذا الف مدہ کو حذف کردیا، لَیُرْمَوْنَنَّ ہوگیا، پھر واؤ غیر مدہ اور نون دو ساکن جمع ہوگئے؛ لہٰذا واؤ غیر مدہ کو ضمہ دیدیا، لَیُرْمَوُنَّ ہوگیا۔ یہی تعلیل لَتُرْمَوُنَّ اور لَتُرْمَیِنَّ میں ہوئی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ لَتُرْمَیِنَّ میں الف کو حذف کرنے کے بعد، یاء کے غیر مدہ ہونے کی وجہ سے اُس کو کسرہ دیا گیا ہے۔

(۴) یہ ماقبل کی وضاحت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ لَیَضْرِبَنَّ کے طرز پر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لَیَرْمِیَنَّ میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ "نون ثقیلہ" آخر میں آنے سے پہلے مضارع میں جو تعلیل ہوئی تھی وہ تو باقی رہی؛ مگر اُن تغیرات کے علاوہ جو "نون ثقیلہ" کی وجہ سے صحیح میں بھی ہوتے ہیں، یہاں "نون ثقیلہ" کی وجہ سے کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

لَتُرْمَیَنَّ لَتُرْمَیَانِّ لَیُرْمَیْنَانِّ، لَتُرْمَوُنَّ، لَتُرْمَیِنَّ لَتُرْمَیْنَانِّ، لَأُرْمَیَنَّ لَنُرْمَیَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَیَرْمِیَنْ لَیَرْمُنْ، لَتَرْمِیَنْ لَتَرْمُنْ، لَتَرْمِنْ، لَأَرْمِیَنْ لَنَرْمِیَنْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُرْمَیَنْ لَیُرْمَوُنْ، لَتُرْمَیَنْ لَتُرْمَوُنْ لَتُرْمَیِنْ، لَأُرْمَیَنْ لَنُرْمَیَنْ۔

سبق (۹۲)

بحث امر حاضر معروف: اِرْمِ، اِرْمِیَا، اِرْمُوْا، اِرْمِیْ، اِرْمِیْنَ۔ (۱)

بحث امر غائب و متکلم معروف: لِیَرْمِ، لِیَرْمِیَا، لِیَرْمُوْا، لِتَرْمِ، لِتَرْمِیَا، لِیَرْمِیْنَ، لِأَرْمِ، لِنَرْمِ۔

بحث امر مجہول: لِیُرْمَ، لِیُرْمَیَا، لِیُرْمَوْا، لِتُرْمَ، لِتُرْمَیَا، لِیُرْمَیْنَ، لِتُرْمَوْا، لِتُرْمَیْ، لِتُرْمَیْنَ لِأُرْمَ، لِنُرْمَ۔ (۲)

---

(۱) اس بحث کے صیغہ واحد مذکر حاضر: اِرْمِ[1] میں یاء وقف کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے، اور باقی صیغے مضارع سے حسبِ دستور بنائے گئے ہیں۔

سوال: جب اِرْمُوْا کو تَرْمُوْنَ سے بنایا، اور علامتِ مضارع کو حذف کرنے کے بعد، مابعد کے ساکن ہونے کی وجہ سے شروع میں "ہمزۂ وصل" لائے، تو چاہیے کہ تھا کہ "ہمزۂ وصل مضموم" لاتے؛ کیوں کہ یہاں عین کلمہ مضموم ہے؟

جواب: اگرچہ تَرْمُوْنَ میں فی الحال عین کلمہ مضموم ہے؛ مگر اصل میں (مضموم نہیں؛ بلکہ) مکسور ہے، اس لئے کہ اس کی اصل تَرْمِیُوْنَ ہے، اور امر میں "ہمزۂ وصل" اصل کی حرکت کے اعتبار سے لاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اُدْعِیْ میں جو کہ تَدْعِیْنَ سے بنا ہے، "ہمزۂ وصل مضموم" لائے ہیں۔[2]

(۲) یہ پوری گردان لَمْ یُرْمَ، لَمْ یُرْمَیَا ــــــ کے طرز پر ہے۔

جب امر اور نہی میں "نون ثقیلہ" اور "نون خفیفہ" آتے ہیں، تو (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث

---

(۱) اِرْمِ: اصل میں اِرْمِیْ بروزن اِضْرِبْ تھا، یاء وقف کی وجہ سے حذف ہوگئی، اِرْمِ ہوگیا۔

(۲) کیوں کہ تَدْعِیْنَ کی اصل: تَدْعُوِیْنَ میں عین کلمہ مضموم ہے۔

بحث امر حاضر معروف با نون ثقیلہ: اِرْمِيَنَّ، اِرْمِيَانِّ، اِرْمُنَّ، اِرْمِنَّ، اِرْمِينَانِّ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ: لِيَرْمِيَنَّ، لِيَرْمِيَانِّ، لِيَرْمُنَّ، لِتَرْمِيَنَّ، لِتَرْمِيَانِّ، لِيَرْمِينَانِّ، لِاَرْمِيَنَّ، لِنَرْمِيَنَّ۔

بحث امر مجہول با نون ثقیلہ: لِيُرْمَيَنَّ، لِيُرْمَيَانِّ، لِيُرْمَوُنَّ، لِتُرْمَيَنَّ، لِتُرْمَيَانِّ، لِيُرْمَيْنَانِّ، لِتُرْمَوُنَّ، لِتُرْمَيِنَّ، لِتُرْمَيْنَانِّ، لِاُرْمَيَنَّ، لِنُرْمَيَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف با نون خفیفہ: اِرْمِيَنْ، اِرْمُنْ، اِرْمِنْ۔

بحث امر غائب و متکلم معروف با نون خفیفہ: لِيَرْمِيَنْ، لِيَرْمُنْ، لِتَرْمِيَنْ، لِاَرْمِيَنْ، لِنَرْمِيَنْ۔

بحث امر مجہول با نون خفیفہ: لِيُرْمَيَنْ، لِيُرْمَوُنْ، لِتُرْمَيَنْ، لِتُرْمَوُنْ، لِتُرْمَيِنْ، لِاُرْمَيَنْ، لِنُرْمَيَنْ۔

سبق (۹۳)

بحث نہی معروف: لَايَرْمِ، لَايَرْمِيَا، لَايَرْمُوْا، لَاتَرْمِ، لَاتَرْمِيَا، لَايَرْمِيْنَ، لَاتَرْمُوْا، لَاتَرْمِيْ، لَاتَرْمِيْنَ، لَااَرْمِ، لَانَرْمِ۔

بحث نہی مجہول: لَايُرْمَ، لَايُرْمَيَا، لَايُرْمَوْا، لَاتُرْمَ، لَاتُرْمَيَا، لَايُرْمَيْنَ، لَاتُرْمَوْا، لَاتُرْمَيْ، لَاتُرْمَيْنَ، لَااُرْمَ، لَانُرْمَ۔

بحث نہی معروف با نون ثقیلہ: لَايَرْمِيَنَّ، لَايَرْمِيَانِّ، لَايَرْمُنَّ، لَاتَرْمِيَنَّ، لَاتَرْمِيَانِّ، لَايَرْمِينَانِّ، لَاتَرْمُنَّ، لَاتَرْمِنَّ، لَاتَرْمِينَانِّ، لَااَرْمِيَنَّ، لَانَرْمِيَنَّ۔

بحث نہی مجہول با نون ثقیلہ: لَايُرْمَيَنَّ، لَايُرْمَيَانِّ، لَايُرْمَوُنَّ، لَاتُرْمَيَنَّ، لَاتُرْمَيَانِّ، لَايُرْمَيْنَانِّ، لَاتُرْمَوُنَّ، لَاتُرْمَيِنَّ، لَاتُرْمَيْنَانِّ، لَااُرْمَيَنَّ، لَانُرْمَيَنَّ۔

غائب و مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم میں) حذف کئے ہوئے حرف علت کو واپس لا کر، فتحہ دیدیتے ہیں۔ اور باقی صیغوں میں "نون ثقیلہ" اور "نون خفیفہ" کی وجہ سے جو تغیر فعلِ صحیح میں ہوتا ہے، اُس کے علاوہ یہاں کوئی مزید تغیر نہیں ہوتا۔

بحث نہی معروف با نون خفیفہ: لَايَرْمِيَنْ، لَايَرْمُنْ، لَاتَرْمِيَنْ، لَاتَرْمُنْ، لَاتَرْمِنْ، لَااَرْمِيَنْ، لَانَرْمِيَنْ۔

بحث نہی مجہول با نون خفیفہ: لَايُرْمَيَنْ، لَايُرْمَوُنْ، لَاتُرْمَيَنْ، لَاتُرْمَوُنْ، لَاتُرْمَيِنْ، لَااُرْمَيَنْ، لَانُرْمَيَنْ۔

بحث اسم فاعل: رَامٍ،(1) رَامِيَانِ، رَامُوْنَ،(2) رَامِيَةٌ، رَامِيَتَانِ، رَامِيَاتٌ۔ (۱)

بحث اسم مفعول: مَرْمِيٌّ،(3) مَرْمِيَّانِ، مَرْمِيُّوْنَ، مَرْمِيَّةٌ، مَرْمِيَّتَانِ، مَرْمِيَّاتٌ۔ (۲)

سبق (۹۴)

باب سَمِعَ سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: الرِّضٰى و الرِّضْوَانُ: خوش ہونا، پسند کرنا۔

صرف صغیر: رَضِيَ يَرْضٰى رِضًى و رِضْوَانًا، فهو رَاضٍ، و رُضِيَ يُرْضٰى رِضًى و رِضْوَانًا، فهو مَرْضِيٌّ، الامر منه: اِرْضَ، والنهي عنه: لَاتَرْضَ، الظرف منه: مَرْضًى، والآلة منه: مِرْضًى و مِرْضَاةٌ و مِرْضَاءٌ، وتثنيتهما: مَرْضَيَانِ و مِرْضَيَانِ و مِرْضَاتَانِ و مِرْضَاءَانِ، والجمع منهما: مَرَاضٍ و مَرَاضِيُّ، افعل التفضيل منه: اَرْضٰى، والمؤنث منه: رُضْيٰى، و

---

(۱) رَامٍ: میں یاء کو ساکن کرکے، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ اور رَامُوْنَ میں یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، یاء کو واؤ سے بدلا، پھر واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ ان کے علاوہ باقی کسی صیغہ میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

(۲) اس بحث کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۱۴) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدلنے کے بعد، یاء کا یاء میں ادغام کرکے، ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا گیا ہے۔

(1) رَامٍ: اصل میں رَامِيٌ بروزنِ ضَارِبٌ تھا، کسرہ کے بعد یاء پر ضمہ دشوار سمجھ کر، قاعدہ (۲۵) کے مطابق یاء کو ساکن کردیا، رَامِيْنْ ہوگیا، یاء اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے: اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، رَامٍ ہوگیا۔

(2) رَامُوْنَ: میں وہی تعلیل ہوگی جو يَرْمُوْنَ میں ہوئی ہے، يَرْمُوْنَ کی پوری تعلیل قاعدہ (۱۰) کے تحت حاشیہ میں گذر چکی ہے، دیکھئے: (ص: ۷۷)

(3) مَرْمِيٌّ کی پوری تعلیل قاعدہ (۱۴) کے تحت حاشیہ میں گذر چکی ہے، وہی تعلیل اس بحث کے باقی تمام صیغوں میں ہوئی ہے۔

تثنیتھما: اَرْضَیَانِ ورُضْیَیَانِ، والجمع منھما: اَرْضَوْنَ واَرَاضٍ ورُضًی ورُضْیَاتٌ۔(۱)

بابِ سَمِعَ سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْخَشْیَۃُ: ڈرنا۔

صرفِ صغیر: خَشِیَ یَخْشٰی خَشْیَۃً، فھو خَاشٍ، وخُشِیَ یُخْشٰی خَشْیَۃً، فھو مَخْشِیٌّ الامر منہ: اِخْشَ، والنھی عنہ: لَاتَخْشَ، الظرف منہ: مَخْشًی، والآلۃ منہ: مِخْشًی ومِخْشَاۃٌ ومِخْشَاءٌ، وتثنیتھما: مَخْشَیَانِ ومِخْشَیَانِ ومِخْشَاتَانِ ومِخْشَاءَ انِ، والجمع منھما: مَخَاشٍ ومَخَاشِیُّ، افعل التفضیل منہ: اَخْشٰی، والمؤنث منہ: خُشْیٰی، وتثنیتھما: اَخْشَیَانِ وخُشْیَیَانِ، والجمع منھما: اَخْشَوْنَ واَخَاشٍ وخُشًی وخُشْیَیَاتٌ۔(۲)

---

(۱) اس باب کے معروف کے تمام صیغوں میں بھی دُعِيَ یُدْعٰی مجہول کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

[۱] اس باب کے صیغوں کی تمام تعلیلیں "بابِ دَعَا یَدْعُوْ" کے صیغوں کی طرح ہیں، سوائے مَرْضِیٌّ اسم مفعول کے، جو کہ اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا، کہ اس میں خلافِ قیاس "دِلِیٌّ" کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔[۲] سمجھ کر تمام بحثوں کی صرف کبیر کر لی جائے۔

(۲) اس بحث کے افعال کی تعلیلیں "رَمٰی یَرْمِی" کے مجہول کے طرز پر ہیں، [۳] اور صرفِ صغیر کے باقی صیغے: "رَمٰی یَرْمِیْ" کی صرفِ صغیر کی طرح ہیں۔

---

(۱) یعنی اس باب کے ماضی معروف: رَضِيَ اور ماضی مجہول: رُضِيَ میں وہ تعلیل ہوگی جو "دُعِيَ" ماضی مجہول میں ہوئی ہے، اور مضارع معروف: یَرْضٰی اور مضارع مجہول: یُرْضٰی میں وہ تعلیل ہوگی جو "یُدْعٰی" مضارع مجہول میں ہوئی ہے۔ دیکھئے: دُعِيَ کی تعلیل کے لئے: (ص:۷۸) اور یُدْعٰی کی تعلیل کے لئے: (ص:۱۱۰)

(۲) یہاں خلافِ قیاس "دِلِیٌّ" کا قاعدہ جاری کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ ماقبل میں (ص:۸۴) پر حاشیہ میں "شذا العرف" اور "النحو الوافی" کے حوالہ سے یہ قاعدہ گذر چکا ہے کہ "ہر وہ واوَ جو ایسے اسم مفعول کا لام کلمہ ہو جس کی ماضی "فَعِلَ" کے وزن پر ہو، اُس کو یاء سے بدل دیتے ہیں، پھر بقاعدہ "سَیِّدٌ" اسم مفعول کے "واوَ" کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں، اس کے بعد یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔ مَرْضِیٌّ میں یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔ دیکھئے: مَرْضِیٌّ کی پوری تعلیل کے لئے ص:۸۴

(۳) یعنی جس طرح دُعِيَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے، اسی طرح خَشِيَ ماضی معروف اور خُشِيَ ماضی مجہول بھی اپنی اصل پر ہیں، اور جو تعلیل یُرْمٰی مضارع مجہول میں ہوئی ہے، وہی تعلیل یَخْشٰی مضارع معروف اور یُخْشٰی مضارع مجہول میں ہوگی۔

سبق (۹۵)

بابِ ضَرَبَ سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: الوِقَایَۃُ: حفاظت کرنا۔

صرفِ صغیر: وَقٰی [۱] یَقِیْ [۲] وِقَایَۃً، فھو وَاقٍ، ووُقِيَ یُوْقٰی وِقَایَۃً، فھو مَوْقِیٌّ، الامر منہ: قِ، [۳] والنھی عنہ: لَاتَقِ، الظرف منہ: مَوْقًی، والآلۃ منہ: مِیْقًی [۴] ومِیْقَاۃٌ ومِیْقَاءٌ [۵] وتثنیتھما: مَوْقَیَانِ ومِیْقَیَانِ ومِیْقَاتَانِ ومِیْقَاءَ انِ، والجمع منھما: مَوَاقٍ ومَوَاقِیُّ، افعل التفضیل منہ: اَوْقٰی، والمؤنث منہ: وُقْیٰی، وتثنیتھما: اَوْقَیَانِ ووُقْیَیَان، والجمع منھما: اَوْقَوْنَ واَوَاقٍ ووُقًی ووُقْیَیَاتٌ۔(۱)

---

(۱) اس باب کے فاکلمہ میں "مثال" کے قواعد، اور لام کلمہ میں "ناقص" کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

---

(۱) مضارع معروف: یَقِیْ، امر حاضر معروف: قِ اور اسم آلہ کے واحد و تثنیہ کے صیغوں کے علاوہ، اس باب کے باقی تمام صیغوں میں رَمٰی یَرْمِیْ . . . کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۲) یَقِیْ: اصل میں یَوْقِيُ بروزن یَضْرِبُ تھا، واوَ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۱) کے مطابق واوَ کو حذف کر دیا، یَقِيُ ہو گیا، یاء صیغہ واحد مذکر غائب میں فعل کے لام کلمہ کی جگہ، کسرہ کے بعد واقع ہوئی؛ لہٰذا قاعدہ (۱۰) کے مطابق یاء کو ساکن کر دیا، یَقِیْ ہو گیا۔

(۳) قِ: اصل میں اِوْقِيْ بروزن اِضْرِبْ تھا، واوَ جو فعل مضارع معروف میں علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا، باب کی موافقت کے لئے اس کو یہاں بھی حذف کر دیا، اِقِيْ ہو گیا، ابتدا بالسکون کے ختم ہو جانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا، قِيْ ہو گیا، پھر وقف کی وجہ سے یاء کو بھی حذف کر دیا، قِ ہو گیا۔

(۴) مِیْقًی: اصل میں مِوْقَيٌ بروزن مِضْرَبٌ تھا، واوَ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق واوَ کو یاء سے بدل دیا، مِیْقَيٌ ہو گیا، پھر یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، مِیْقَاٌ ہو گیا، الف اور تنوین دو ساکن جمع ہو گئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا، مِیْقًی ہو گیا۔ یہی تعلیل مِیْقَاۃٌ میں ہوئی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں الف کو حذف نہیں کیا گیا؛ کیوں کہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہوا۔

(۵) مِیْقَاءٌ: اصل میں مِوْقَايٌ بروزن مِنْصَارٌ تھا، واوَ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہوا؛ لہٰذا قاعدہ (۳) کے مطابق واوَ کو یاء سے بدل دیا، مِیْقَايٌ ہو گیا، یاء "الف زائدہ" کے بعد طرف میں واقع ہوئی؛ لہٰذا قاعدہ (۱۹) کے مطابق یاء کو ہمزہ سے بدل دیا، مِیْقَاءٌ ہو گیا۔

بحث اثبات فعل ماضی معروف: وَقٰى، وَقَيَا، وَقَوْا، وَقَتْ، وَقَتَا، وَقَيْنَ، وَقَيْتَ، وَقَيْتُمَا، وَقَيْتُمْ، وَقَيْتِ، وَقَيْتُنَّ، وَقَيْتُ، وَقَيْنَا۔(۱)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: وُقِيَ، وُقِيَا، وُقُوْا، وُقِيَتْ، وُقِيَتَا، وُقِيْنَ، وُقِيْتَ، وُقِيْتُمَا، وُقِيْتُمْ، وُقِيْتِ، وُقِيْتُنَّ، وُقِيْتُ، وُقِيْنَا۔(۲)

بحث اثبات فعل مضارع معروف: يَقِيْ، يَقِيَانِ، يَقُوْنَ، تَقِيْ، تَقِيَانِ، يَقِيْنَ، تَقُوْنَ، تَقِيْنَ، تَقِيْنَ، اَقِيْ، نَقِيْ۔(۳)

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: يُوْقٰى، يُوْقَيَانِ، يُوْقَوْنَ، تُوْقٰى، تُوْقَيَانِ، يُوْقَيْنَ، تُوْقَوْنَ، تُوْقَيْنَ، تُوْقَيْنَ، اُوْقٰى، نُوْقٰى۔

سبق (۹۶)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ يَقِيَ، لَنْ يَقِيَا، لَنْ يَقُوْا، لَنْ تَقِيَ، لَنْ تَقِيَا، لَنْ يَقِيْنَ، لَنْ تَقُوْا، لَنْ تَقِيْ، لَنْ تَقِيْنَ، لَنْ اَقِيَ، لَنْ نَقِيَ۔(۴)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ يُوْقٰى، لَنْ يُوْقَيَا، لَنْ يُوْقَوْا، لَنْ تُوْقٰى، لَنْ تُوْقَيَا، لَنْ يُوْقَيْنَ، لَنْ تُوْقَوْا، لَنْ تُوْقَيْ، لَنْ تُوْقَيْنَ، لَنْ اُوْقٰى، لَنْ نُوْقٰى۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ يَقِ، لَمْ يَقِيَا، لَمْ يَقُوْا، لَمْ تَقِ، لَمْ تَقِيَا لَمْ يَقِيْنَ، لَمْ تَقُوْا، لَمْ تَقِيْ، لَمْ تَقِيْنَ، لَمْ اَقِ، لَمْ نَقِ۔(۵)

---

(۱) اس بحث کے صیغے رَمٰى، رَمَيَا ۔۔۔۔۔ کی طرح ہیں۔

(۲) اس بحث کے صیغے رُمِيَ رُمِيَا ۔۔۔۔۔ کی طرح ہیں۔

(۳) يَقِيْ اور اس کے بعد کے تمام صیغوں میں بقاعدہ ''يَعِدُ'' واؤ حذف ہوگیا ہے، اور ''یاء'' میں رَمٰى يَرْمِيْ کی گردان کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

(۴) ''لَنْ'' جو عمل فعل صحیح میں کرتا ہے، اس کے علاوہ اس باب میں ''لَنْ'' کی وجہ سے کوئی نیا تغیر نہیں ہوا، جو تعلیل مضارع میں ہوئی تھی، وہی اس بحث میں بھی باقی رہی۔

(۵) لَمْ يَقِ اور اس کے نظائر: لَمْ تَقِ، لَمْ اَقِ، لَمْ نَقِ میں لام کلمہ: یاء، عامل جازم ''لَمْ'' کی

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ يُوْقَ، لَمْ يُوْقَيَا، لَمْ يُوْقَوْا، لَمْ تُوْقَ، لَمْ تُوْقَيَا، لَمْ يُوْقَيْنَ، لَمْ تُوْقَوْا، لَمْ تُوْقَيْ، لَمْ تُوْقَيْنَ، لَمْ اُوْقَ لَمْ نُوْقَ۔

بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَيَقِيَنَّ، لَيَقِيَانِّ، لَيَقُنَّ، لَتَقِيَنَّ، لَتَقِيَانِّ، لَيَقِيْنَانِّ، لَتَقُنَّ، لَتَقِنَّ، لَتَقِيْنَانِّ، لَاَقِيَنَّ، لَنَقِيَنَّ۔(۱)

بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُوْقَيَنَّ، لَيُوْقَيَانِّ، لَيُوْقَوُنَّ، لَتُوْقَيَنَّ، لَتُوْقَيَانِّ، لَيُوْقَيْنَانِّ، لَتُوْقَوُنَّ، لَتُوْقَيِنَّ، لَتُوْقَيْنَانِّ، لَاُوْقَيَنَّ، لَنُوْقَيَنَّ۔

بحث لام تاکید با نون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَيَقِيَنْ، لَيَقُنْ، لَتَقِيَنْ، لَتَقُنْ، لَتَقِنْ، لَاَقِيَنْ، لَنَقِيَنْ۔

بحث لام تاکید با نون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُوْقَيَنْ، لَيُوْقَوُنْ، لَتُوْقَيَنْ، لَتُوْقَوُنْ، لَتُوْقَيِنْ، لَاُوْقَيَنْ، لَنُوْقَيَنْ۔

سبق (۹۷)

بحث امر حاضر معروف: قِ، قِيَا، قُوْا، قِيْ، قِيْنَ۔(۲)

بحث امر غائب و متکلم معروف: لِيَقِ، لِيَقِيَا، لِيَقُوْا، لِتَقِ، لِتَقِيَا، لِيَقِيْنَ، لِاَقِ، لِنَقِ۔

بحث امر مجہول: لِيُوْقَ، لِيُوْقَيَا، لِيُوْقَوْا، لِتُوْقَ، لِتُوْقَيَا، لِيُوْقَيْنَ، لِتُوْقَوْا، لِتُوْقَيْ، لِتُوْقَيْنَ لِاُوْقَ، لِنُوْقَ۔

وجہ سے حذف ہوگیا ہے اور باقی صیغے بدستور ہیں۔[1]

(۱) اس بحث کے صیغوں کے لام کلمہ میں وہی عمل کرلیا جائے جو ''لَيَرْمِيَنَّ'' کی گردان میں کیا گیا ہے۔

(۲) قِ: [2] اصل میں تَقِيْ تھا، علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، پہلا حرف متحرک باقی رہا، اس لئے آخر میں وقف کردیا، پھر وقف کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، قِ ہوگیا، اور باقی صیغے فعل مضارع سے حسبِ دستور بنائے گئے ہیں۔

(۱) یعنی جس طرح وہ نفی تاکید بلن میں تھے، اسی طرح یہاں بھی ہیں، کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

(۲) قِ کی پوری تعلیل سبق (۹۵) کے حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے، دیکھئے ص: ۱۲۵

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: قِيَنَّ، قِيَانِّ، قُنَّ، قِنَّ، قِيْنَانِّ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِيَقِيَنَّ، لِيَقِيَانِّ، لِيَقُنَّ، لِتَقِيَنَّ، لِتَقِيَانِّ، لِيَقِيْنَانِّ، لِأَقِيَنَّ، لِنَقِيَنَّ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِيُوْقَيَنَّ، لِيُوْقَيَانِّ، لِيُوْقَوُنَّ، لِتُوْقَيَنَّ، لِتُوْقَيَانِّ، لِيُوْقَيْنَانِّ، لِتُوْقَوُنَّ، لِتُوْقَيِنَّ، لِتُوْقَيْنَانِّ، لِأُوْقَيَنَّ، لِنُوْقَيَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: قِيَنْ، قُنْ، قِنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِيَقِيَنْ، لِيَقُنْ، لِتَقِيَنْ، لِأَقِيَنْ، لِنَقِيَنْ۔

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُوْقَيَنْ، لِيُوْقَوُنْ، لِتُوْقَيَنْ، لِتُوْقَوُنْ، لِتُوْقَيِنْ، لِأُوْقَيَنْ، لِنُوْقَيَنْ۔

سبق (۹۸)

بحث نہی معروف: لَايَقِ، لَايَقِيَا، لَايَقُوْا، لَاتَقِ، لَاتَقِيَا، لَايَقِيْنَ، لَاتَقُوْا، لَاتَقِيْ، لَاتَقِيْنَ، لَاأَقِ، لَانَقِ۔

بحث نہی مجہول: لَايُوْقَ، لَايُوْقَيَا، لَايُوْقَوْا، لَاتُوْقَ، لَاتُوْقَيَا، لَايُوْقَيْنَ، لَاتُوْقَوْا، لَاتُوْقَيْ، لَاتُوْقَيْنَ، لَاأُوْقَ، لَانُوْقَ۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَايَقِيَنَّ، لَايَقِيَانِّ، لَا يَقُنَّ، لَاتَقِيَنَّ، لَاتَقِيَانِّ، لَايَقِيْنَانِّ، لَاتَقُنَّ، لَاتَقِنَّ، لَاتَقِيْنَانِّ، لَاأَقِيَنَّ، لَانَقِيَنَّ۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَايُوْقَيَنَّ، لَايُوْقَيَانِّ، لَايُوْقَوُنَّ، لَاتُوْقَيَنَّ، لَاتُوْقَيَانِّ، لَايُوْقَيْنَانِّ، لَاتُوْقَوُنَّ، لَاتُوْقَيِنَّ، لَاتُوْقَيْنَانِّ، لَاأُوْقَيَنَّ، لَانُوْقَيَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَايَقِيَنْ، لَايَقُنْ، لَاتَقِيَنْ، لَاتَقُنْ، لَاتَقِنْ، لَاأَقِيَنْ، لَانَقِيَنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَايُوْقَيَنْ، لَايُوْقَوُنْ، لَاتُوْقَيَنْ، لَاتُوْقَوُنْ، لَاتُوْقَيِنْ، لَاأُوْقَيَنْ، لَانُوْقَيَنْ۔

بحث اسم فاعل: وَاقٍ، وَاقِيَانِ، وَاقُوْنَ، وَاقِيَةٌ، وَاقِيَتَانِ، وَاقِيَاتٌ۔

بحث اسم مفعول: مَوْقِيٌّ، مَوْقِيَّانِ، مَوْقِيُّوْنَ، مَوْقِيَّةٌ، مَوْقِيَّتَانِ، مَوْقِيَّاتٌ۔

سبق (۹۹)

باب حَسِبَ سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: الوِلَايَةُ: مالک ہونا۔

صرف صغیر: وَلِيَ[۱] يَلِيْ وِلَايَةً، فهو وَالٍ، ووُلِيَ يُوْلٰى، وِلَايَةً، فهو مَوْلِيٌّ، الامر منه: لِ، والنهي عنه: لَاتَلِ، الظرف منه: مَوْلٰى، والآلة منه: مِيْلٰى ومِيْلَاةٌ ومِيْلَاءٌ، وتثنيتهما: مَوْلَيَانِ و مِيْلَيَانِ ومِيْلَاتَانِ ومِيْلَاءَانِ، والجمع منهما: مَوَالٍ ومَوَالِيُّ، افعل التفضيل منه: أَوْلٰى، والمؤنث منه: وُلْيٰى، وتثنيتهما: أَوْلَيَانِ ووُلْيَيَانِ، والجمع منهما: أَوْلَوْنَ وأَوَالٍ ووُلًى ووُلْيَيَاتٌ۔(۱)

باب ضَرَبَ سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: الطَّيُّ: لپیٹنا۔

صرف صغیر: طَوٰى يَطْوِيْ طَيًّا، فهو طَاوٍ، وطُوِيَ يُطْوٰى طَيًّا، فهو مَطْوِيٌّ، الامر منه: اِطْوِ، والنهي عنه: لَاتَطْوِ، الظرف منه: مَطْوًى، والآلة منه: مِطْوًى ومِطْوَاةٌ ومِطْوَاءٌ، و تثنيتهما: مَطْوَيَانِ ومِطْوَيَانِ ومِطْوَاتَانِ ومِطْوَاءَانِ، والجمع منهما: مَطَاوٍ ومَطَاوِيُّ، افعل التفضيل منه: أَطْوٰى، والمؤنث منه: طِيٰى[۲] وتثنيتهما: أَطْوَيَانِ وطِيَّيَانِ والجمع منهما: أَطْوَوْنَ وأَطَاوٍ وطُوًى وطِيَّيَاتٌ۔(۲)

---

(۱) اس باب کے صیغوں میں مذکورہ بالا قواعد کے مطابق ''وَقٰى يَقِيْ'' کی طرح تعلیل کرلی جائے، تمام بحثوں کی صرف کبیر بھی کی جائے۔

(۲) اسم تفضیل مؤنث: طِيٰى کے علاوہ، اس باب کے باقی تمام صیغوں میں ''رَمٰى يَرْمِيْ'' کی گردان کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

---

(۱) وَلِيَ ماضی معروف اور وُلِيَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہیں، يَلِيْ میں ''يَقِيْ'' کی طرح، لِ امر حاضر میں ''قِ'' کی طرح اور مِيْلٰى، مِيْلَاةٌ اور مِيْلَاءٌ میں مِيْقٰى، مِيْقَاةٌ اور مِيْقَاءٌ کی طرح اور باقی صیغوں میں ''رَمٰى يَرْمِيْ'' کی گردان کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۲) طِيٰى: اصل میں طُوْيٰى بروزن ضُرْبٰى تھا، واؤ اور یاء غیر ملحق میں ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اور ان میں سے پہلا (واؤ) ساکن ہے اور کسی دوسرے حرف سے بدلا ہوا نہیں ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۴) کے مطابق واؤ کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کردیا، طُيّٰى ہوگیا، پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، طِيّٰى ہوگیا۔

سبق (۱۰۰)

باب اِفْتِعال سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلِاحْتِبَاءُ: گھٹنے کھڑے کرکے حبوہ باندھ کر بیٹھنا۔[۳]

صرف صغیر: اِحْتَبٰی یَحْتَبِیْ اِحْتِبَاءً، فھو مُحْتَبٍ، الامر منه: اِحْتَبِ، والنهی عنه: لَاتَحْتَبِ، الظرف منه: مُحْتَبًی۔

باب اِفْتِعال سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلِاجْتِبَاءُ: چُننا، پسند کرنا۔

صرف صغیر: اِجْتَبٰی یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً، فھو مُجْتَبٍ، واُجْتُبِیَ یُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً، فھو مُجْتَبًی، الامر منه: اِجْتَبِ، والنهی عنه: لَاتَجْتَبِ، الظرف منه: مُجْتَبًی۔

باب اِفْتِعال سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلِالْتِوَاءُ: لپٹا ہوا ہونا۔

صرف صغیر: اِلْتَوٰی یَلْتَوِیْ اِلْتِوَاءً، فھو مُلْتَوٍ، الامر منه: اِلْتَوِ، والنهی عنه: لَاتَلْتَوِ، الظرف منه: مُلْتَوًی۔

سبق (۱۰۱)

باب اِنفعال سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِنْمِحَاءُ: مٹنا۔

صرف صغیر: اِنْمَحٰی یَنْمَحِیْ اِنْمِحَاءً، فھو مُنْمَحٍ، الامر منه: اِنْمَحِ، والنهی عنه: لَاتَنْمَحِ، الظرف منه: مُنْمَحًی۔

باب انفعال سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِنْبِغَاءُ: مناسب ہونا۔

صرف صغیر: اِنْبَغٰی یَنْبَغِیْ اِنْبِغَاءً، فھو مُنْبَغٍ، الامر منه: اِنْبَغِ، والنهی عنه: لَاتَنْبَغِ، الظرف منه: مُنْبَغًی۔

باب انفعال سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلْاِنْزِوَاءُ: ایک گوشہ میں بیٹھنا۔

صرف صغیر: اِنْزَوٰی یَنْزَوِیْ اِنْزِوَاءً، فھو مُنْزَوٍ، الامر منه: اِنْزَوِ، والنهی عنه: لَاتَنْزَوِ، الظرف منه مُنْزَوًی۔

---

(۳) حَبوہ باندھنا: یعنی سرین کے بل بیٹھ کر، گھٹنے کھڑے کرکے، اُن کے گرد سہارا لینے کیلئے دونوں ہاتھ باندھ لینا، یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ (القاموس الوحید)

باب استفعال سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِسْتِعْلَاءُ: بلند ہونا۔

صرف صغیر: اِسْتَعْلٰی یَسْتَعْلِیْ اِسْتِعْلَاءً، فھو مُسْتَعْلٍ، الامر منه: اِسْتَعْلِ، والنهی عنه: لَاتَسْتَعْلِ، الظرف منه: مُسْتَعْلًی۔

باب استفعال سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِسْتِغْنَاءُ: بے نیاز ہونا۔

صرف صغیر: اِسْتَغْنٰی یَسْتَغْنِیْ اِسْتِغْنَاءً، فھو مُسْتَغْنٍ، الامر منه: اِسْتَغْنِ، والنهی عنه: لَاتَسْتَغْنِ، الظرف منه: مُسْتَغْنًی۔

سبق (۱۰۲)

باب اِفعال سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلْاِعْلَاءُ: بلند کرنا۔

صرف صغیر: اَعْلٰی یُعْلِیْ اِعْلَاءً، فھو مُعْلٍ، واُعْلِیَ یُعْلٰی اِعْلَاءً، فھو مُعْلًی، الامر منه: اَعْلِ، والنهی عنه: لَاتُعْلِ، الظرف منه: مُعْلًی۔

باب اِفعال سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِغْنَاءُ: بے نیاز کرنا۔

صرف صغیر: اَغْنٰی یُغْنِیْ اِغْنَاءً، فھو مُغْنٍ، واُغْنِیَ یُغْنٰی اِغْنَاءً، فھو مُغْنًی، الامر منه: اَغْنِ، والنهی عنه: لَاتُغْنِ، الظرف منه: مُغْنًی۔

باب اِفعال سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: اَلْاِیْلَاءُ: قریب کرنا۔

صرف صغیر: اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلَاءً، فھو مُوْلٍ، واُوْلِیَ یُوْلٰی اِیْلَاءً، فھو مُوْلًی، الامر منه: اَوْلِ، والنهی عنه: لَاتُوْلِ، الظرف منه: مُوْلًی۔

باب اِفعال سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلْاِرْوَاءُ: سیراب کرنا۔

صرف صغیر: اَرْوٰی یُرْوِیْ اِرْوَاءً، فھو مُرْوٍ، واُرْوِیَ یُرْوٰی اِرْوَاءً، فھو مُرْوًی، الامر منه: اَرْوِ، والنهی عنه: لَاتُرْوِ، الظرف منه: مُرْوًی۔

نیز: جیسے: اَلْاِحْیَاءُ: زندہ کرنا۔

صرف صغیر: اَحْیٰی یُحْیِیْ اِحْیَاءً، فھو مُحْیٍ، واُحْیِیَ یُحْیٰی اِحْیَاءً، فھو مُحْیًی، الامر منه: اَحْیِ، والنهی عنه: لَاتُحْیِ، الظرف منه: مُحْیًی۔

سبق (۱۰۳)

باب تفعیل سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: التَّسْمِيَةُ: نام رکھنا۔

صرف صغیر: سَمَّى يُسَمِّيْ تَسْمِيَةً، فهو مُسَمٍّ، وسُمِّيَ يُسَمّٰى تَسْمِيَةً، فهو مُسَمًّى، الامر منه: سَمِّ، والنهي عنه: لَاتُسَمِّ، الظرف منه: مُسَمًّى۔

نوٹ: اس باب سے ناقص، لفیف اور مہموز لام کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔

باب تفعیل سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: التَّلْقِيَةُ: پھینکنا، ڈالنا۔

صرف صغیر: لَقّٰى يُلَقِّيْ تَلْقِيَةً، فهو مُلَقٍّ، وَلُقِّيَ يُلَقّٰى تَلْقِيَةً، فهو مُلَقًّى، الامر منه: لَقِّ، والنهي عنه: لَاتُلَقِّ، الظرف منه: مُلَقًّى۔

باب تفعیل سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: التَّقْوِيَةُ: قوت دینا۔

صرف صغیر: قَوّٰى يُقَوِّيْ تَقْوِيَةً، فهو مُقَوٍّ، وقُوِّيَ يُقَوّٰى تَقْوِيَةً، فهو مُقَوًّى، الامر منه: قَوِّ، والنهي عنه: لَاتُقَوِّ، الظرف منه: مُقَوًّى۔

لفیف مقرون کی ایک اور گردان: جیسے: التَّحِيَّةُ: سلام کرنا۔

صرف صغیر: حَيّٰى يُحَيِّيْ تَحِيَّةً، فهو مُحَيٍّ، وحُيِّيَ يُحَيّٰى تَحِيَّةً، فهو مُحَيًّى، الامر منه: حَيِّ، والنهي عنه: لَاتُحَيِّ، الظرف منه: مُحَيًّى۔(۱)

سبق (۱۰۴)

باب مفاعلة سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلْمُغَالَاةُ: مہر زیادہ کرنا۔

صرف صغیر: غَالٰى يُغَالِيْ مُغَالَاةً، فهو مُغَالٍ، وغُوْلِيَ يُغَالٰى مُغَالَاةً، فهو مُغَالًى، الامر منه: غَالِ، والنهي عنه: لَاتُغَالِ، الظرف منه: مُغَالًى۔

باب مفاعلة سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: المُرَامَاةُ: آپس میں تیر اندازی کرنا۔

صرف صغیر: رَامٰى يُرَامِيْ مُرَامَاةً، فهو مُرَامٍ، وَرُوْمِيَ يُرَامٰى مُرَامَاةً، فهو مُرَامًى، الامر منه: رَامِ، والنهي عنه: لَاتُرَامِ، الظرف منه: مُرَامًى۔

باب مفاعلة سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: المُوَارَاةُ: چھپانا۔

صرف صغیر: وَارٰى يُوَارِيْ مُوَارَاةً، فهو مُوَارٍ، ووُوْرِيَ يُوَارٰى مُوَارَاةً، فهو مُوَارًى الامر منه: وَارِ، والنهي عنه: لَاتُوَارِ، الظرف منه: مُوَارًى۔

باب مفاعلة سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلْمُدَاوَةُ: علاج کرنا۔

صرف صغیر: دَاوٰى يُدَاوِيْ مُدَاوَاةً، فهو مُدَاوٍ، وَدُوْوِيَ يُدَاوٰى مُدَاوَاةً، فهو مُدَاوًى، الامر منه: دَاوِ، والنهي عنه: لَاتُدَاوِ، الظرف منه: مُدَاوًى۔

سبق (۱۰۵)

باب تَفَعُّل سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلتَّعَلِّيْ: برتری ظاہر کرنا۔

صرف صغیر: تَعَلّٰى يَتَعَلّٰى تَعَلِّيًا، فهو مُتَعَلٍّ، وتُعُلِّيَ يُتَعَلّٰى تَعَلِّيًا، فهو مُتَعَلًّى الامر منه: تَعَلَّ، والنهي عنه: لَاتَتَعَلَّ، الظرف منه: مُتَعَلًّى۔(۱)

باب تَفَعُّل سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلتَّمَنِّيْ: آرزو کرنا۔

صرف صغیر: تَمَنّٰى يَتَمَنّٰى تَمَنِّيًا، فهو مُتَمَنٍّ، وتُمُنِّيَ يُتَمَنّٰى تَمَنِّيًا، فهو مُتَمَنًّى، الامر منه: تَمَنَّ، والنهي عنه: لَاتَتَمَنَّ، الظرف منه: مُتَمَنًّى۔

باب تَفَعُّل سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: اَلتَّوَلِّيْ: دوستی کرنا۔

صرف صغیر: تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى تَوَلِّيًا، فهو مُتَوَلٍّ، وتُوُلِّيَ يُتَوَلّٰى تَوَلِّيًا، فهو مُتَوَلًّى، الامر منه: تَوَلَّ، والنهي عنه: لَاتَتَوَلَّ، الظرف منه: مُتَوَلًّى۔

---

(۱) سوال: لفیف کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوتی، پھر تَحِيَّةٌ کے عین کلمہ: یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو کیوں دی؟

جواب: تَحِيَّةٌ لفیف بھی ہے اور مضاعف بھی، اس میں مضاعف ہونے کی حیثیت سے یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی ہے، لفیف ہونے کی حیثیت سے نہیں، یہی وجہ ہے کہ تَقْوِيَةٌ میں واوَ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو نہیں دی گئی؛ کیوں کہ وہ صرف لفیف ہے، مضاعف نہیں ہے۔

---

(۱) تَعَلٍّ مصدر میں جو کہ اصل میں تَعَلُّوٌ تھا، قاعدہ (۱۶) کے مطابق واوَ کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنے کے بعد، واوَ کو یاء سے بدل دیا، پھر حالت رفعی اور جری میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، تَعَلٍّ ہوگیا۔

باب تَفَعُّل سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلتَّقَوِّی: طاقت ور ہونا۔

صرف صغیر: تَقَوّٰی یَتَقَوّٰی تَقَوِّیًا، فھو مُتَقَوٍّ، الامر منه: تَقَوَّ، والنھی عنه: لَاتَتَقَوَّ، الظرف منه: مُتَقَوًّی۔

سبق (۱۰۶)

باب تَفَاعُل سے ناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلتَّعَالِی: برتر ہونا۔

صرف صغیر: تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا، فھو مُتَعَالٍ، الامر منه: تَعَالَ، والنھی عنه: لَاتَتَعَالَ، الظرف منه: مُتَعَالًی۔

باب تَفَاعُل سے ناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلتَّمَارِی: شک کرنا۔

صرف صغیر: تَمَارٰی یَتَمَارٰی تَمَارِیًا، فھو مُتَمَارٍ، وتُمُوْرِيَ یُتَمَارٰی تَمَارِیًا، فھو مُتَمَارًی، الامر منه: تَمَارَ، والنھی عنه: لَاتَتَمَارَ، الظرف منه: مُتَمَارًی۔

باب تَفَاعُل سے لفیف مفروق کی گردان: جیسے: اَلتَّوَالِی: پے در پے کوئی کام کرنا۔

صرف صغیر: تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا، فھو مُتَوَالٍ، وتُوُوْلِيَ یُتَوَالٰی تَوَالِیًا، فھو مُتَوَالًی، الامر منه: تَوَالَ، والنھی عنه: لَاتَتَوَالَ، الظرف منه: مُتَوَالًی۔

باب تَفَاعُل سے لفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلتَّسَاوِی: برابر ہونا۔

صرف صغیر: تَسَاوٰی یَتَسَاوٰی تَسَاوِیًا، فھو مُتَسَاوٍ، الامر منه: تَسَاوَ، والنھی عنه: لَاتَتَسَاوَ، الظرف منه: مُتَسَاوًی۔

سبق (۱۰۷)

پانچویں قسم مہموز و معتل کے مرکبات[1] کے بیان میں

باب نَصَرَ سے مہموز فاو اجوف واوی کی گردان: جیسے: الأَوْلُ: لوٹنا۔

صرف صغیر: آلَ یَؤُوْلُ اَوْلًا، فھو آئِلٌ، وإِیْلَ یُؤَالُ اَوْلًا، فھو مَؤُوْلٌ، الامر منه: أُلْ، والنھی عنه: لَاتَؤُلْ، الظرف منه: مَآلٌ، والآلة منه: مِیْوَلٌ ومِیْوَلَةٌ ومِیْوَالٌ، وتثنیتھما: مَآلَانِ

(۱) یعنی پانچویں قسم میں ایسے مصادر اور افعال بیان کئے جائیں گے جو بیک وقت مہموز بھی ہوں گے اور معتل بھی۔

ومِیْوَلَانِ ومِیْوَلَتَانِ ومِیْوَالَانِ، والجمع منھما: مَآوِلُ، ومآوِیْلُ، افعل التفضیل منه: آوَلُ، والمؤنث منه: أُوْلٰی، وتثنیتھما: آوَلَانِ وأُوْلَیَانِ، والجمع منھما: آوَلُوْنَ و اَوَاوِلُ وأُوَلُ وأُوْلَیَاتٌ۔(۱)

باب ضَرَبَ سے مہموز فاو اجوف یائی کی گردان: جیسے: اَلْاَیْدُ: طاقت ور ہونا۔

صرف صغیر: آدَ یَئِیْدُ أَیْدًا، فھو آئِدٌ، وإِیْدَ یُؤَادُ أَیْدًا، فھو مَئِیْدٌ، الامر منه: إِدْ، والنھی عنه: لَاتَئِدْ، الظرف منه: مَئِیْدٌ، والآلة منه: مِیْیَدٌ ومِیْیَدَةٌ ومِیْیَادٌ، وتثنیتھما: مَئِیْدَانِ ومِیْیَدَانِ ومِیْیَدَتَانِ ومِیْیَادَانِ، والجمع منھما: مَآیِدُ، ومآیِیْدُ، افعل التفضیل منه: آیَدُ، والمؤنث منه: أُوْدٰی، وتثنیتھما: آیَدَانِ و أُوْدَیَانِ، والجمع منھما: آیَدُوْنَ وأَوَایِدُ وأُیَدُ وأُوْدَیَاتٌ۔(۲)

---

(۱) یہ پوری گردان قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا... کی طرح ہے۔

فائدہ: ''ہمزہ'' میں مہموز کے قواعد اور ''واؤ'' میں معتل کے قواعد جاری کر لئے جائیں؛ لیکن جس جگہ مہموز اور معتل کے قواعد میں تعارض ہو جائے، تو وہاں معتل کے قواعد کو ترجیح دی جائے گی، چناں چہ یَؤُوْلُ میں جو کہ اصل میں یَأْوُلُ تھا، ''رَاسٌ'' کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے؛ جب کہ معتل کا قاعدہ (۸) واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کا مقتضی ہے، اور اُسی کو یہاں ترجیح دی گئی ہے۔ اسی طرح أَأْوُلُ (صیغہ واحد متکلم) میں جو کہ اصل میں أَأْوُلُ تھا، ''آمَنَ'' کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا تقاضا کر رہا تھا؛ مگر اُس پر معتل کے قاعدہ (۸) کو ترجیح دی گئی، جو واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کا تقاضا کرتا ہے، چناں چہ یہ أَأُوْلُ ہو گیا، پھر ''اَوَادِمُ'' کے قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا، أَوُوْلُ ہو گیا۔

(۲) یہ پوری گردان بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعًا... کی طرح ہے۔

اس باب میں بھی مذکورہ بالا ضابطہ کی رعایت کی جائے گی، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ یَئِیْدُ میں ''رَاسٌ'' کے قاعدے پر ''یَبِیْعُ'' کے قاعدے کو ترجیح دی گئی ہے۔ اسی طرح أَئِیْدُ (صیغہ واحد متکلم) میں بھی ''آمَنَ'' کے قاعدہ پر ''یَبِیْعُ'' کے قاعدے کو ترجیح دی گئی ہے، پھر ''أَیِمَّة'' کے قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا ہے۔

سبق (۱۰۸)

بابِ نَصَرَ سے مہموز فاء وناقص واوی کی گردان: جیسے: اَلْاَلْوُ: کوتاہی کرنا۔

صرف صغیر: أَلَا يَالُوْا أَلْوًا، فهو آلٍ، وأُلِيَ يُؤْلٰى أَلْوًا، فهو مَالُوٌّ، الامر منه: اُوْلُ والنهي عنه: لَاتَالُ، الظرف منه: مَالًى، والآلة منه: مِيْلًى ومِيْلَاةٌ ومِيْلَاءٌ، وتثنيتهما: مَالَيَانِ ومِيْلَيَانِ ومِيْلَاتَانِ ومِيْلَاءَ انِ، والجمع منهما: مَآلٍ، ومَآلِيُّ، افعل التفضيل منه: آلٰى، والمؤنث منه: اُلْيٰى، وتثنيتهما: آلَيَانِ، واُلْيَيَانِ، والجمع منهما: آلَوْنَ واَوَالٍ واُلًى واُلْيَيَاتُ۔(۱)

بابِ ضَرَبَ سے مہموز فاوناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِتْيَانُ: آنا۔

صرف صغیر: أَتٰى يَاتِيْ اِتْيَانًا، فهو آتٍ، واُتِيَ يُؤْتٰى اِتْيَانًا، فهو مَاتِيٌّ، الامر منه: اِيْتِ، والنهي عنه: لَاتَاتِ، الظرف منه: مَاتًى، والآلة منه: مِيْتًى ومِيْتَاةٌ ومِيْتَاءٌ، وتثنيتهما: مَاتَيَانِ ومِيْتَيَانِ ومِيْتَاتَانِ ومِيْتَاءَ انِ، والجمع منهما: مَآتٍ، ومَآتِيُّ، افعل التفضيل منه: آتٰى، والمؤنث منه: اُتْيٰى، وتثنيتهما: آتَيَانِ، واُتْيَيَانِ، والجمع منهما: آتَوْنَ واَوَاتٍ واُتًى واُتْيَيَاتٌ۔(۲)

سبق (۱۰۹)

بابِ فَتَحَ سے مہموز فاوناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلْاِبَاءُ: انکار کرنا۔

صرف صغیر: أَبٰى يَابٰى اِبَاءً، فهو آبٍ، واُبِيَ يُؤْبٰى اِبَاءً، فهو مَابِيٌّ، الامر منه: اِيْبَ، والنهي عنه: لَاتَابَ، الظرف منه: مَابًى، والآلة منه: مِيْبًى ومِيْبَاةٌ ومِيْبَاءٌ، وتثنيتهما: مَابَيَانِ ومِيْبَيَانِ ومِيْبَاتَانِ ومِيْبَاءَ انِ، والجمع منهما: مَآبٍ، ومَآبِيُّ، افعل التفضيل منه: آبٰى، والمؤنث منه: اُبْيٰى، وتثنيتهما: آبَيَانِ واُبْيَيَانِ، والجمع منهما: آبَوْنَ واَوَابٍ واُبًى و اُبْيَيَاتٌ۔(۱)

بابِ ضَرَبَ سے مہموز فاولفیف مقرون کی گردان: جیسے: اَلْاَوْيُ: جائے پناہ حاصل کرنا۔

صرف صغیر: أَوٰى يَاوِيْ اَيًّا، فهو آوٍ، واُوِيَ يُؤْوٰى اَيًّا، فهو مَاوِيٌّ، الامر منه: اِيْوِ، والنهي عنه: لَاتَاوِ، الظرف منه: مَاوًى، والآلة منه: مِيْوًى ومِيْوَاةٌ ومِيْوَاءٌ، وتثنيتهما: مَاوَيَانِ ومِيْوَيَانِ ومِيْوَاتَانِ ومِيْوَاءَ انِ، والجمع منهما: مَآوٍ، ومَآوِيُّ، افعل التفضيل منه: آوٰى، و المؤنث منه: اِيْلٰى، وتثنيتهما: آوَيَانِ واِيَّيَانِ، والجمع منهما: آوَوْنَ واَوَاوٍ واُوًى واِيَّيَاتٌ۔(۲)

سبق (۱۱۰)

بابِ ضَرَبَ سے مہموز عین ومثال واوی کی گردان: جیسے: اَلْوَأْدُ: زندہ دفن کرنا۔

صرف صغیر: وَأَدَ يَئِدُ وَأْدًا، فهو وَائِدٌ، ووُئِدَ[1] يُوْأَدُ وَأْدًا، فهو مَوْؤُوْدٌ، الامر منه: إِدْ، والنهي عنه: لَاتَئِدْ، الظرف منه: مَوْئِدٌ،[2] والآلة منه: مِيْئَدٌ ومِيْئَدَةٌ ومِيْئَادٌ، وتثنيتهما: مَوْئِدَانِ ومِيْئَدَانِ ومِيْئَدَتَانِ ومِيْئَادَانِ، والجمع منهما: مَوَائِدُ ومَوَائِيْدُ، افعل التفضيل منه: أَوْئَدُ، والمؤنث منه: وُؤْدٰى، وتثنيتهما: أَوْئَدَانِ ووُؤْدَيَانِ، و الجمع منهما: أَوْئَدُوْنَ و أَوَائِدُ ووُؤْدٌ ووُؤْدَيَاتٌ۔(۳)

---

(۱) یہ گردان دَعَا، یَدْعُوْ، دُعَاءً... کی طرح ہے۔ "ہمزہ" میں مہموز کے قواعد اور "واؤ" میں معتل کے قواعد جاری کرلئے جائیں۔

(۲) یہ گردان رَمٰی، یَرْمِیْ، رَمْیًا... کی طرح ہے۔

---

(۱) یہ گردان بھی تھوڑے فرق کے ساتھ رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا... کی طرح ہے۔

(۲) یہ گردان طَوٰی یَطْوِیْ طَیًّا... کی طرح ہے۔

(۳) یہ گردان وَعَدَ یَعِدُ وَعْدًا... کی طرح ہے۔

---

(۱) وُئِدَ ماضی مجہول میں معتل کے قاعدہ (۵) کے مطابق واؤ کو ہمزہ سے، پھر مہموز کے قاعدہ (۴) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل کر، أُيْدَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح وُؤْدٰی اسم تفضیل مؤنث میں معتل کے قاعدہ (۵) کے مطابق واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اُؤْدٰی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) مَوْؤُوْدٌ اسم مفعول، مَوْئِدٌ، مَوْئِدَانِ اسم ظرف اور أَوْئَدُ، أَوْئَدَانِ اسم تفضیل میں، "يَسَلُ" کے قاعدہ کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، ہمزہ کو حذف کرکے مَوُوْدٌ مَوِدٌ، مَوِدَانِ اور أَوَدُ، أَوَدَانِ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

بابِ فَتَحَ سے مہموز عین وناقص یائی کی گردان: جیسے: اَلرُّؤْيَةُ: دیکھنا، جاننا۔

صرفِ صغیر: رَأٰی یَرٰی رُؤْیَۃً، فھو رَاءٍ، ورُئِیَ یُرٰی رُؤْیَۃً، فھو مَرْئِیٌّ، الامر منہ: رَ، والنھی عنہ: لَاتَرَ، الظرف منہ: مَرْأًی، والاٰلۃ منہ: مِرْأًی ومِرْآۃٌ ومِرْآءٌ، وتثنیتھما: مَرْأَیَانِ ومِرْأَیَانِ ومِرْآتَانِ ومِرْآءَانِ، والجمع منھما: مَرَاءٍ ومَرَائِیُ، افعل التفضیل منہ: أَرْأٰی، والمؤنث منہ: رُؤْیٰی، وتثنیتھما: أَرْأَیَانِ ورُؤْیَیَانِ، والجمع منھما: أَرْأَوْنَ وأَرَاءٍ ورُأًی ورُؤْیَیَاتٌ۔

ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ "یَسَلُ" کا قاعدہ اس باب کے افعال میں وجوبی ہے، اسماء مشتقہ میں نہیں، اس امر کو ملحوظ رکھ کر، لام کلمہ میں ناقص کے قواعد کی رعایت کرتے ہوئے تمام صیغے پڑھ لئے جائیں۔ تعلیماً ہم صرف کبیر بھی لکھ دیتے ہیں؛ کیوں کہ اس باب کے صیغے مشکل ہیں۔

سبق (۱۱۱)

بحث اثبات فعل ماضی معروف: رَأٰی، رَأَیَا، رَأَوْا، رَأَتْ، رَأَتَا، رَأَیْنَ، رَأَیْتَ، رَأَیْتُمَا، رَأَیْتُمْ، رَأَیْتِ، رَأَیْتُنَّ، رَأَیْتُ، رَأَیْنَا۔ (۱)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: رُئِیَ، رُئِیَا، رُؤُوْا، رُئِیَتْ، رُئِیَتَا، رُئِیْنَ، رُئِیْتَ، رُئِیْتُمَا، رُئِیْتُمْ، رُئِیْتِ، رُئِیْتُنَّ، رُئِیْتُ، رُئِیْنَا۔ (۲)

بحث اثبات فعل مضارع معروف: یَرٰی، یَرَیَانِ، یَرَوْنَ، تَرٰی، تَرَیَانِ، یَرَیْنَ، تَرٰی، تَرَیَانِ، تَرَوْنَ، تَرَیْنَ، تَرَیَانِ، تَرَیْنَ، اَرٰی، نَرٰی۔ (۳)

---

(۱) یہ گردان رَمٰی رَمَیَا... کی طرح ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں ہمزہ میں "بین بین قریب" اور "بین بین بعید" بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ گردان رُمِیَ رُمِیَا... کی طرح ہے۔

(۳) یَرٰی: اصل میں یَرْأَیُ تھا، بقاعدۂ "یَسَلُ" ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے کر، ہمزہ کو حذف کر دیا، یَرَیُ ہوگیا، اُس کے بعد قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، یَرٰی ہوگیا۔ تثنیہ کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں اسی طرح کیا گیا ہے۔ تثنیہ کے صیغوں میں صرف "یَسَلُ"

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: یُرٰی، یُرَیَانِ، یُرَوْنَ، تُرٰی، تُرَیَانِ، یُرَیْنَ، تُرٰی، تُرَیَانِ، تُرَوْنَ، تُرَیْنَ، تُرَیَانِ، تُرَیْنَ، اُرٰی، نُرٰی۔ (۱)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ یَّرٰی، لَنْ یَّرَیَا، لَنْ یَّرَوْا، لَنْ تَرٰی، لَنْ تَرَیَا، لَنْ یَّرَیْنَ، لَنْ تَرَوْا، لَنْ تَرَیْ، لَنْ تَرَیْنَ، لَنْ اَرٰی، لَنْ نَرٰی۔

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ یُّرٰی، لَنْ یُّرَیَا، لَنْ یُّرَوْا، لَنْ تُرٰی، لَنْ تُرَیَا، لَنْ یُّرَیْنَ، لَنْ تُرَوْا، لَنْ تُرَیْ، لَنْ تُرَیْنَ، لَنْ اُرٰی، لَنْ نُرٰی۔ (۲)

کا قاعدہ جاری کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، "یاء" کو ایک مانع (یعنی الفِ تثنیہ سے پہلے واقع ہونے) کی وجہ سے الف سے نہیں بدلا، (یَرَیْنَ جمع مؤنث غائب اور تَرَیْنَ جمع مؤنث حاضر میں بھی صرف "یَسَلُ" کا قاعدہ جاری کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے)۔

اور یَرَوْنَ [1] اور تَرَوْنَ جمع مذکر غائب وحاضر کے صیغوں میں چوں کہ الف اور واؤ، اور تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں الف اور یاء دو ساکن جمع ہوگئے؛ اس لئے اِن میں الف کو حذف کر دیا گیا۔

(۱) اس گردان کی تعلیل معروف کی طرح ہے۔ (یعنی جو تعلیلیں معروف کی گردان میں ہوئی ہیں، وہی اس گردان میں بھی ہوئی ہیں)۔

(۲) لَنْ یَّخْشٰی اور لَنْ یَّرْضٰی کی طرح، یَرٰی اور اس کے نظائر کے الف میں "لَنْ" نے لفظاً کوئی عمل نہیں کیا، اور باقی صیغوں میں "لَنْ" نے اسی طرح عمل کیا ہے جس طرح وہ صحیح میں کرتا ہے، اور جو تعلیلیں مضارع میں ہوئی تھیں وہ یہاں بھی باقی رہیں۔

☆☆☆☆

☆☆☆

---

(۱) یَرَوْنَ: اصل میں یَرْأَیُوْنَ بروزن یَفْعَلُوْنَ تھا، ہمزۂ متحرک ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہوا جو "مدہ زائدہ" اور "یائے تصغیر" کے علاوہ ہے؛ لہٰذا مہموز کے قاعدہ (۷) کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے کر، ہمزہ کو حذف کر دیا، یَرَیُوْنَ ہوگیا، پھر یاء متحرک ہے ماقبل مفتوح؛ لہٰذا معتل کے قاعدہ (۷) کے مطابق یاء کو الف سے بدل دیا، یَرَاوْنَ ہوگیا، الف اور واؤ دو ساکن جمع ہوگئے؛ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا، یَرَوْنَ ہوگیا۔ یہی تعلیل تَرَوْنَ جمع مذکر حاضر اور تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں ہوئی ہے۔

سبق (۱۱۲)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ یَرَ، لَمْ یَرَیَا، لَمْ یَرَوْا، لَمْ تَرَ، لَمْ تَرَیَا، لَمْ یَرَیْنَ، لَمْ تَرَوْا، لَمْ تَرَیْ، لَمْ تَرَیْنَ، لَمْ أَرَ، لَمْ نَرَ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ یُرَ، لَمْ یُرَیَا، لَمْ یُرَوْا، لَمْ تُرَ، لَمْ تُرَیَا، لَمْ یُرَیْنَ، لَمْ تُرَوْا، لَمْ تُرَیْ، لَمْ تُرَیْنَ، لَمْ أُرَ، لَمْ نُرَ۔(۱)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَیَرَیَنَّ، لَیَرَیَانِّ، لَیَرَوُنَّ، لَتَرَیَنَّ، لَتَرَیَانِّ، لَیَرَیْنَانِّ، لَتَرَوُنَّ، لَتَرَیِنَّ، لَتَرَیْنَانِّ، لَأَرَیَنَّ، لَنَرَیَنَّ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُرَیَنَّ، لَیُرَیَانِّ، لَیُرَوُنَّ، لَتُرَیَنَّ، لَتُرَیَانِّ، لَیُرَیْنَانِّ، لَتُرَوُنَّ، لَتُرَیِنَّ، لَتُرَیْنَانِّ، لَأُرَیَنَّ، لَنُرَیَنَّ۔(۲)

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَیَرَیَنْ، لَیَرَوُنْ، لَتَرَیَنْ، لَتَرَوُنْ، لَتَرَیِنْ، لَأَرَیَنْ، لَنَرَیَنْ۔

---

(۱) لَمْ یَرَ (معروف ومجہول): اصل میں یری تھا، ''لَمْ'' حرف جازم کی وجہ سے آخر سے الف حذف ہوگیا، لَمْ یَرَ ہوگیا، اور اسی طرح لَمْ تَرَ، لَمْ اَرَ اور لَمْ نَرَ میں ہوا ہے۔ اور باقی صیغوں میں ''لَمْ'' جو عمل فعل مضارع صحیح میں کرتا ہے، وہی اُس نے یہاں بھی کیا ہے۔ جو تعلیلیں فعل مضارع میں ہوئی تھیں، ان کے علاوہ یہاں کوئی مزید تعلیل نہیں ہوئی۔

(۲) لَیَرَیَنَّ: اصل میں یری تھا، شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لے آئے، نون ثقیلہ یہاں اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے، الف چوں کہ کسی بھی حرکت کو قبول نہیں کرتا، اس لئے یاء کو -جو الف کی اصل تھی- واپس لا کر فتحہ دیدیا، لَیَرَیَنَّ ہوگیا۔ اسی طرح لَتَرَیَنَّ، لَأَرَیَنَّ اور لَنَرَیَنَّ میں کیا گیا ہے۔

لَیَرَوُنَّ: اصل میں یَرَوْنَ تھا، شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لا کر، نون اعرابی کو حذف کرنے کے بعد، واؤ اور نون دو ساکن جمع ہوگئے، واؤ چوں کہ غیر مدہ تھا، اس لئے واؤ کو ضمہ دیدیا، لَیَرَوُنَّ ہوگیا۔ اسی طرح لَتَرَوُنَّ میں کیا گیا ہے۔ لَتَرَیِنَّ: واحد مؤنث حاضر میں نون اعرابی کو حذف کرنے کے بعد، یاء کو (غیر مدہ ہونے کی وجہ سے) کسرہ دیا گیا ہے۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَیُرَیَنْ، لَیُرَوُنْ، لَتُرَیَنْ، لَتُرَوُنْ، لَتُرَیِنْ، لَأُرَیَنْ، لَنُرَیَنْ۔

سبق (۱۱۳)

بحث امر حاضر معروف: رَ، رَیَا، رَوْا، رَیْ، رَیْنَ۔(۱)

بحث امر غائب ومتکلم معروف: لِیَرَ، لِیَرَیَا، لِیَرَوْا، لِتَرَ، لِتَرَیَا، لِیَرَیْنَ، لِأَرَ، لِنَرَ۔(۲)

بحث امر مجہول: لِیُرَ، لِیُرَیَا، لِیُرَوْا، لِتُرَ، لِتُرَیَا، لِیُرَیْنَ، لِتُرَوْا، لِتُرَیْ، لِتُرَیْنَ، لِأُرَ، لِنُرَ۔

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: رَیَنَّ، رَیَانِّ، رَوُنَّ، رَیِنَّ، رَیْنَانِّ۔(۳)

---

(۱) رَ(۱): اصل میں تَرَیٰ تھا، علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، پہلا حرف متحرک باقی رہا؛ لہٰذا شروع میں ہمزۂ وصل لانے کی ضرورت نہیں ہوئی، آخر میں وقف کردیا، وقف کی وجہ سے آخر سے الف حذف ہوگیا، رَ ہوگیا۔ اور باقی صیغوں میں علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، آخر سے ''نون اعرابی'' کو حذف کیا گیا ہے، سوائے رَیْنَ جمع مؤنث کے، کہ اُس میں آخر میں ''نون جمع'' ہونے کی وجہ سے، کوئی تغیر نہیں ہوا۔

(۲) اس بحث اور امر مجہول کے صیغوں میں لَمْ یَرَ... کی طرح تعلیل کرلی جائے۔

(۳) رَیَنَّ: اصل میں رَ تھا، آخر میں نون ثقیلہ لانے کے بعد، وقف -جو حرف علت کو حذف کرنے کا سبب تھا- ختم ہوگیا؛ لہٰذا حرف علت: الف جو یہاں حذف کیا گیا تھا، واپس آنے کے قابل ہوگیا؛ مگر الف چوں کہ کسی بھی حرکت کو قبول نہیں کرتا، جب کہ نون ثقیلہ اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے، اس لئے یاء کو -جو الف کی اصل تھی- واپس لا کر فتحہ دیدیا، رَیَنَّ ہوگیا۔

رَوُنَّ اور رَیِنَّ میں چوں کہ واؤ اور یاء غیر مدہ تھے، اس لئے اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیدیا۔ امر بالام بانون ثقیلہ: فعل مضارع بانون ثقیلہ کے مانند ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ

(۱) اگر اس کو فعل مضارع کی اصل سے بنایا جائے تو تعلیل اس طرح ہوگی، رَ: اصل میں اِرْأَیْ بروزن اِفْتَحْ تھا، ہمزہ منفردہ ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہوا جو ''مدہ زائدہ'' اور ''یائے تصغیر'' کے علاوہ ہے؛ لہٰذا مہموز کے قاعدہ (۷) کے مطابق ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے کر، ہمزہ کو حذف کردیا، اِرَیْ ہوگیا، اس کے بعد وقف کی وجہ سے آخر سے یاء کو حذف کردیا، اِرَ ہوگیا، پھر ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، رَ ہوگیا۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِيَرَيَنَّ، لِيَرَيَانِّ، لِيَرَوُنَّ ، لِتَرَيَنَّ، لِتَرَيَانِّ، لِيَرَيْنَانِّ، لِأَرَيَنَّ، لِنَرَيَنَّ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِيُرَيَنَّ، لِيُرَيَانِّ، لِيُرَوُنَّ ، لِتُرَيَنَّ، لِتُرَيَانِّ، لِيُرَيْنَانِّ، لِتُرَوُنَّ، لِتُرَيِنَّ، لِتُرَيْنَانِّ، لِأُرَيَنَّ، لِنُرَيَنَّ۔

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: رَيَنْ، رَوُنْ، رَيِنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِيَرَيَنْ، لِيَرَوُنْ، لِتَرَيَنْ، لِتَرَوُنْ، لِتَرَيِنْ، لِأَرَيَنْ، لِنَرَيَنْ۔

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِيُرَيَنْ، لِيُرَوُنْ، لِتُرَيَنْ، لِتُرَوُنْ، لِتُرَيِنْ، لِأُرَيَنْ، لِنُرَيَنْ۔

سبق (۱۱۴)

بحث نہی معروف: لَايَرَ، لَايَرَيَا، لَايَرَوْا، لَاتَرَ، لَاتَرَيَا، لَايَرَيْنَ، لَاتَرَوْا، لَاتَرَيْ، لَاتَرَيْنَ، لَاأَرَ، لَانَرَ۔

بحث نہی مجہول: لَايُرَ، لَايُرَيَا، لَايُرَوْا، لَاتُرَ، لَاتُرَيَا، لَايُرَيْنَ، لَاتُرَوْا، لَاتُرَيْ، لَاتُرَيْنَ، لَاأُرَ، لَانُرَ۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَايَرَيَنَّ، لَايَرَيَانِّ، لَايَرَوُنَّ، لَاتَرَيَنَّ، لَاتَرَيَانِّ، لَايَرَيْنَانِّ، لَاتَرَوُنَّ، لَاتَرَيِنَّ، لَاتَرَيْنَانِّ، لَاأَرَيَنَّ، لَانَرَيَنَّ۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَايُرَيَنَّ، لَايُرَيَانِّ، لَايُرَوُنَّ، لَاتُرَيَنَّ، لَاتُرَيَانِّ، لَايُرَيْنَانِّ، لَاتُرَوُنَّ، لَاتُرَيِنَّ، لَاتُرَيْنَانِّ، لَاأُرَيَنَّ، لَانُرَيَنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَايَرَيَنْ، لَايَرَوُنْ، لَاتَرَيَنْ، لَاتَرَوُنْ، لَاتَرَيِنْ، لَاأَرَيَنْ، لَانَرَيَنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَايُرَيَنْ، لَايُرَوُنْ، لَاتُرَيَنْ، لَاتُرَوُنْ، لَاتُرَيِنْ، لَاأُرَيَنْ، لَانُرَيَنْ۔

’’لام امر‘‘ مکسور ہوتا ہے اور ’’لام مضارع‘‘ مفتوح۔

بحث اسم فاعل: رَاءٍ، رَائِيَانِ، رَاءُوْنَ، رَائِيَةٌ، رَائِيَتَانِ، رَائِيَاتٌ۔(۱)

بحث اسم مفعول: مَرْئِيٌّ، مَرْئِيَّانِ، مَرْئِيُّوْنَ، مَرْئِيَّةٌ، مَرْئِيَّتَانِ مَرْئِيَّاتٌ۔(۲)

سبق (۱۱۵)

باب ضَرَبَ سے مہموز لام واجوف یائی کی گردان: جیسے: اَلْمَجِیْئُ: آنا۔

صرف صغیر: جَاءَ يَجِيْئُ مَجِيْئًا، فهو جَاءٍ، وجِيْئَ يُجَاءُ مَجِيْئًا، فهو مَجِيْئٌ، الامر منه: جِئْ، والنهی عنه: لَاتَجِئْ، الظرف منه: مَجِيْئٌ، والآلة منه: مِجْيَأٌ ومِجْيَئَةٌ ومِجْيَاءٌ، و تثنيتهما: مَجِيْئَانِ، ومِجْيَئَانِ، ومِجْيَئَتَانِ، ومِجْيَاءَانِ، والجمع منهما: مَجَايِئُ ومَجَايِيْئُ، افعل التفضيل منه: أَجْيَئُ، والمؤنث منه: جُوْئَى، وتثنيتهما: أَجْيَئَانِ وجُوْئَيَانِ، والجمع منهما: أَجْيَئُوْنَ وأَجَايِئُ وجُيَأٌ وجُوْئَيَاتٌ۔(۳)

---

(۱) اس بحث میں رَامٍ رَامِيَانِ... کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۲) اس بحث میں مَرْمِيٌّ مَرْمِيَّانِ... کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۳) جَاءٍ[1] اسم فاعل: اصل میں جَايِئٌ تھا، جب اس میں ’’بَائِعٌ‘‘ کی طرح تعلیل کی گئی تو جَائِئٌ ہوگیا، پھر مہموز کے قاعدہ (۴) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا، جَائِيٌ ہوگیا، اس کے بعد ’’یاء‘‘ میں ’’رَامٍ‘‘ والا عمل کیا گیا، جَاءٍ ہوگیا۔

اس باب کی صرف کبیر کے تمام صیغے: بَاعَ يَبِيْعُ کی صرف کبیر کے صیغوں کے مانند ہیں، سوائے اس کے کہ اس باب میں جس جگہ ہمزہ ساکنہ ہے، وہاں مہموز کے قاعدہ (۱) کے مطابق ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلا جاسکتا ہے، چناں چہ جِئْنَ، جِئْتَ، جِئْتُمَا... میں ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز ہے۔ اور جہاں قاعدہ بین بین کا مقتضی ہو، وہاں ہمزہ میں ’’بین بین قریب‘‘ اور ’’بین بین بعید‘‘ کرنا بھی جائز ہے۔

فائدہ: (۱) شَاءَ يَشَاءُ مَشِيْئَةً بھی اجوف یائی اور مہموز لام ہے، یہ ’’باب سَمِعَ‘‘ سے بھی ہوسکتا ہے اور ’’باب فَتَحَ‘‘ سے بھی ہوسکتا ہے؛ اس لئے کہ اس میں لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی (ہمزہ) موجود ہے،

---

(۱) جَاءٍ کی پوری تعلیل مہموز کے قاعدہ (۴) کے تحت حاشیہ میں لکھی جاچکی ہے، دیکھئے: ص: ۶۲

اور ماضی میں عین کلمہ پر کسرہ ظاہر نہیں ہوا؛ کیوں کہ شِئْنَ سے پہلے والے صیغوں میں یاء الف سے بدلی ہوئی ہے، اور الف کی اصل: یعنی یاء مکسور بھی ہوسکتی ہے اور مفتوح بھی (دونوں احتمال ہیں)، اور شِئْنَ اور اُس کے بعد والے صیغوں میں جس طرح یہ ممکن ہے کہ فا کلمہ کا کسرہ عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے ہو، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ عین کلمہ تو مفتوح ہو؛ مگر فا کلمہ کا کسرہ معتل عین یائی ہونے کی وجہ سے ہو، جیسا کہ بِعْنَ [1] میں ہے؛ اسی وجہ سے صاحب "صراح" نے اس کو "باب فَتَحَ" سے شمار کیا ہے، اور دوسرے بعض علمائے لغت نے "باب سَمِعَ" سے۔

فائدہ (۲): جِئْ امر حاضر اور لَمْ یَجِئْ وغیرہ مضارع مجزوم کے صیغوں میں (مہموز کے قاعدہ (۱) کے مطابق) ہمزہ کو یاء سے بدلا جاسکتا ہے، اور شَأْ، لَمْ یَشَأْ وغیرہ میں الف سے؛ لیکن یہ حرف علت (یعنی یاء اور الف) باقی رہیں گے، حذف نہیں ہوں گے؛ اس لئے کہ یہ یہاں ہمزہ کے بدلے میں آئیں گے، اصلی نہیں ہوں گے۔ [2]

فائدہ (۳): مَجِیْئٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں (مہموز کے قاعدہ (۵) کے مطابق) ہمزہ کو یاء سے بدل کر، اُس میں یاء کا ادغام نہیں کرسکتے؛ اس لئے کہ ان میں یاء اصلی ہے، جب کہ وہ قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔

اسم ظرف کی جمع: مَجَایِئُ اور اُس کے دوسرے نظائر میں چوں کہ یاء اصلی ہے، اس لئے اُس کو قاعدہ (۱۸) کے مطابق ہمزہ سے نہیں بدلا۔ [3]

....

....

(۱) مطلب یہ ہے کہ بِعْنَ جو کہ اصل میں بَیَعْنَ تھا، باوجودیکہ اس کا عین کلمہ مفتوح ہے؛ لیکن معتل عین یائی ہونے کی وجہ سے، اس میں فا کلمہ باء کو کسرہ دیا گیا ہے، بالکل اسی طرح ممکن ہے کہ شِئْنَ کا عین کلمہ بھی مفتوح ہو، اور اس میں بھی معتل عین یائی ہونے کی وجہ سے فا کلمہ شین کو کسرہ دیا گیا ہو، الغرض شَاءَ یَشَاءُ میں دونوں احتمال ہیں: یہ "باب فَتَحَ" سے بھی ہوسکتا ہے اور "باب سَمِعَ" سے بھی ہوسکتا ہے۔

(۲) حاصل یہ ہے کہ یہ مہموز لام ہیں، اور وقف یا جزم کی وجہ سے ناقص کا لام کلمہ حذف ہوتا ہے، مہموز کا حذف نہیں ہوتا؛ لہٰذا اگر یہاں ہمزہ کو یاء یا الف سے بدل دیا تو وہ یاء اور الف باقی رہیں گے، وقف یا جزم کی وجہ سے حذف نہیں ہوں گے۔

(۳) مطلب یہ ہے کہ مَجَایِئُ اور مَبَایِعُ وغیرہ میں اگرچہ یاء "الف مفاعل" کے بعد ہے؛ لہٰذا قاعدہ (۱۸) کے مطابق اس کو ہمزہ سے بدل دینا چاہئے تھا؛ لیکن ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ یہ یاء اصلی ہے، جب کہ قاعدہ (۱۸) میں شرط یہ ہے کہ یاء زائد ہو، چوں کہ یہاں یہ شرط نہیں پائی گئی، اس لئے یاء کو اپنی حالت پر باقی رکھا، ہمزہ سے نہیں بدلا۔

سبق (۱۱۶)

تیسری فصل: مضاعف کے بیان میں

یہ دو قسموں پر مشتمل ہے:

پہلی قسم مضاعف کی گردان اور قواعد کے بیان میں:

قاعدہ (۱): جب ایک جنس کے، یا قریب قریب مخرج کے دو حرف جمع ہوجائیں، اور اُن میں سے پہلا حرف ساکن ہو، تو اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیتے ہیں، خواہ دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں؛ جیسے: مَدٌّ [1] (کھینچنا)، شَدٌّ (مضبوط باندھنا) اور عَبَدْتُّمْ [2] (تم نے عبادت کی) ۔ یا دو کلموں میں ہوں؛ جیسے: اِذْهَبْ بِنَا (تو ہمیں لے جا) اور عَصَوْوَّ كَانُوْا (انہوں نے نافرمانی کی)؛ لیکن اگر پہلا حرف مدہ ہو، تو اس کا دوسرے حرف میں ادغام نہیں کریں گے؛ جیسے: فِیْ یَوْمٍ۔

قاعدہ (۲): اگر ایک جنس کے یا قریب قریب مخرج کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوجائیں اور اُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل بھی متحرک ہو، تو پہلے حرف کو ساکن کرکے اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیتے ہیں، جیسے: مَدَّ [3] (اس نے کھینچا) اور فَرَّ (وہ بھاگا)؛ مگر اسم میں اس قاعدہ کو جاری کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ عین کلمہ متحرک نہ ہو؛ جیسے: شَرَرٌ (چنگاریاں) اور سُرُرٌ (تخت، بیڈ)۔

سبق (۱۱۷)

قاعدہ (۳): اگر ایک جنس کے یا قریب قریب مخرج کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع

(۱) مَدٌّ مصدر: اصل میں مَدْدٌ تھا، ایک جنس کے دو حرف جمع ہوگئے، اور اُن میں سے پہلا حرف ساکن ہے؛ لہٰذا اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیا، مَدٌّ ہوگیا۔ اسی طرح شَدٌّ، اِذْهَبْ بِنَا اور عَصَوْوَّ كَانُوْا میں ادغام ہوا ہے۔

(۲) عَبَدْتُّمْ: اصل میں عَبَدْتُمْ تھا، دال اور تاء قریب قریب مخرج کے دو حرف جمع ہوگئے، اور اُن میں سے پہلا حرف دال ساکن ہے؛ لہٰذا دال کو تاء سے بدل کر، اُس کا دوسرے تاء میں ادغام کردیا، عَبَدْتُّمْ ہوگیا۔

نوٹ: جس جگہ قریب قریب مخرج کے دو حرف جمع ہوتے ہیں، وہاں اولاً اُن دو حرفوں کو ہم جنس بناتے ہیں، پھر ایک کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں؛ جیسے: عَبَدْتُّمْ، میں اولاً دال کو تاء سے بدلا، پھر تاء کا تاء میں ادغام کیا۔

(۳) مَدَّ: اصل میں مَدَدَ بروزن نَصَرَ تھا، ایک جنس کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اور اُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل بھی متحرک ہے؛ لہٰذا پہلے حرف کو ساکن کرکے، اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیا، مَدَّ ہوگیا۔ فَرَّ میں بھی یہی ادغام ہوا ہے۔

ہوجائیں اوراُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن غیر مدہ ہو، تو پہلے حرف کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیتے ہیں، جیسے: یَمُدُّ[1] (وہ کھینچتا ہے)، یَفِرُّ (وہ بھاگتا ہے)، یَعَضُّ (وہ کاٹتا ہے)، بشرطیکہ وہ ملحق نہ ہو؛ اسی وجہ سے جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قاعدہ (۴): اگر ایک جنس کے یا قریب قریب مخرج کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوجائیں اوراُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن مدہ ہو، تو وہاں پہلے حرف کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بجائے، پہلے حرف کو ساکن کرکے اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: حَاجَّ[2] (ایک دوسرے کو دلیل پیش کی)، مُوْدَّ (اس کے ساتھ ٹال مٹول کی گئی)۔

قاعدہ (۵): اگر ادغام کرنے کے بعد، دوسرے حرف پر "امر" کا وقف یا کسی عامل جازم کا جزم آجائے، تو وہاں تین صورتیں جائز ہیں: (۱) یا تو دوسرے حرف کو فتحہ دیدیں۔ (۲) یا کسرہ دیدیں (۳) یا ادغام کو ختم کردیں؛ جیسے: فِرَّ[3]، فِرِّ، اِفْرِرْ۔ اور اگر پہلے حرف کا ماقبل مضموم ہو تو وہاں دوسرے حرف کو ضمہ دینا بھی جائز ہے؛ جیسے: لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمْدُدْ۔

---

(۱) یَمُدُّ: اصل میں یَمْدُدُ بروزن یَنْصُرُ تھا، ایک جنس کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اوراُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن غیر مدہ ہے؛ لہٰذا پہلے حرف کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینے کے بعد، پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کردیا، یَمُدُّ ہوگیا۔ یَفِرُّ اور یَعَضُّ میں بھی اسی طرح ادغام کیا گیا ہے۔

(۲) حَاجَّ: اصل میں حَاجَجَ بروزن قَاتَلَ تھا، ایک جنس کے دو متحرک حرف ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اوراُن میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن مدہ ہے؛ لہٰذا پہلے حرف کو ساکن کرکے، اُس کا دوسرے حرف میں ادغام کردیا، حَاجَّ ہوگیا۔ اسی مُوْدَّ ماضی مجہول میں ادغام ہوا ہے۔

(۳) فِرَّ: تَفِرُّ فعل مضارع سے بنایا گیا ہے، اس طرح کہ علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد، آخر میں وقف کردیا، فِرْ ہوگیا، چوں کہ ادغام کے لئے دوسرے حرف کا متحرک ہونا ضروری ہے، اس لئے یہاں دوسرے "را" کو فتحہ دے کر فِرَّ بھی پڑھ سکتے ہیں؛ کیوں کہ فتحہ تمام حرکتوں میں سب سے ہلکی حرکت ہے، اور کسرہ دے کر فِرِّ بھی پڑھ سکتے ہیں؛ اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ جب ساکن کو حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے، اور ادغام کو ختم کرکے، شروع میں ہمزۂ وصل لاکر، اِفْرِرْ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اگر اس کو فعل مضارع کی اصل سے بنایا جائے تو پھر اس میں ادغام اس طرح ہوگا: فِرَّ: اصل میں اِفْرِرْ بروزن اِضْرِبْ تھا، ایک جنس کے دو حرف ایک کلمہ میں جمع ہوگئے، اوران میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن غیر مدہ ہے؛ لہٰذا پہلے حرف کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر، ابتدا بالسکون کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شروع سے ہمزۂ وصل کو حذف کردیا، فِرْرْ ہوگیا، چوں کہ ادغام کرنے کے لئے دوسرے حرف کا متحرک ہونا ضروری ہے، اس لئے دوسرے راء کو فتحہ دے کر، پہلے راء کا دوسرے راء، میں ادغام کردیا، فِرَّ ہوگیا، اور یہ بھی جائز ہے کہ دوسرے راء کو کسرہ دے کر راء کا راء میں ادغام کرکے فِرِّ پڑھا جائے، یا پہلے راء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو نہ دی جائے اور ادغام کئے بغیر اِفْرِرْ پڑھا جائے۔

سبق (۱۱۸)

باب نَصَرَ سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْمَدُّ: کھینچنا۔

صرف صغیر: مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا، فهو مَادٌّ، ومُدَّ یُمَدُّ مَدًّا، فهو مَمْدُوْدٌ، الامر منه: مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ، والنهی عنه: لَاتَمُدَّ لَاتَمُدِّ لَاتَمُدُّ لَاتَمْدُدْ، الظرف منه: مَمَدٌّ، والآلۃ منه: مِمَدٌّ ومِمَدَّةٌ ومِمْدَادٌ، وتثنیتهما: مَمَدَّانِ ومِمَدَّانِ ومِمَدَّتَانِ ومِمْدَادَانِ، والجمع منهما: مَمَادُّ و مَمَادِیْدُ، افعل التفضیل منه: اَمَدُّ، والمؤنث منه: مُدّٰی، وتثنیتهما: اَمَدَّانِ و مُدَّیَانِ، و الجمع منهما: اَمَدُّوْنَ و اَمَادُّ و مُدَدٌ و مُدَّیَاتٌ۔ (۱)

بحث اثبات فعل ماضی معروف: مَدَّ مَدَّا، مَدُّوْا، مَدَّتْ، مَدَّتَا، مَدَدْنَ، مَدَدْتَّ، مَدَدْتُّمَا، مَدَدْتُّمْ، مَدَدْتِّ، مَدَدْتُّنَّ، مَدَدْتُّ، مَدَدْنَا۔ (۲)

بحث اثبات فعل ماضی مجہول: مُدَّ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدَّتْ، مُدَّتَا، مُدِدْنَ، مُدِدْتَّ، مُدِدْتُّمَا مُدِدْتُّمْ، مُدِدْتِّ، مُدِدْتُّنَّ، مُدِدْتُّ، مُدِدْنَا۔

بحث اثبات فعل مضارع معروف: یَمُدُّ، یَمُدَّانِ، یَمُدُّوْنَ، تَمُدُّ، تَمُدَّانِ، یَمْدُدْنَ، تَمُدُّوْنَ، تَمُدِّیْنَ، تَمْدُدْنَ، اَمُدُّ، نَمُدُّ۔

بحث اثبات فعل مضارع مجہول: یُمَدُّ، یُمَدَّانِ، یُمَدُّوْنَ، تُمَدُّ، تُمَدَّانِ، یُمْدَدْنَ تُمَدُّوْنَ، تُمَدِّیْنَ، تُمْدَدْنَ، اُمَدُّ، نُمَدُّ۔

---

(۱) مَدَّ میں جو کہ اصل میں مَدَدَ تھا، قاعدہ (۲) کے مطابق ادغام کیا گیا ہے، اوراسی طرح مُدَّ فعل ماضی مجہول میں کیا گیا ہے۔ اور یَمُدُّ اور یُمَدُّ میں قاعدہ (۳) کے مطابق ادغام ہوا ہے۔ اور مَادٌّ اسم فاعل، اسم ظرف اور اسم آلہ کی جمع مَمَادُّ اور اسم تفضیل مذکر کی جمع: اَمَادُّ میں قاعدہ (۴) اور امر اور نہی کے صیغوں میں قاعدہ (۵) جاری کیا گیا ہے۔

(۲) مَدَدْنَ اوراس کے بعد کے صیغوں میں دوسری دال کے ساکن ہونے کی وجہ سے، پہلی "دال" کا اس میں ادغام نہیں کیا گیا؛ مگر مَدَدْتَّ سے مَدَدْتُّ تک کے صیغوں میں قاعدہ (۱) کے مطابق دوسری دال کو تاء سے بدل کر، تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا ہے؛ کیوں کہ "دال" اور "تاء" کا مخرج قریب قریب ہے۔

سبق (۱۱۹)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ يَمُدَّ، لَنْ يَمُدَّا، لَنْ يَمُدُّوْا، لَنْ تَمُدَّ، لَنْ تَمُدَّا، لَنْ يَمْدُدْنَ، لَنْ تَمُدُّوْا، لَنْ تَمُدِّيْ، لَنْ تَمْدُدْنَ، لَنْ اَمُدَّ، لَنْ نَمُدَّ۔ (۱)

بحث نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول: لَنْ يُمَدَّ، لَنْ يُمَدَّا، لَنْ يُمَدُّوْا، لَنْ تُمَدَّ، لَنْ تُمَدَّا، لَنْ يُمْدَدْنَ، لَنْ تُمَدُّوْا، لَنْ تُمَدِّيْ، لَنْ تُمْدَدْنَ، لَنْ اُمَدَّ، لَنْ نُمَدَّ۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف: لَمْ يَمُدَّ، لَمْ يَمُدِّ، لَمْ يَمُدُّ، لَمْ يَمْدُدْ، لَمْ يَمُدَّا، لَمْ يَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدَّ، لَمْ تَمُدِّ، لَمْ تَمُدُّ، لَمْ تَمْدُدْ، لَمْ تَمُدَّا، لَمْ يَمْدُدْنَ، لَمْ تَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدِّيْ، لَمْ تَمْدُدْنَ، لَمْ اَمُدَّ، لَم اَمُدِّ، لَمْ اَمُدُّ، لَمْ اَمْدُدْ، لَمْ نَمُدَّ لَمْ نَمُدِّ لَمْ نَمُدُّ لَمْ نَمْدُدْ۔ (۲)

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول: لَمْ يُمَدَّ، لَمْ يُمَدِّ، لَمْ يُمَدُّ، لَمْ يُمْدَدْ، لَمْ يُمَدَّا، لَمْ يُمَدُّوْا، لَمْ تُمَدَّ، لَمْ تُمَدِّ، لَمْ تُمَدُّ، لَمْ تُمْدَدْ، لَمْ تُمَدَّا، لَمْ يُمْدَدْنَ، لَمْ تُمَدُّوْا، لَمْ تُمَدِّيْ، لَمْ تُمْدَدْنَ، لَمْ اُمَدَّ، لَم اُمَدِّ، لَمْ اُمَدُّ، لَمْ اُمْدَدْ، لَمْ نُمَدَّ، لَمْ نُمَدِّ، لَمْ نُمَدُّ، لَمْ نُمْدَدْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَيَمُدَّنَّ، لَيَمُدَّانِّ، لَيَمُدُّنَّ لَتَمُدَّنَّ، لَتَمُدَّانِّ، لَيَمْدُدْنَانِّ، لَتَمُدُّنَّ، لَتَمُدِّنَّ، لَتَمْدُدْنَانِّ، لَاَمُدَّنَّ، لَنَمُدَّنَّ۔ (۳)

بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُمَدَّنَّ، لَيُمَدَّانِّ، لَيُمَدُّنَّ، لَتُمَدَّنَّ، لَتُمَدَّانِّ، لَيُمْدَدْنَانِّ، لَتُمَدُّنَّ، لَتُمَدِّنَّ، لَتُمْدَدْنَانِّ، لَاُمَدَّنَّ، لَنُمَدَّنَّ۔

---

(۱) ''لَنْ'' نے یہاں اسی طرح عمل کیا ہے جس طرح وہ فعل مضارع صحیح میں کرتا ہے، اور مضارع میں جو ادغام ہوا تھا، وہ یہاں بھی باقی رہا، اور ایسا ہی ''نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول'' میں ہوا ہے۔

(۲) لَمْ يَمُدَّ اور اس کے نظائر میں قاعدہ (۵) جاری ہوا ہے۔ مجہول کو اسی پر قیاس کرلیا جائے۔

(۳) آخر میں ''نون تاکید'' لانے سے جس طرح کے تغیرات فعل مضارع صحیح میں ہوتے ہیں، اسی طرح کے تغیرات یہاں ہوئے ہیں، اور مضارع میں جو ادغام ہوا تھا، وہ یہاں بھی باقی رہا، اسی طرح مجہول کے صیغوں کو سمجھ لیا جائے۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَيَمُدَّنْ، لَيَمُدُّنْ، لَتَمُدَّنْ، لَتَمُدُّنْ، لَتَمُدِّنْ، لَاَمُدَّنْ، لَنَمُدَّنْ۔

بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل مجہول: لَيُمَدَّنْ، لَيُمَدُّنْ، لَتُمَدَّنْ، لَتُمَدُّنْ، لَتُمَدِّنْ، لَاُمَدَّنْ، لَنُمَدَّنْ۔

سبق (۱۲۰)

بحث امر حاضر معروف: مُدَّ، مُدِّ[1]، مُدُّ، اُمْدُدْ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدِّيْ، اُمْدُدْنَ۔ (۱)

بحث امر غائب و متکلم معروف: لِيَمُدَّ، لِيَمُدِّ، لِيَمُدُّ، لِيَمْدُدْ، لِيَمُدَّا، لِيَمُدُّوْا، لِتَمُدَّ، لِتَمُدِّ، لِتَمُدُّ، لِتَمْدُدْ، لِتَمُدَّا، لِيَمْدُدْنَ، لِاَمُدَّ، لِاَمُدِّ، لِاَمُدُّ، لِاَمْدُدْ، لِنَمُدَّ، لِنَمُدِّ، لِنَمُدُّ، لِنَمْدُدْ۔

بحث امر مجہول: لِيُمَدَّ، لِيُمَدِّ، لِيُمَدُّ، لِيُمْدَدْ، لِيُمَدَّا، لِيُمَدُّوْا، لِتُمَدَّ، لِتُمَدِّ، لِتُمَدُّ، لِتُمْدَدْ، لِتُمَدَّا، لِيُمْدَدْنَ، لِاُمَدَّ، لِاُمَدِّ، لِاُمَدُّ، لِاُمْدَدْ، لِنُمَدَّ، لِنُمَدِّ، لِنُمَدُّ، لِنُمْدَدْ۔

بحث امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: مُدَّنَّ، مُدَّانِّ، مُدُّنَّ، مُدِّنَّ، اُمْدُدْنَانِّ۔ (۲)

---

(۱) تثنیہ، جمع مذکر غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں ادغام کو ختم کرنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ ان میں جزم اور وقف کا محل دوسری دال نہیں؛ (بلکہ نون اعرابی تھا، جو یہاں وقف کی وجہ سے اور امر بالام وغیرہ میں جزم کی وجہ سے حذف ہوگیا)، اسی وجہ سے ''قصیدۂ بردہ'' کے شعر: ع
فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ: اُكْفُفَا هَمَتَا[2] میں ''اُكْفُفَا'' کو غلط قرار دیا گیا ہے۔

(۲) مُدَّنَّ: میں وقف باقی نہیں رہا؛ لیکن یہاں ایک صورت: یعنی دال کے فتحہ کے علاوہ، کوئی اور صورت اختیار کرنا: مثلاً دال کو ضمہ یا کسرہ دینا، یا ادغام کو ختم کرنا، جائز نہیں۔

---

(۱) اس میں فِرَّ کی طرح ادغام ہوا ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں دال کو ضمہ دے کر مُدُّ بھی پڑھ سکتے ہیں، کیوں کہ اس کا ماقبل (میم) مضموم ہے۔

(۲) دوسرا مصرع یہ ہے وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ: اِسْتَفِقْ، يَهِمِ۔ ترجمہ: تیری آنکھ کو کیا ہوگیا، اگر تو اس سے کہتا ہے کہ: رک جاؤ، تو وہ بہہ پڑتی ہے ☆ اور تیرے دل کو کیا ہوگیا، اگر تو اس سے کہتا ہے کہ: ہوش میں آجاؤ، تو وہ محبوب کے خیال میں کھو جاتا ہے۔ هَمَتَا: هَمَى يَهْمِي هَمْيًا (بمعنی بہنا) سے بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب ہے، اور يَهِمْ: اَلْوَهْمُ سے مضارع کا صیغہ ہے۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ: لِیَمُدَّنَّ، لِیَمُدَّانِّ، لِیَمُدُّنَّ، لِتَمُدَّنَّ، لِتَمُدَّانِّ، لِیَمْدُدْنَانِّ، لِاَمُدَّنَّ، لِنَمُدَّنَّ۔

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِیُمَدَّنَّ، لِیُمَدَّانِّ، لِیُمَدُّنَّ، لِتُمَدَّنَّ، لِتُمَدَّانِّ، لِیُمْدَدْنَانِّ، لِتُمَدُّنَّ، لِتُمَدِّنَّ، لِتُمْدَدْنَانِّ، لِاُمَدَّنَّ، لِنُمَدَّنَّ۔

بحث امر حاضر معروف بانون خفیفہ: مُدَّنْ، مُدُّنْ، مُدِّنْ۔

بحث امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ: لِیَمُدَّنْ، لِیَمُدُّنْ، لِتَمُدَّنْ، لِاَمُدَّنْ، لِنَمُدَّنْ۔

بحث امر مجہول بانون خفیفہ: لِیُمَدَّنْ، لِیُمَدُّنْ، لِتُمَدَّنْ، لِتُمَدُّنْ، لِتُمَدِّنْ، لِاُمَدَّنْ، لِنُمَدَّنْ۔

سبق (۱۲۱)

بحث نہی معروف: لَایَمُدَّ، لَایَمُدِّ، لَایَمُدُّ، لَایَمْدُدْ، لَایَمُدَّا، لَایَمُدُّوْا، لَاتَمُدَّ، لَاتَمُدِّ، لَاتَمُدُّ، لَاتَمْدُدْ، لَاتَمُدَّا، لَایَمْدُدْنَ، لَاتَمُدُّوْا، لَاتَمُدِّیْ، لَاتَمْدُدْنَ، لَااَمُدَّ، لَااَمُدِّ، لَااَمُدُّ، لَااَمْدُدْ، لَانَمُدَّ، لَانَمُدِّ، لَانَمُدُّ، لَانَمْدُدْ۔

بحث نہی مجہول: لَایُمَدَّ، لَایُمَدِّ، لَایُمَدُّ، لَایُمْدَدْ، لَایُمَدَّا، لَایُمَدُّوْا، لَاتُمَدَّ، لَاتُمَدِّ، لَاتُمَدُّ، لَاتُمْدَدْ، لَاتُمَدَّا، لَایُمْدَدْنَ، لَاتُمَدُّوْا، لَاتُمَدِّیْ، لَاتُمْدَدْنَ، لَااُمَدَّ، لَااُمَدِّ، لَااُمَدُّ، لَااُمْدَدْ، لَانُمَدَّ، لَانُمَدِّ، لَانُمَدُّ، لَانُمْدَدْ۔

بحث نہی معروف بانون ثقیلہ: لَایَمُدَّنَّ، لَایَمُدَّانِّ، لَایَمُدُّنَّ، لَاتَمُدَّنَّ، لَاتَمُدَّانِّ، لَایَمْدُدْنَانِّ، لَاتَمُدُّنَّ، لَاتَمُدِّنَّ، لَاتَمْدُدْنَانِّ، لَااَمُدَّنَّ، لَانَمُدَّنَّ۔

بحث نہی مجہول بانون ثقیلہ: لَایُمَدَّنَّ، لَایُمَدَّانِّ، لَایُمَدُّنَّ، لَاتُمَدَّنَّ، لَاتُمَدَّانِّ، لَایُمْدَدْنَانِّ، لَاتُمَدُّنَّ، لَاتُمَدِّنَّ، لَاتُمْدَدْنَانِّ، لَااُمَدَّنَّ، لَانُمَدَّنَّ۔

بحث نہی معروف بانون خفیفہ: لَایَمُدَّنْ، لَایَمُدُّنْ، لَاتَمُدَّنْ، لَاتَمُدُّنْ، لَاتَمُدِّنْ، لَااَمُدَّنْ، لَانَمُدَّنْ۔

بحث نہی مجہول بانون خفیفہ: لَایُمَدَّنْ، لَایُمَدُّنْ، لَاتُمَدَّنْ، لَاتُمَدُّنْ، لَاتُمَدِّنْ،

لَااُمَدَّنْ، لَانُمَدَّنْ۔

بحث اسم فاعل: مَادٌّ، مَادَّانِ، مَادُّوْنَ، مَادَّةٌ، مَادَّتَانِ، مَادَّاتٌ۔(۱)

بحث اسم مفعول: مَمْدُوْدٌ، مَمْدُوْدَانِ، مَمْدُوْدُوْنَ، مَمْدُوْدَةٌ، مَمْدُوْدَتَانِ، مَمْدُوْدَاتٌ۔(۲)

سبق (۱۲۲)

باب ضَرَبَ سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْفِرَارُ: بھاگنا۔

صرف صغیر: فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا، فهو فَارٌّ، الامر منه: فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ، والنهي عنه: لَاتَفِرَّ، لَاتَفِرِّ، لَاتَفْرِرْ، الظرف منه: مَفِرٌّ، والآلة منه: مِفَرٌّ ومِفَرَّةٌ ومِفْرَارٌ، وتثنيتهما: مَفِرَّانِ، و مِفَرَّانِ ومِفَرَّتَانِ ومِفْرَارَانِ، والجمع منهما: مَفَارُّ ومَفَارِيْرُ، افعل التفضيل منه: اَفَرُّ، و المؤنث منه: فُرّٰی، وتثنيتهما: اَفَرَّانِ وفُرَّيَانِ، والجمع منهما: اَفَرُّوْنَ واَفَارُّ وفُرَرٌ وفُرَّيَاتٌ۔

باب سَمِعَ سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْمَسُّ: چھونا۔

صرف صغیر: مَسَّ يَمَسُّ مَسًّا، فهو مَاسٌّ، ومُسَّ يُمَسُّ مَسًّا، فهو مَمْسُوْسٌ، الامر منه: مَسَّ، مَسِّ، اِمْسَسْ، والنهي عنه: لَاتَمَسَّ، لَاتَمَسِّ، لَاتَمْسَسْ، الظرف منه: مَمَسٌّ، والآلة منه: مِمَسٌّ ومِمَسَّةٌ ومِمْسَاسٌ، وتثنيتهما: مَمَسَّانِ ومِمَسَّانِ و مِمَسَّتَانِ ومِمْسَاسَانِ، والجمع منهما: مَمَاسُّ ومَمَاسِيْسُ، افعل التفضيل منه: اَمَسُّ، والمؤنث منه مُسّٰی، وتثنيتهما: اَمَسَّانِ ومُسَّيَانِ، والجمع منهما: اَمَسُّوْنَ واَمَاسُّ ومُسَسٌ ومُسَّيَاتٌ۔

باب افتعال سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلِاضْطِرَارُ:(۱) زبردستی کسی طرف کھینچنا۔

صرف صغیر: اِضْطَرَّ يَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا، فهو مُضْطَرٌّ، واُضْطُرَّ يُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا،

---

(۱) اسم فاعل کے ادغام کا طریقہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے، دیکھیے ص: ۱۴۷

(۲) یہ پوری گردان صحیح کی طرح ہے، (دونوں دالوں کے درمیان "واوِ مفعول" آجانے کی وجہ سے کسی بھی صیغے میں ادغام نہیں ہوا)۔

---

(۱) اِضْطِرَار: اصل میں اِضْتِرَار تھا، باب افتعال کا فاکلمہ ضاد ہے؛ لہٰذا "باب افتعال" کے قاعدہ (۲) کے مطابق "تاء افتعال" کو طاء سے بدل دیا، اِضْطِرَار ہوگیا۔ تاء افتعال میں تخفیف کے قواعد ما قبل میں گذر چکے ہیں۔ دیکھیے: ص ۴۶

فهو مُضطَرٌّ، الامر منه: اِضطَرَّ اِضطَرِّ اِضطَرِرْ، والنهی عنه: لَاتَضطَرَّ، لَاتَضطَرِّ، لَاتَضطَرِرْ، الظرف منه: مُضطَرٌّ۔(۱)

سبق (۱۲۳)

بابِ اِنفعال سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْاِنْسِدَادُ: بند ہونا۔

صرف صغیر: اِنسَدَّ یَنسَدُّ اِنسِدَادًا، فهو مُنسَدٌّ، الامر منه: اِنسَدَّ، اِنسَدِّ، اِنسَدِدْ، والنهی عنه: لَاتَنسَدَّ، لَاتَنسَدِّ لَاتَنسَدِدْ، الظرف منه: مُنسَدٌّ۔

بابِ اِستفعال سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْاِسْتِقْرَارُ: قرار لینا۔

صرف صغیر: اِستَقَرَّ یَستَقِرُّ اِستِقْرَارًا، فهو مُستَقِرٌّ، واُستُقِرَّ یُستَقَرُّ اِستِقْرَارًا، فهو مُستَقَرٌّ، الامر منه: اِستَقِرَّ اِستَقِرِّ اِستَقْرِرْ، والنهی عنه: لَاتَستَقِرَّ لَاتَستَقِرِّ لَاتَستَقْرِرْ، الظرف منه: مُستَقَرٌّ۔

بابِ اِفعال سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْاِمْدَادُ: مدد کرنا۔

صرف صغیر: اَمَدَّ یُمِدُّ اِمْدَادًا، فهو مُمِدٌّ، واُمِدَّ یُمَدُّ اِمْدَادًا، فهو مُمَدٌّ، الامر منه: اَمِدَّ، اَمِدِّ، اَمْدِدْ، والنهی عنه: لَاتُمِدَّ، لَاتُمِدِّ، لَاتُمْدِدْ، الظرف منه: مُمَدٌّ۔

باب تفعیل اور باب تفعُّل سے مضاعف کی گردانیں: ہر اعتبار سے صحیح کی گردانوں کی طرح ہوتی ہیں،[1] جیسے: جَدَّدَ یُجَدِّدُ تَجْدِیْدًا،[2] اور تَجَدَّدَ یَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا۔

باب مُفَاعَلَةٌ سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْمُحَاجَّةُ: آپس میں ایک دوسرے

---

(۱) اس باب میں اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف صورۃً ایک طرح کے ہوگئے ہیں؛ لیکن اسم فاعل کی اصل عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہے، اور اسم مفعول اور اسم ظرف کی اصل عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

(۱) یعنی جس طرح فعل صحیح کی گردانوں میں کوئی ادغام نہیں ہوتا، اسی طرح "باب تفعیل" اور "باب تفعّل" مضاعف کی گردانوں میں بھی کوئی ادغام نہیں ہوتا؛ کیوں کہ اِن دونوں ابواب کے عین کلمہ میں پہلے سے ادغام موجود ہے، اگر لام کلمہ میں بھی ادغام کردیا جائے تو لفظ میں بڑا ثقل (بھاری پن) پیدا ہوجائے گا، اور ادغام کلمہ کے ثقل کو دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، نہ کہ ثقل کو بڑھانے کے لئے؛ لہٰذا ان دونوں ابواب میں مضاعف کے صیغے اپنی اصل پر رہیں گے۔

(۲) التَّجْدِیْدُ: نیا کرنا، التَّجَدُّدُ: نیا ہونا۔

کو دلیل پیش کرنا۔

صرف صغیر: حَاجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً، فهو مُحَاجٌّ، الامر منه: حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ، والنهی عنه: لَاتُحَاجَّ، لَاتُحَاجِّ، لَاتُحَاجِجْ، الظرف منه: مُحَاجٌّ۔(۱)

باب تفاعل سے مضاعف کی گردان: جیسے: اَلتَّضَادُّ: ایک دوسرے کی ضد ہونا۔

صرف صغیر: تَضَادَّ یَتَضَادُّ تَضَادًّا، فهو مُتَضَادٌّ، الامر منه: تَضَادَّ، تَضَادِّ تَضَادَدْ، والنهی عنه: لَاتَتَضَادَّ، لَاتَتَضَادِّ، لَاتَتَضَادَدْ، الظرف منه: مُتَضَادٌّ۔

سبق (۱۲۴)

دوسری قسم: مضاعف اور مہموز و معتل کے مرکبات[1] کے بیان میں

باب نَصَرَ سے مہموز فا اور مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْاِمَامَةُ امام ہونا۔

صرف صغیر: أَمَّ یَؤُمُّ اِمَامَةً، فهو آمٌّ، واُمَّ یُؤَمُّ إِمَامَةً، فهو مَأمُوْمٌ، الامر منه: أُمَّ، أُمِّ، أُمَّ، أُؤْمُمْ، والنهی عنه: لَاتَؤُمَّ، لَاتَؤُمِّ، لَاتَؤُمَّ، لَاتَأمُمْ، الظرف منه: مَأَمٌّ، والآلة منه: مِأَمٌّ ومِأَمَّةٌ ومِیْمَامٌ، وتثنیتهما: مَأَمَّانِ ومِأَمَّانِ ومِأَمَّتَانِ ومِیْمَامَانِ، والجمع منها: مَآمُّ ومَآمِیْمُ، افعل التفضیل منه: أَوَمُّ، والمؤنث منه: أُمّٰی، وتثنیتهما: أَوَمَّانِ، وأُمَّیَانِ، والجمع منهما: أَوَمُّوْنَ واَوَامُّ وأُمَمٌ وأُمَّیَاتٌ۔(۲)

---

(۱) اس باب کے تمام صیغوں میں قاعدہ (۴) کے مطابق ادغام ہوا ہے۔

(۲) **فائدہ:** "ہمزہ" میں مہموز کے قواعد اور "دو ہم جنس حرفوں" میں مضاعف کے قواعد جاری ہوں گے؛ مگر جس جگہ مہموز اور مضاعف کے قواعد میں تعارض ہوجائے، تو وہاں مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی جائے گی، چناں چہ یَؤُمُّ میں ــ جو کہ اصل میں یَأْمُمُ تھا ــ "رَاسٌ" کا قاعدہ جاری نہیں کیا گیا؛ بلکہ "یَمُدُّ" کا قاعدہ جاری کیا گیا ہے۔ اور اَوَمُّ میں ــ جو کہ اصل میں أَأْمَمُ تھا ــ "آمَنَ" کے قاعدہ پر "یَمُدُّ" کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے؛ لیکن ادغام کرنے کے بعد، مہموز کے قاعدہ (۴) کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا گیا ہے۔

(۱) یعنی اس قسم میں ایسے مصادر اور افعال بیان کئے جائیں گے جو بیک وقت مہموز بھی ہوں گے اور مضاعف بھی، یا بیک وقت مہموز بھی ہوں گے اور معتل بھی۔

بابِ سَمِع سے مثال اور مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْوُدُّ: محبت کرنا۔

صرف صغیر: وَدَّ یَوَدُّ وُدًّا، فھو وَادٌّ، وُدَّ یُوَدُّ وُدًّا، فھو مَوْدُوْدٌ، الامر منه: وَدَّ، وَدِّ، اِیْدَدْ، والنھی عنه: لَاتَوَدَّ، لَاتَوَدِّ، لَاتَوْدَدْ، الظرف منه: مَوَدٌّ، والاٰلة منه: مِوَدٌّ ومِوَدَّةٌ ومِیْدَادٌ، وتثنیتھما: مَوَدَّانِ ومِوَدَّانِ ومِوَدَّتَانِ ومِیْدَادَانِ، والجمع منھما: مَوَادُّ ومَوَادِیْدُ، افعل التفضیل منه: اَوَدُّ، والمؤنث منه: وُدّٰی، وتثنیتھما: اَوَدَّانِ ووُدَّیَانِ، والجمع منھما: اَوَدُّوْنَ واَوَادُّ ووُدَدٌ ووُدَّیَاتٌ۔(۱)

---

(۱) فائدہ: ''دو ہم جنس حرفوں'' میں مضاعف کے قواعد اور ''واوٗ'' میں معتل کے قواعد جاری ہوئے ہیں؛ مگر تعارض کے وقت معتل کے قاعدہ پر مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے، چناں چہ مِوَدٌّ اسم آلہ میں معتل کا قاعدہ (۳) واوٗ کو یاء سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے، اور مضاعف کا قاعدہ (۳) پہلی دال کی حرکت نقل کرکے ماقبل: واوٗ کو دینے کا مقتضی ہے، اور یہاں مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے۔[۱]

سبق (۱۲۵)

بابِ افتعال سے مہموز فا اور مضاعف کی گردان: جیسے: اَلْاِیْتِمَامُ: اقتداء کرنا۔

صرف صغیر: اِیْتَمَّ یَاتَمُّ اِیْتِمَامًا، فھو مُؤْتَمٌّ، واُوْتُمَّ یُؤْتَمُّ اِیْتِمَامًا، فھو مُؤْتَمٌّ، الامر منه: اِیْتَمَّ، اِیْتَمِّ، اِیْتَمِمْ، والنھی عنه: لَاتَاتَمَّ، لَاتَاتَمِّ، لَاتَاتَمِمْ، الظرف منه: مُؤْتَمٌّ۔

فائدہ (۱): جب نون ساکن[۲] حروفِ ''یَرْمَلُوْنَ'' میں سے کسی حرف سے پہلے علیحدہ کلمہ

---

(۱) مصنف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر معتل اور مضاعف کے قواعد میں تعارض ہوجائے، تو مضاعف کے قاعدہ کو معتل کے قاعدے پر ترجیح دی جائے گی، جب کہ ''نوادر الاصول'' میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں معتل کے قاعدے کو ترجیح دیں گے؛ کیوں کہ ادغام کی بہ نسبت تعلیل میں تخفیف زیادہ ہے؛ چناں چہ جہاں تعلیل ممکن ہو، وہاں تعلیل کریں گے، ادغام نہیں کریں گے: جیسے: اِزْعَوٰی اور اِزْحَوٰی، یہ اصل میں اِزْعَوَوَ اور اِزْحَوَوَ تھے، چوں کہ اِن میں تعلیل ممکن تھی، اس لئے اِن میں قاعدہ (۷) کے مطابق تعلیل کی گئی ہے، ادغام نہیں کیا گیا۔ دیکھئے: نوادر الاصول (ص ۱۷۵)

(۱) نون ساکن یہاں عام ہے، خواہ تنوین ہو، جیسے: رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ، یا تنوین کے علاوہ ہو، جیسے: مَنْ یَّرْغَبُ وغیرہ۔

میں واقع ہو، تو نون ساکن کا اُس حرف میں ادغام کردیتے ہیں، ''راء'' اور ''لام'' میں ادغام بغیر غنہ کے ہوتا ہے اور باقی حروف میں غنہ کے ساتھ؛ جیسے: مَنْ یَّرْغَبُ، مِنْ رَّبِّکَ، صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ، مِنْ لَّدُنَّا، رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ، مَنْ وَّعَدَ۔ اور اگر نون ساکن اور حروفِ ''یَرْمَلُوْنَ'' ایک ہی کلمہ میں ہوں، تو وہاں ادغام نہیں ہوتا، جیسے: دُنْیَا اور صِنْوَانٌ۔

فائدہ (۲): اگر ''لامِ تعریف'': دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا، ظا، لام اور نون میں سے کسی حرف سے پہلے واقع ہو، تو ''لامِ تعریف'' کا اس حرف میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: وَالشَّمْس اِن حروف کو ''حروفِ شمسیہ'' کہتے ہیں۔

اور اگر اِن کے علاوہ کسی اور حرف سے پہلے واقع ہو، تو ''لامِ تعریف'' کا اس میں ادغام نہیں کرتے؛ جیسے: وَالْقَمَرِ ان حروف کو ''حروفِ قمریہ'' کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ: یہ دونوں لفظ (وَالشَّمْس اور وَالْقَمَر) قرآن کریم میں آئے ہیں، پہلا ادغام کے ساتھ، اور دوسرا بغیر ادغام کے؛ پس جن حروف میں ادغام ہوتا ہے، وہ لفظ ''شَمْس'' سے مناسبت رکھتے ہیں، اس لئے اُن کو ''حروفِ شمسیہ'' کہتے ہیں۔ اور جن میں ادغام نہیں ہوتا وہ لفظ ''قَمَر'' سے مناسب رکھتے ہیں، اس لئے اُن کو ''حروفِ قمریہ'' کہتے ہیں۔

....

....

چوتھا باب: افاداتِ نافعہ کے بیان میں

میرے استاذ جناب مولوی سید محمد صاحب بریلوی - اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے - بہت عمدہ ذہن اور "علم صرف" سے خاص لگاؤ رکھتے تھے، "علم صرف" کے اکثر شواذ کے شذوذ کو قاعدہ کی صاف ستھری تقریر کرکے، دور فرمادیا کرتے تھے، اور دوسرے مطالب کو بھی انوکھے انداز میں بیان فرماتے تھے، ان کی کچھ تقریریں فائدے کے لئے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

أَزْوَحَ، اِسْتَصْوَبَ اوران کے نظائر کی تحقیق

افادہ (۱): "باب افعال" اور "باب استفعال" سے جو معتل افعال اور اسماء آتے ہیں، اُن میں تعلیل بھی ہوئی ہے، جیسے: أَقَامَ اِقَامَةً اور اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً۔ اور بعض کو اپنی اصلی حالت پر بھی باقی رکھا گیا ہے؛ جیسے: أَزْوَحَ إِزْوَاحًا اور اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا، اور جن کو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھا گیا ہے وہ بھی کثیر مقدار میں ہیں۔

علمائے صرف چوں کہ قاعدہ (۸) کو پوری طرح بیان نہیں کرسکے، اس لئے انہوں نے اُن تمام الفاظِ کثیرہ کو جن میں تعلیل نہیں کی گئی، شاذ قرار دیدیا۔ جناب استاذ مرحوم نے - اللہ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے - قاعدہ ہی اس انداز سے بیان فرمایا کہ اِن کلمات کا شذوذ بالکل جاتا رہا، اور وہ تمام کلمات جن میں تعلیل نہیں ہوئی، قاعدہ پر منطبق ہوگئے، وہ قاعدہ یہ ہے:

"ہر وہ واؤ اور یائے متحرکہ جن کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو، اور وہ واؤ اور یاء مصدر میں "الف ساکن" سے ملے ہوئے نہ ہوں، دیگر شرائط[1] پائے جانے کے وقت، اُس واؤ اور یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں" (اور اگر ضمہ یا کسرہ ہو تو اُس واؤ اور یاء کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہیں، کسی دوسرے حرف سے نہیں بدلتے)[2]۔

(۱) یعنی وہ شرائط جو قاعدہ (۸) میں اجمالاً اور قاعدہ (۷) میں تفصیلاً گذر چکی ہیں دیکھئے: ص ۷۱

(۲) چوں کہ أَزْوَحَ کے مصدر: اِزْوَاحًا اور اِسْتَصْوَبَ کے مصدر: اِسْتِصْوَابًا میں واؤ "الف ساکن" سے ملا ہوا ہے، اس لئے اِن میں تعلیل نہیں ہوئی، پس ان میں تعلیل نہ ہونا، شاذ اور خلافِ قیاس نہیں؛ بلکہ قاعدہ کے مطابق ہے۔ یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ بات تو أَقَامَ اور اِسْتَقَامَ کے مصدر میں بھی پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ اِقَامَةً کی اصل اِقْوَامًا اور اِسْتِقَامَةً کی اصل: اِسْتِقْوَامًا ہے، پس اِن میں بھی واؤ "الف ساکن" سے ملا ہوا ہے؛ لہٰذا أَقَامَ، اِسْتَقَامَ اور ان کے نظائر میں بھی تعلیل نہیں ہونی چاہئے، آگے مصنف نے اسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔

"بابِ افعال" اور "بابِ استفعال" کا مصدر جس طرح اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اسی طرح اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: اِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ (یہ اصل میں اِقْوَمَةٌ اور اِسْتِقْوَمَةٌ تھے)، ان دونوں ابواب کے جن افعال میں تعلیل ہوئی ہے، اُن کے تمام مصادر اسی وزن پر ہیں؛ لیکن یہ وزن اجوف کے ساتھ خاص ہے، غیر اجوف میں نہیں آتا، جیسا کہ مصدرِ ثلاثی مجرد کا وزن: فُعَلٌ ناقص کے ساتھ خاص ہے، غیر ناقص میں نہیں آتا۔

جس طرح مصدرِ ناقص فُعَلٌ کے وزن کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ دیگر اوزان پر بھی آتا ہے، البتہ فُعَلٌ کا وزن ناقص کے ساتھ خاص ہے، غیر ناقص میں نہیں آتا؛ اسی طرح "باب افعال" اور "باب استفعال" کا مصدرِ اجوف بھی اِن دونوں اوزان: اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ ان دونوں ابواب کا مصدرِ اجوف اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے؛ جیسے: ان دونوں ابواب کے اُن تمام افعال کے مصادر جن میں تعلیل نہیں ہوئی؛ البتہ اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کا وزن اجوف کے ساتھ خاص ہے، غیر اجوف میں نہیں آتا۔[1]

پس أَزْوَحَ، اِسْتَصْوَبَ اور ان کے نظائر کے مصادر میں - جو کہ اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر ہیں -، واؤ اور یاء: "الف ساکن" سے ملے ہوئے ہیں، اس لئے اس پورے باب میں تعلیل نہیں کی گئی، اور أَقَامَ، اِسْتَقَامَ اور ان کے نظائر کے مصادر میں - جو کہ اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہیں - واؤ اور یاء "الف ساکن" سے ملے ہوئے نہیں ہیں، اس لئے اس پورے باب میں تعلیل کردی گئی، پس ان میں سے کوئی بھی کلمہ خلافِ قاعدہ نہیں رہا۔

سوال: علمائے صرف نے تعلیل میں فعل کو اصل اور مصدر کو فرع قرار دیا ہے، جیسا کہ قَامَ قِيَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا کے بارے میں کہا گیا ہے؛ جب کہ یہاں اس کے برعکس لازم آتا ہے؛ کیوں کہ یہاں فعل تعلیل میں مصدر کے تابع ہوگیا؟

جواب: یہ اصل اور فرع ہونا ایک سطحی بات ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ تعلیل اور اس طرح

(۱) خلاصہ یہ ہے کہ "باب افعال" اور باب استفعال" کا جو مصدر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہوگا، وہ لازمی طور پر اجوف ہوگا؛ مگر ان دونوں ابواب کا ہر مصدرِ اجوف اسی وزن پر ہو، ایسا نہیں؛ بلکہ جن افعال میں تعلیل ہوئی ہے ان کے مصادرِ اجوف تو اسی وزن پر ہوتے ہیں؛ جیسے: أَقَامَ اِقَامَةً اور اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً، اور جن افعال میں تعلیل نہیں ہوئی، ان کے مصادر اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر ہوتے ہیں؛ جیسے: أَزْوَحَ إِزْوَاحًا اور اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا وغیرہ۔

کے دیگر احکام میں باب کی موافقت پیش نظر ہوتی ہے، تا کہ صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں، پس اگر صیغہ میں تعلیل کا قوی سبب ہوتا ہے، تو اس باب کے تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں، اور اگر ایک صیغہ میں کوئی ایسا قوی سبب پایا جاتا ہے جو تعلیل نہ کرنے کا تقاضا کرتا ہے، تو اس باب کے تمام صیغوں کو بغیر تعلیل کے رہنے دیتے ہیں، اس بات کی رعایت ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی کہ تعلیل یا عدمِ تعلیل کا سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں۔

مثال کے طور پر: واؤ کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان ہونا، ثقیل ہونے کی وجہ سے، واؤ کو حذف کرنے کا تقاضا کرتا ہے، اس لئے یَعِدُ میں واؤ کو حذف کر دیا گیا، اور باقی اُن صیغوں میں —جن میں علامت مضارع: ''تاء'' یا ''الف'' یا ''نون'' ہے— اگر چہ یہ علت موجود نہیں؛ مگر محض تناسب اور باب کی موافقت کے لئے اُن میں بھی واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح دو ہمزاؤں کا فعل مضارع کے شروع میں جمع ہونا، ثقیل ہونے کی وجہ سے، دوسرے ہمزہ کو حذف کرنے کا تقاضا کرتا ہے، اس لئے اُکْرِمُ میں —جو کہ اصل میں أأکْرِمُ تھا— دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا، اور یُکْرِمُ، تُکْرِمُ اور نُکْرِمُ میں یہ علت موجود نہیں، اِن میں صرف تناسب اور باب کی موافقت کے لئے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے۔ یہاں اس بات کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع، یا اُکْرِمُ اصل ہے اور تُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع؛ ورنہ تو اگر غائب کے صیغوں کو اصل قرار دیں، تو یُکْرِمُ کو اُکْرِمُ کے تابع کرنا بے محل ہوگا، اور اگر متکلم کا صیغہ اصل ہو، تو اَعِدُ، نَعِدُ کو یَعِدُ کے تابع کرنا لغو ہوگا۔

سوال: آپ کی اس تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اصل قاعدہ یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور تَعِدُ، اَعِدُ اور نَعِدُ اس کے تابع ہیں، تو شروع کتاب (یعنی معتل کے پہلے قاعدہ) میں آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ:

''مطلق علامت مضارع کو لے کر قاعدہ بیان کرنا چاہئے، صرف ''یاء'' کو لے کر قاعدہ بیان کرنا اور دوسرے صیغوں کو اس کے تابع قرار دینا بے فائدہ تطویل ہے''؟

جواب: قواعد کو صاف اور واضح کرنے کے دو پہلو ہوتے ہیں: (۱) قاعدہ کی تقریر (۲) قاعدہ میں جو حکم مذکور ہے اُس کے سبب اور نکتہ کا بیان۔ قاعدہ کی تقریر میں ایسا کلی بیان ہونا چاہئے جو تمام جزئیات کو شامل ہو، اور نکتہ اور سبب کے بیان میں یہ واضح کیا جاتا ہے کہ فلاں صیغے میں حکم کی علت پائی جاتی ہے اور دوسرے صیغوں کو حکم میں اس کے تابع کیا گیا ہے، قاعدہ کی اصل تقریر میں تابع اور

متبوع کے درمیان فرق کرنا، ذہن کے انتشار کا باعث ہوتا ہے، اس لئے محققین کی عادت یہی ہے کہ وہ قاعدہ کی تقریر میں تابع اور متبوع کا فرق بیان نہیں کرتے؛ بلکہ کلی بیان پر اکتفا کرتے ہیں؛ جیسا کہ آپ ''فصول اکبری''، ''اصول اکبری'' اور محققین کی تمام کتابوں میں دیکھیں گے۔

فعل و مصدر کے اصل و فرع ہونے کی تحقیق عنقریب اسی باب میں جناب استاذ محترم کے افادات کے مطابق آرہی ہے۔

اَبیٰ یَأبیٰ کی تحقیق

افادہ (۲): اَبیٰ یَأبیٰ کو —جو ''باب فَتَحَ یَفْتَحُ'' سے ہے، حالاں کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں ہے— علمائے صرف نے شاذ کہا ہے، اور چند دیگر کلمات، مثلاً: قَلَى يَقْلَى، عَضَّ يَعَضُّ اور بَقَى يَبْقَى بھی بعض لغات[۱] کے مطابق ''باب فتح'' سے آتے ہیں، حالاں کہ اِن میں بھی مذکورہ شرط نہیں پائی جاتی۔ میرے استاذ محترم نے ان کے شذوذ کو دور کرنے کے لئے قاعدہ اس طرح بیان فرمایا کہ:

''ہر وہ صحیح کلمہ جو ''باب فَتَحَ یَفْتَحُ'' سے آئے، ضروری ہے کہ اس کا عین یا لام کلمہ ''حرف حلقی'' ہو''

استاذ محترم نے قاعدہ میں ''صحیح'' کی قید بڑھا دی ہے، پس ان کلمات کا شاذ ہونا لازم نہیں آئے گا؛ کیوں کہ اِن میں سے بعض ناقص ہیں اور بعض مضاعف۔[۲]

کُلْ، خُذْ اور مُرْ کی تحقیق

افادہ (۳): کُلْ، خُذْ، اور مُرْ میں —جو کہ اصل میں اُؤْکُلْ، اُؤْخُذْ اور اُؤْمُرْ تھے— دونوں ہمزاؤں کے حذف کرنے کو علمائے صرف نے شاذ قرار دیا ہے، حضرت استاذ محترم نے ان کے شذوذ کو اس طرح دور فرمایا کہ:

''ان صیغوں میں قلب[۳] مکانی ہوا ہے، فا کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ لے آئے اور عین کلمہ کو فا کلمہ کی جگہ

---

(۱) اس سے مصنف نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان کا ''باب فتح'' سے ہونا بعض لغات کے اعتبار سے ہے ورنہ اکثر لغات میں قَلَى يَقْلِى باب ضرب سے، عَضَّ يَعَضُّ باب نصر سے اور بَقِيَ يَبْقَى ''باب سمع'' سے آتا ہے۔

(۲) قاعدہ میں ''صحیح'' کی قید لگانے سے اَبیٰ یَأبیٰ وغیرہ کا شذوذ تو واقعی ختم ہو گیا؛ لیکن رَكَنَ يَرْكَنُ کا شذوذ پھر بھی باقی ہے، وہ ختم نہیں ہوا، کیوں کہ یہ صحیح بھی ہے، اور ''باب فتح'' سے ہے، حالاں کہ اس کا نہ عین کلمہ حرف حلقی ہے نہ لام کلمہ۔

(۳) کلمہ کے حروف کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کرنے کو قلب مکانی کہتے ہیں، قلب مکانی کا کوئی مستقل قاعدہ نہیں، ''فن صرف'' کی بڑی کتابوں میں اس کی بہت سی صورتیں لکھی ہیں، آگے مصنف نے ان میں سے تین صورتیں بیان کی ہیں۔

پس اَکْؤُلْ، اُخْؤُذْاور اُمْؤُرْ ہوگئے، پھر"یَسَلُ" کے قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو حذف کرنے کے بعد ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے شروع سے ہمزۂ وصل کو بھی حذف کردیا، کُلْ، خُذْاور مُرْ ہوگئے"۔

سوال: "یَسَلُ" کے قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو حذف کرنا تو صرف جائز ہے، جب کہ کُلْ اور خُذْ میں ہمزہ کو وجوبی طور پر حذف کیا گیا ہے؟

جواب: ہم یہ قاعدہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

"ہر وہ ہمزۂ متحرکہ جو ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہو جو"مدہ زائدہ" اور یائے تصغیر کے علاوہ ہو، اُس ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اگر ہمزہ کا ساکن حرف کے بعد واقع ہونا "قلب مکانی" کی وجہ سے ہو، یا "افعال قلوب" [1] میں سے کسی فعل میں ہو، تو اُس ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے، اور اگر مذکورہ دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو اُس ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے"۔

پس ہمزہ کے حذف کا واجب ہونا رُؤْیَۃ کے افعال میں بھی قاعدہ کے مطابق ہے، اور اِن تینوں صیغوں میں بھی۔ اور رُؤْیَۃ کے اسمائے مشتقہ میں ہمزہ کے حذف کا واجب نہ ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے۔

مُرْ میں قلب اور عدمِ قلب دونوں جائز ہیں، قلب کی صورت میں ہمزہ وجوباً حذف ہوگا، چناں چہ یہی وجہ ہے کہ اُمْؤُرْ نہیں کہہ سکتے، اور عدم قلب کی صورت میں ہمزہ حذف نہیں ہوگا۔

قلب مکانی کی کچھ صورتیں

عربی زبان میں قلب مکانی کثرت سے واقع ہوتا ہے:

(۱) کبھی فا کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فا کلمہ کی جگہ لے جانے کی شکل میں؛ جیسے: آدُرٌ-دَارٌ کی جمع أَدْوُرٌ میں- یہ اصل میں اَدْوُرٌ تھا، "وُجُوْہٌ" کے قاعدہ [2] کے مطابق واؤ کو ہمزہ سے بدل کر، قلب مکانی کرکے ہمزہ کو فا کلمہ کی جگہ لے گئے، أَأْدُرٌ ہوگیا، پھر "آمَنَ" کے قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا، آدُرٌ ہوگیا۔ پس آدُرٌ (قلب مکانی کے بعد) أَعْفُلٌ کے وزن پر ہوگیا ہے۔

(۲) کبھی عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ اور لام کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ لے جانے کی شکل میں؛ جیسے:

---

(۱) افعال قلوب: وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل سے ہو، یہ سات ہیں: عَلِمْتُ، رَأَیْتُ، وَجَدْتُ، (یقین کے لئے) ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ (شک کے لئے) اور زَعَمْتُ (شک اور یقین دونوں کے لئے)۔

(۲) معتل کا قاعدہ (۵) مراد ہے۔

قِسِیٌّ-قَوْسٌ کی جمع قُوُوْسٌ میں- سین کو واؤ کی جگہ لے آئے اور واؤ کو سین کی جگہ، قُسُوْوٌ ہوگیا، پھر قاعدہ (۱۵) کے مطابق تعلیل کرنے کے بعد، دِلِیٌّ کی طرح ہوگیا۔

(۳) کبھی لام کلمہ کو فا کلمہ کی جگہ، فا کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ لے جانے کی شکل میں؛ جیسے: اَشْیَاءُ، یہ اصل میں شَیْئَاءُ تھا، [1] شَیْءٌ کا اسم جمع، [2] - جیسے: نَعْمَاءُ، نِعْمَۃٌ کا اسم جمع ہے- اَشْیَاءُ: اَفْعَالٌ کے وزن پر نہیں ہوسکتا؛ اس لئے کہ أَشْیَاءُ غیر منصرف ہے، اور أَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں، اس میں اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہیں پایا جائے گا، [3] اس لئے اِس کی اصل شَیْئَاءُ بروزن فَعْلَاءُ قرار دی گئی ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں ہمزہ تانیث کے لئے ہوگا، اور تانیث بالف ممدودہ غیر منصرف کا سبب ہے اور تنہا دو سببوں کے قائم مقام ہے۔ قلب مکانی کے بعد أَشْیَاءُ: لَفْعَاءُ کے وزن پر ہوگیا ہے۔

علمائے صرف [4] نے لکھا ہے کہ: قلب مکانی کی پہچان اس کلمہ کے مادہ کے دیگر مشتقات سے ہوجاتی ہے، مثلاً: دَارٌ واحد، دُوْرٌ جمع تکسیر اور دُوَیْرَۃٌ تصغیر سے معلوم ہوجاتا ہے کہ آدُرٌ میں عین کلمہ واؤ، فا کلمہ دال کی جگہ چلا گیا ہے۔ اسی طرح قِسِیٌّ کے بارے میں لفظ قَوْسٌ اور تَقَوُّسٌ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ قِسِیٌّ کی اصل قُوُوْسٌ تھی۔

اسی طرح قلب مکانی کی پہچان اس سے بھی ہوجاتی ہے کہ اگر کلمہ میں قلب نہ مانا جائے تو کلمہ کا بغیر کسی سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آئے، جیسا کہ اَشْیَاءُ میں قلب کا علم اسی طرح ہوا ہے۔

---

(۱) لام کلمہ یعنی پہلے ہمزہ کو فاء کلمہ شین کی جگہ، شین کو عین کلمہ یاء کی جگہ، اور یاء کو لام کلمہ ہمزہ کی جگہ لے آئے، أَشْیَاءُ ہوگیا۔

(۲) یہاں اسم جمع اصطلاحی مراد نہیں؛ بلکہ جمع ہی مراد ہے؛ کیوں کہ اسم جمع کا واحد نہیں ہوتا، جب کہ أَشْیَاءُ اور نَعْمَاءُ کا واحد ہے، مصنف نے یہاں لفظ "اسم" صرف اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بڑھایا ہے کہ فَعْلَاءُ کا وزن اسم صفت کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ اسم ذات کی جمع بھی اس وزن پر آتی ہے؛ جیسے: أَشْیَاءُ اور نَعْمَاءُ اسم ذات ہیں اور اسی وزن پر ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ لفظ "اسم" یہاں صفت کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔

(۳) کیوں کہ اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس کا ہمزہ تانیث کے لئے نہیں ہوگا، بلکہ اصلی (لام کلمہ) ہوگا، اور غیر منصرف کا سبب وہ ہمزہ ہوتا ہے، جو زائد ہو اور تانیث کے لئے ہو۔

(۴) یہاں سے مصنف نے قلب مکانی کی تین علامتیں بیان کی ہیں: (۱) جس کلمہ میں تغیر ہوا ہے اس کے مادہ کے دوسرے صیغوں میں، حروف کی ترتیب اس کلمہ کے حروف کی ترتیب سے مختلف ہو۔ (۲) اگر قلب مکانی نہ مانیں تو اسم کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آئے۔ (۳) اگر قلب نہ مانیں تو کلمہ میں خلاف قاعدہ تعلیل یا تخفیف کا ہونا لازم آئے۔

استاذِ محترم فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح قلب کا علم اس سے بھی ہوجاتا ہے کہ اگر کلمہ میں قلب کا اعتبار نہ کیا جائے تو کلمہ کا شاذ ہونا لازم آئے، جیسے: کُلْ، خُذْ اور مُرْ میں۔ جس طرح بغیر کسی سبب کے کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس (ہونے کی وجہ سے) قلب کے اعتبار کا تقاضا کرتا ہے، اسی طرح تحققِ علت کے بغیر ہمزہ میں تخفیف یا حرفِ علت میں تعلیل ہونا بھی خلاف قیاس ہے، (لہٰذا یہ بھی) قلب کے اعتبار کا مقتضی بن سکتا ہے۔

لَمْ یَکُ اور اِنْ یَکُ کی تحقیق

افادہ (۴): لَمْ یَکُنْ اور اِنْ یَکُنْ میں کبھی نون کو حذف کرکے، لَمْ یَکُ، اور اِنْ یَکُ کہہ دیتے ہیں، علمائے صرف نے اس حذف کو خلافِ قیاس قرار دیا ہے۔ میرے استاذِ محترم نے -اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے- اس کے لئے قاعدہ بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ:

”ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں واقع ہو، عامل جازم کے داخل ہونے کے وقت اس کو حذف کرنا جائز ہے“۔

اگر چہ یہ قاعدہ صرف اسی ایک فرد میں منحصر ہے؛ کیوں کہ یَکُوْنُ کے علاوہ کوئی فعل ناقص ایسا نہیں ہے جس کے آخر میں نون ہو؛ لیکن قاعدہ کے کلی ہونے کے لئے ایک فرد میں منحصر ہونا مضر نہیں، ہاں علت پائے جانے کے باوجود بعض جزئیات میں حکم کا نہ پایا جانا، قاعدہ کے لئے مضر ہے۔

اس کی نظیر وہ قاعدہ ہے جو بعض محققین نے لفظ یَا اللّٰہُ[1] میں ”حرف نداء“ کے ساتھ ہمزہ کو باقی رکھنے کے متعلق بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ:

”ہر وہ الف ولام“ جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام میں، ہمزہ کے حذف ہوجانے کے بعد ہمزہ کے قائم مقام ہوگیا ہو، ”حرف ندا“ کے داخل ہونے کے وقت، اُس کا ہمزہ قطعی ہوکر باقی رہتا ہے“۔

(۱) مشہور مذہب یہ ہے کہ لفظ اللّٰہ: اصل میں اِلَاہٌ تھا، شروع سے ہمزہ حذف کرکے، اس کی جگہ الف ولام لے آئے پھر پہلے لام کا دوسرے لام میں ادغام کردیا، اللّٰہ ہوگیا۔ لفظ اللّٰہ میں ہمزہ کو حذف کرنے کے بعد، جو الف ولام لایا گیا ہے، اس میں لام حرف تعریف ہے اور الف ہمزۂ وصل، اور ہمزۂ وصل حرف نداء کے داخل ہونے کے وقت حذف ہوجاتا ہے؛ جیسے: یَاابْنَ أَخِيْ میں حذف ہوگیا، جب کہ لفظ اللّٰہ کا ہمزہ حرف نداء کے داخل ہونے کے وقت حذف نہیں ہوتا؛ لہٰذا محققین نے اس کا ایک مستقل قاعدہ بیان کیا ہے۔ آگے مصنف اسی کو ذکر فرمارہے ہیں۔

یہ قاعدہ کلیہ صرف لفظ ”اللّٰہ“ میں منحصر ہے۔ (پس جس طرح اس قاعدہ کا لفظ ”اللّٰہ“ میں منحصر ہونا اس کے کلی ہونے کے لئے مضر نہیں، اسی طرح اوپر ذکر کردہ قاعدہ کا لفظ ”یَکُوْنُ“ میں منحصر ہونا بھی اس کے کلی ہونے کے لئے مضر نہیں ہوگا)۔

اِتَّخَذَ اور اس کے نظائر کی تحقیق

افادہ (۵): جب ہمزہ کے بدلے میں آئی ہوئی یاء ”باب افتعال“ کے فاکلمہ کی جگہ واقع ہو، تو اس کو تاء سے نہیں بدلا جاتا؛ بلکہ اپنی حالت پر باقی رکھا جاتا ہے؛ جیسے: اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ؛ اسی وجہ سے علمائے صرف نے اِتَّخَذَ کو شاذ قرار دیا ہے؛ کیوں کہ اس میں ہمزہ کے بدلے میں آئی ہوئی یاء کو تاء سے بدل کر اس کا ”تائے افتعال“ میں ادغام کیا گیا ہے۔

ہمارے استاذِ محترم اس کا شذوذ دور کرنے کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ:

”اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے، اس کا مجرد تَخِذَ یَتْخَذُ ہے، نہ کہ أَخَذَ یَاخُذُ، اور تَخِذَ کا أَخَذَ کے معنی میں ہونا ”تفسیر بیضاوی“ سے معلوم ہوتا ہے، پس اِتَّخَذَ: اِتَّبَعَ کے مانند ہے جو تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اس کی تاء اصلی ہے“۔

مصدر اور فعل میں کون اصل ہے اور کون فرع؟

افادہ (۶): بصریین اور کوفیین کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ کوفیین کہتے ہیں کہ: فعل اصل ہے، اور بصریین کہتے ہیں کہ: مصدر اصل ہے۔ اصل اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا فعل ماضی کو مادہ اور اصل قرار دے کر مشتق منہ، اور مصدر کو فرع اور فعل ماضی سے مشتق کہا جائے، یا مصدر کو مادہ اور اصل قرار دے کر مشتق منہ، اور فعل ماضی کو مصدر کی فرع اور اس سے مشتق مانا جائے؟ پس بصریین امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ معنیٰ مصدری تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کی اصل اور مادہ ہیں؛ لہٰذا مصدر کا لفظ بھی تمام مشتقات کی اصل اور مادہ ہوگا۔ اور کوفیین امورِ لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ: مصدر تعلیل میں اکثر فعل کے تابع ہوتا ہے اور تعلیل امور لفظیہ میں سے ہے؛ لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کی فرع اور اس سے مشتق کہا جائے گا۔ ہمارے استاذ مرحوم کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مذہب کوفیین کے راجح ہونے پر قوی دلائل موجود ہیں۔

دلائلِ کوفیین

پہلی دلیل: یہ ہے کہ یہاں بحث اشتقاق [1] کے اعتبار سے مصدر کے اصل یا فرع ہونے کے متعلق ہورہی ہے، اور اشتقاق امورِ لفظیہ میں سے ہے، اگرچہ معنی سے بھی تعلق رکھتا ہے، پس فعل ماضی اور مصدر کے لفظ میں یہ غور کرنا چاہئے کہ فعل ماضی کا لفظ مادہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے یا مصدر کا لفظ؟ غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مادہ ہونے کی صلاحیت فعل ماضی کے لفظ میں ہے، مصدر کے لفظ میں نہیں؛ اس لئے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں، مصدر میں بھی پائی جاتے ہیں؛ لیکن اس کے برعکس ایسا نہیں ہے کہ جو حروف مصدر میں پائے جاتے ہوں، وہ تمام لازماً فعل ماضی میں بھی پائے جاتے ہوں۔

چناں چہ مصادرِ ثلاثی مجرد کے صرف سات اوزان: قَتْلٌ، فِسْقٌ، شُکْرٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ صِغَرٌ، هُدًى، اور (غیر ثلاثی مجرد میں) تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ اور تَفَعْلُلٌ کے علاوہ، تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہوتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ مادہ ہونے کی صلاحیت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جائے، جو تمام فروع میں نہیں پایا جاتا، وہ مادہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، نیز مزید علیہ [2] اصل ومادہ ہونے کے زیادہ لائق ہے، نہ کہ مزید [3] (لہٰذا فعل ہی اصل ہوگا؛ کیوں کہ اسی میں مذکور تمام باتیں پائی جاتی ہیں) اور فعل ماضی کے تمام حروف کا تمام مصادر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے۔

---

(۱) اشتقاق: کے معنی لغت میں ایک چیز سے دوسری چیز نکالنے کے ہیں، اور علمائے صرف کی اصطلاح میں اشتقاق کہتے ہیں: لفظی اور معنوی مناسبت کو سامنے رکھ کر ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانا۔ پہلے کلمہ کو مشتق منہ کہتے ہیں اور دوسرے کو مشتق۔ اشتقاق کی تین قسمیں: اشتقاقِ صغیر، اشتقاقِ کبیر اور اشتقاقِ اکبر۔
اشتقاق صغیر: یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان اصل حروف اور حروف کی ترتیب دونوں میں تناسب ہو، جیسے: ضَرَبَ، الضَّرْبُ سے مشتق ہے۔
اشتقاق کبیر: یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان اصل حروف میں تو تناسب ہو؛ مگر حروف کی ترتیب میں تناسب نہ ہو؛ جیسے: جَبَذَ: الجَذْبُ سے مشتق ہے۔
اشتقاق اکبر: یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے مخرج میں تناسب ہو، اصل حروف اور حروف کی ترتیب میں تناسب نہ ہو، جیسے: نَهِقَ: النَّعْقُ سے مشتق ہے۔ (مراح الارواح ص: ۴-۵)
(۲) یعنی فعل ماضی۔
(۳) یعنی مصدر، کیوں کہ مصدر ہی میں زائد حروف ہوتے ہیں، فعل ماضی میں مصدر سے زائد حروف نہیں ہوتے۔

رہا یہ سوال کہ: اِخْشَوْشَنَ کا واوَ اور اِدْهَامَّ کا الف تو: اِخْشِيْشَانٌ اور اِدْهِيْمَامٌ میں نہیں پائے جاتے؟ تو اس کا جواب یہ کہ: (ان دونوں مصدروں کی جو اصل ہے اس میں واوَ اور الف موجود تھے) ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے معتل کے قاعدہ (۳) کے مطابق اُن کو یاء سے بدل دیا گیا ہے، پس یہاں اصل کے اعتبار سے واوَ اور الف مصدر میں موجود ہیں۔

اگر مصدر مادہ ہوتا، تو ماضی اِخْشِيْشَنَ اور اِدْهِيْمَمَ آتی، اور اسی طرح تمام افعال اور اسمائے مشتقہ بھی یاء کے ساتھ آتے؛ کیوں کہ یہاں کوئی ایسا قاعدہ اور سبب نہیں پایا جاتا، جس کی وجہ سے یاء کو اِخْشَوْشَنَ میں واوَ سے اور اِدْهَامَّ میں الف سے بدلا گیا ہو۔

اور "باب تفعیل" کے مصدر میں جو فعل ماضی کا مکرر حرف نہیں پایا جاتا، اس کی وجہ محققین نے یہ بیان کی ہے کہ: "یائے تفعیل" کی اصل وہی مکرر حرف ہے؛ مثلاً: تَخْمِيْذ اصل میں تَخْمِمْذ تھا، دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا، تَخْمِيْذ ہوگیا۔ مضاعف میں اکثر دوسرے حرف کو، ثقل دور کرنے کے لئے حرف علت سے بدل دیتے ہیں، چناں چہ دَسّٰهَا میں- جو کہ اصل میں دَسَّسَهَا تھا- دوسرے سین کو الف سے بدلا گیا ہے۔

سوال: یہ جو آپ نے بیان کیا ہے (کہ فعل ماضی کے تمام حروف تمام مصادر میں پائے جاتے ہیں، کہیں اِصالۃً اور کہیں دوسرے حروف سے بدل کر)، اس پر "باب تفعیل" کے مصادر: تَبْصِرَةٌ، تَسْمِيَةٌ، سَلَامٌ، کَلَامٌ اور "باب مفاعلۃ" کے مصادر: قِتَالٌ اور قِيْتَالٌ سے نقض وارد ہوتا ہے؛ کیوں کہ ان مصادر میں فعل ماضی کے تمام حروف موجود نہیں (نہ اصالۃً اور نہ دوسرے حروف سے بدل کر)؟

جواب: گفتگو اُن اصل مصادر کے متعلق ہورہی ہے جو باب میں کلیۃً (یعنی ہمیشہ یا اکثر) پائے جاتے ہیں، جو مصادر کم پائے جاتے ہیں، وہ لائق اعتبار نہیں، پھر سَلَامٌ اور کَلَامٌ کو تو علمائے صرف نے اسم مصدر [1] قرار دیا ہے، (لہٰذا ان کو لے کر تو اعتراض کرنا ہی صحیح نہیں) اور جو مصادر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر آئے ہیں، علمائے صرف نے ان کی اصل تَفْعِيْلٌ کے وزن پر نکالی ہے، چناں چہ وہ کہتے

---

(۱) اسم مصدر: وہ اسم ہے جو مصدر کی طرح ایسے معنی پر دلالت کرے جو غیر (فاعل یا مفعول بہ) کے ساتھ قائم ہوں، مگر اس میں فعل ماضی کے بعض حروف موجود نہ ہوں نہ لفظاً اور نہ تقدیراً اور نہ ان کے عوض کوئی دوسرا حرف ہو، جیسے: سَلَامٌ اور کَلَامٌ، یہ سلام اور گفتگو کے معنی پر دلالت کرتے ہیں؛ مگر فعل ماضی سَلَّمَ اور کَلَّمَ میں جو دوسرا لام ہے وہ اِن میں لفظاً اور تقدیراً کسی بھی اعتبار سے موجود نہیں، اور ان کے عوض کوئی دوسرا حرف بھی نہیں لایا گیا۔ دیکھئے: النحو الوافی (۳/۱۶۵)

ہیں کہ تَسْمِیَۃٌ اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا، یاء کو حذف کر کے آخر میں اس کے عوض تاء زیادہ کر دی، پھر واؤ کو کلمہ میں چوتھا حرف ہونے کی وجہ سے؛ قاعدہ (۲۰) کے مطابق یاء سے بدل دیا، تَسْمِیَۃٌ ہوگیا۔

اور قَاتَلَ ماضی میں جو الف تھا، قِیْتَالٌ مصدر میں وہ الف ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گیا، اور قِتَالٌ: قِیْتَالٌ کا مخفف ہے (اس میں تخفیفاً یاء کو حذف کر دیا گیا)، پس تمام مصادر میں فعل ماضی کے تمام حروف پائے جاتے ہیں، گو تقدیراً پائے جائیں۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ فعل بغیر مصدر کے بھی پایا جاتا ہے؛ جیسے: لَیْسَ اور عَسٰی، پس اگر مصدر اصل ہوگا، تو فرع (یعنی فعل) کا بغیر اصل کے پایا جانا لازم آئے گا، (اور یہ درست نہیں، اس کے برخلاف) کوئی مصدر بغیر فعل کے نہیں پایا جاتا (پس معلوم ہوا کہ فعل اصل ہے)۔ اور بعض مصادر کو جو علمائے صرف نے عقیمہ[1] کہا ہے، مثلاً: مَتْن اور تَقْسِیْم؛ کیوں کہ ان دونوں سے اسم فاعل کے علاوہ کوئی اور کلمہ نہیں آتا، تو ان کا عقیمہ ہونا ہمیں تسلیم نہیں، جیسا کہ "قاموس" سے واضح ہوتا ہے۔[2]

تیسری دلیل: یہ ہے کہ بصریین نے افعال اور مشتقات کے معانی کے لئے معنیٔ مصدری کے مادہ ہونے کو، اِس کی دلیل قرار دیا ہے کہ لفظِ فعل لفظِ مصدر سے مشتق ہے[3]۔ "اشتقاق لفظی" کی حقیقت میں غور کرنے کے بعد، یہ بات محض باطل ہوکر رہ جاتی ہے، اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے

(۱) عقیمہ: لغت میں بانجھ عورت کو کہتے ہیں، اور علماء صرف کی اصطلاح میں عقیمہ وہ مصدر کہلاتا ہے جس سے کوئی فعل نہ آتا ہو۔

(۲) چناں چہ "قاموس" میں لکھا ہے: قَسَمَہٗ یَقْسِمُہٗ: جَزَّأَہٗ، اور "مختار الصحاح" میں لکھا ہے: مَتَنَ الشیءَ مَتْناً: صَلُبَ بَابُہٗ۔ پس معلوم ہوا کہ تَقْسِیْم سے ماضی اور مضارع دونوں آتے ہیں، اور مَتْنٌ سے فعل ماضی استعمال ہوتا ہے لہٰذا ان کو عقیمہ کہنا صحیح نہیں۔

(۳) بصریین کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ: یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ معنیٔ مصدری افعال و مشتقات کے معانی کے لئے اصل ہیں، اور چوں کہ اصل کا وجود فروع کے وجود سے پہلے ہوتا ہے؛ لہٰذا پہلے معنیٔ مصدری کا وجود ہوگا، اس کے بعد افعال و مشتقات کے معانی پائے جائیں گے، بالکل اسی طرح جیسا کہ سونا چاندی اصل ہے اور زیورات ان کی فرع ہیں، پہلے سونا چاندی پایا جاتا ہے، پھر ان سے زیورات تیار کئے جاتے ہیں، اور جب معنیٔ مصدری کا وجود افعال و مشتقات کے معانی کے وجود سے پہلے ہوگا، تو لازماً لفظ مصدر کا وجود بھی افعال و مشتقات کے لفظ کے وجود سے پہلے ہوگا، اس لئے کہ لفظ کے وجود اور لفظ کے معنی کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے، جس وقت لفظ وجود میں آتا ہے، اسی وقت اس کے معنی بھی وجود میں آتے ہیں اور ظاہر ہے اصل اور مشتق منہ وہی لفظ بن سکتا ہے، جس کا وجود پہلے ہو، نہ کہ وہ لفظ جس کا وجود بعد میں ہو، لہٰذا لفظ مصدر مشتق منہ ہوگا؛ کیوں کہ اس کا وجود پہلے ہوتا ہے، اور لفظ فعل مشتق ہوگا؛ کیوں کہ اس کا وجود بعد میں ہوتا ہے۔

کہ: دو لفظوں میں لفظاً اور معنیً مناسبت ہو، جہاں ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو ماخوذ ماننا آسان ہوتا ہے، وہاں دوسرے لفظ کو پہلے لفظ سے مشتق قرار دیتے ہیں، برتنوں اور زیورات کو سونے چاندی سے ڈھالنے کی جو صورت ہوتی ہے کہ اولاً سونا اور چاندی علیحدہ موجود ہوتا ہے، پھر اُس میں تصرف کر کے برتن اور زیورات بناتے ہیں، وہ صورت یہاں نہیں ہوتی، کہ اولاً مشتق منہ علیحدہ پایا جاتا ہو، پھر اُس میں تصرف کر کے مشتق بنایا جاتا ہو؛ بلکہ مشتق اور مشتق منہ کا تحقق وضع اور استعمال کے اعتبار سے ایک زمانہ میں ہوتا ہے، پس دلیل میں فعل کے مصدر سے مشتق ہونے کو، سونے چاندی سے برتن اور زیورات ڈھالنے پر قیاس کرنا، قیاس[1] مع الفارق ہے۔

فائدہ: غیر محقق لوگ اس اختلاف کے بیان اور طرفین کے دلائل تحریر کرنے میں عجیب خبط کرتے ہیں وہ مطلقاً اصل اور فرع ہونے میں اختلاف ذکر کرتے ہیں، اور دلائل اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بصریین مصدر کو اس لئے اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے، اور کوفیین فعل کو اس لئے اصل کہتے ہیں کہ مصدر تعلیل میں فعل کے تابع ہوتا ہے، پھر یہ محاکمہ کرتے ہیں کہ مصدر اشتقاق کے اعتبار سے اصل ہے، اور فعل تعلیل کے اعتبار سے اصل ہے۔ اور اصل حقیقت وہی ہے، جو ہم نے بیان کی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: بصریین کے نزدیک اسماء مشتقہ چھ ہیں: (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم ظرف (۴) اسم آلہ (۵) صفت مشبہ (۶) اسم تفضیل۔ اور کوفیین کے نزدیک اسماء مشتقہ سات ہیں: چھ مذکورہ اور ایک مصدر، اور بصریین اور کوفیین کا اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یا مصدر فعل سے؟ اور دلائلِ قویہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مصدر کا فعل سے مشتق ہونا راجح ہے جو کہ کوفیین کا مذہب ہے۔

نون ثقیلہ کے ساتھ واوِ جمع مذکر و یائے واحد مؤنث حاضر کے حذف ہونے کی وجہ

افادہ (۷): جمع مذکر غائب و حاضر کا "واؤ" اور واحد مؤنث حاضر کی "یاء" نون ثقیلہ کے ساتھ حذف ہوجاتے ہیں، بصریین کہتے ہیں کہ: اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں۔ اور کوفیین کہتے ہیں کہ: اجتماعِ ثقیلین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں، اور "الفِ تثنیہ" اسی لئے حذف نہیں ہوتا کہ وہ ثقیل نہیں، اور بصریین "الف تثنیہ" کے حذف نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ: اگر "الف تثنیہ" کو

(۱) قیاس مع الفارق: ایسی دو چیزوں میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا جن میں کوئی مناسبت اور اشتراک نہ ہو، جیسے: انسان کی خصوصیات کو گھوڑے پر قیاس کیا جائے، تو یہ قیاس مع الفارق ہوگا۔

حذف کردیں گے تو واحد اور تثنیہ کے صیغے آپس میں مشتبہ ہوجائیں گے (پتہ نہیں چل پائے گا کہ کونسا صیغہ واحد کا ہے اور کونسا تثنیہ کا)۔

ہمارے استاذ مرحوم اس سلسلے میں بھی کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے، اور کوفیین کی طرف سے بصریین پر یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ: اگر یہ اجتماع ساکنین حذف کا سبب ہے، تو چاہئے تھا کہ جس طرح نون خفیفہ مواقعِ الف (یعنی تثنیہ اور جمع مؤنث غائب وحاضر کے صیغوں) میں نہیں آتا ہے، اسی طرح نون ثقیلہ بھی مواقعِ الف میں نہ آتا، (تاکہ اجتماع ساکنین بھی لازم نہ آتا اور کلمہ التباس سے بھی محفوظ رہتا)۔

اور صحیح تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ: اگر اجتماع ساکنین ایک کلمہ میں ہو، اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدد، تو ایسا اجتماع ساکنین جائز ہے، اور ایسی جگہ حرف مدہ کو حذف نہیں کرتے، جیسے: ضَالِّیْنَ اور اَتُحَاجُّوْنِّی، اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں۔ اور اگر اس طرح کا اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہو، تو وہاں پہلے ساکن یعنی حرفِ مدہ کو حذف کردیتے ہیں، جیسے: تَخْشَی اللّٰہَ، اُدْعُوْ اللّٰہَ اور اُدْعِیِ اللّٰہَ۔ اور نون ثقیلہ حقیقت میں فعل مضارع سے علیحدہ کلمہ ہے؛ مگر شدتِ امتزاج کی وجہ سے دونوں (نونِ ثقیلہ اور وہ فعل جس کے آخر میں نونِ ثقیلہ لاحق ہے)، کلمۂ واحدہ کے حکم میں ہوگئے ہیں۔

لہٰذا میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں کلمہ کی وحدت کا اعتبار کریں، تو "واوٗ" اور "یاء" کو بھی حذف نہیں کرنا چاہئے، بلکہ لَیَفْعَلُوْنَّ اور لَتَفْعَلِیْنَّ کہنا چاہئے، (کیوں کہ اس اعتبار سے اجتماع ساکنین علی حدہ ہوگا جو کہ جائز ہے) اور اگر دو کلمے ہونے کا اعتبار کریں، تو پھر "الف تثنیہ" کو بھی حذف کردینا چاہئے، (کیوں کہ اس اعتبار سے اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہوگا جو کہ جائز نہیں)۔

اور التباس کی توجیہ ایک ایسی بات ہے کہ اس سے صرف بچوں ہی کو فریب دیا جاسکتا ہے، ورنہ تو التباس سے کہاں تک بھاگیں گے، ہزاروں جگہ تعلیل کی وجہ سے التباس ہوا ہے، مثلاً تُدْعَیْنَ واحد مؤنث حاضر تعلیل کی وجہ سے جمع مؤنث حاضر کے ساتھ ملتبس ہوگیا ہے، اور ناقص مکسور العین اور مفتوح العین کے تمام ابواب میں –خواہ مجرد ہوں یا مزید– یہ التباس پایا جاتا ہے، تو یہ التباس کیوں تعلیل کے لئے مانع نہیں ہوا، جس طرح تثنیہ کا صیغہ واحد کے صیغے سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح جمع کا صیغہ بھی واحد کے صیغے سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد پر دلالت

کرتا ہے، پس اس کے باوجود ایک یعنی (تُدْعَیْنَ) میں التباس جائز ہو اور دوسرے یعنی (تثنیہ) میں ناجائز، یہ تو نری دھاندلی ہے۔

ہم تنزل کے بعد پوچھتے ہیں کہ: التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین جائز ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہوجاتا ہے تو (نون ثقیلہ کی طرح) نون خفیفہ بھی "الف تثنیہ" کے ساتھ آنا چاہئے، اور اگر جائز نہیں ہوتا، تو جس طرح نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا، اسی طرح نون ثقیلہ بھی "الف" کے ساتھ نہیں آنا چاہئے۔

اور یہ کہنا کہ "اگر نون ثقیلہ" بھی "الف تثنیہ" کے ساتھ نہ آتا، تو تثنیہ کے لئے تاکید کا کوئی بھی طریقہ باقی نہ رہتا"، نہایت کمزور بات ہے، تاکید کا طریقہ نون تاکید ہی میں منحصر نہیں؛ بلکہ دوسرے طریقہ سے بھی تاکید لائی جاسکتی ہے،[1] کیا تم نہیں دیکھتے کہ رنگ، عیب، ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد ومزید فیہ سے اسم تفضیل نہیں آتا، وہاں دوسرے طریقہ سے اسم تفضیل کے معنی ادا کئے جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کوفیین کا یہ مذہب کہ: "جمع مذکر غائب وحاضر کا واوٗ اور واحد مؤنث حاضر کی یاء اجتماع ثقیلین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں" بے غبار ہے، اور بصریین کا مذہب کسی بھی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

خاتمہ: مشکل صیغوں کے بیان میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے خاتمہ میں "قرآن کریم" کے مشکل صیغے لکھ دیئے جائیں، اس لئے کہ "علم صرف ونحو" کے سیکھنے سے اصل مقصود "قرآن کریم" کے معانی کا ادراک ہے، ان صیغوں کا بیان "علم صرف" کے اکثر قواعد کو یاد کرنے اور سیکھنے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

ضابطہ یہ ہے کہ: مقام سوال میں صیغہ کو رسم الخط کے طریقہ کے مطابق نہیں لکھتے؛ بلکہ تلفظ کی ہیئت کے مطابق لکھتے ہیں، تاکہ اشکال ظاہر ہو۔ جو صیغہ قابل سوال ہوگا، اس کو ہم یہاں حرف "ص" کے بعد لکھیں گے، اور اس کی توضیح وبیان کو لفظ "ب" کے بعد۔

(۱) مثلاً: (۱) فعل مضارع پر لفظ "لَنْ" داخل کردیا جائے، جیسے: لَنْ یَّضْرِبَ (وہ ہرگز نہیں مارے گا)۔ (۲) قسم کے ذریعہ فعل مضارع میں تاکید کے معنی پیدا کئے جائیں، جیسے: وَاللّٰہِ لَسَوْفَ اَجْتَهِدُ (بخدا میں عنقریب محنت کروں گا) وَاللّٰہِ لَنْ اَسُبَّ (بخدا میں ہرگز گالی نہیں دوں گا)۔ (۳) فعل امر یا فعل نہی کے شروع میں لفظ "اَلَا" لگا دیا جائے، اس سے بھی تاکید کے معنی پیدا ہوجاتے ہیں، امر کی مثال؛ جیسے: اَلَا یَا اَیُّهَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِی (اے لمبی رات! تو ضرور روشن ہوجا)۔ نہی کی مثال، جیسے: اَلَا لَا تَضْرِبْ (تو ہرگز مت مار)۔

(۱) ص: فَتَقُوْنْ۔ ب: یہ امر حاضر معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر: فَاتَّقُوْنِ ہے، ہمزۂ وصل: شروع میں "فاء" کے داخل ہونے کی وجہ سے حذف ہوگیا، اور آخر میں جو نون ہے، وہ نونِ اعرابی نہیں؛ بلکہ نونِ وقایہ ہے، جو فعل اور یائے متکلم کے درمیان، فعل کے آخری حرف کو کسرہ سے بچانے کے لئے آتا ہے، یہ اصل میں فَاتَّقُوْنِی تھا، آخر سے یائے متکلم کو حذف کرکے، نونِ وقایہ کے کسرہ پر اکتفاء کرلیا گیا، کہ اکثر ایسا کرلیتے ہیں۔ اس کے بعد نون وقایہ کا کسرہ وقف کی وجہ سے حذف ہوگیا، فَاتَّقُوْنْ ہوگیا۔ یہ صیغہ "باب افتعال" سے ناقص یائی ہے، جو حسب معمول تَتَّقُوْنَ فعل مضارع سے بنایا گیا ہے، تَتَّقُوْنَ: اصل میں تَتَّقِیُوْنَ تھا، معتل کے قاعدہ (۱۰) کے مطابق یاء کے ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد، یاء کا ضمہ نقل کرکے ماقبل کو دیدیا، پھر یاء کو واؤ سے بدل کر، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، تَتَّقُوْنَ ہوگیا۔

(۲) ص: فَرْهَبُوْنْ۔ ب: یہ فَتَقُوْنْ کی طرح ہے، بس اتنا فرق ہے کہ یہ "باب فتح" سے فعل صحیح ہے۔

فائدہ: جو افعال حالت وقفی یا جزمی میں ہوں، اگر اُن کے بعد "نونِ وقایہ" لے آئیں، اور یائے متکلم کو حذف کرنے کے بعد "نون وقایہ" پر وقف کردیں، تو اکثر ایسا کرنے کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوجاتا ہے، ایسے موقع پر طالب علم حیران ہوتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی کیسے آگیا؟[1] اسی طرح درمیانِ کلام میں ہمزۂ وصل کے حذف ہوجانے سے بھی صیغہ میں اشکال پیدا ہوجاتا ہے، بالخصوص جب کہ صیغے کے ساتھ دوسرے کلمہ کے اُس حرف کو ملاکر سوال کیا جائے جس کے اتصال کی وجہ سے ہمزۂ وصل حذف ہوا ہے؛ جیسے: {يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ} میں تُرْجِعِيْ، {يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا} میں سَعْبُدُوْا، {قِيْلَ ارْجِعُوْا} میں لَرْجِعُوْا اور {رَبِّ ارْجِعُوْنِ} میں بِرْجِعُوْنِ۔

جب "مَا" اور "لَا" ہمزۂ وصل والے ابواب کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں، تو (ہمزۂ وصل کے ساتھ) "مَا" اور "لَا" کا الف بھی گر جاتا ہے، پس مَجْتَنَبَ، مَنْفَطَرَ، لَنْفَجَرَ، مَسْتُوْرِدَ وغیرہ ہوجائے گا اور اشکال کا باعث ہوگا، بالخصوص "باب انفعال" میں؛ کیوں کہ وہاں جب "مَا" اور "لَا" ماضی پر داخل ہوتے ہیں، تو "لَا" سے لَنْ کی صورت اور "مَا" سے مَنْ کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔

---

(۱) کیوں کہ وہ ایسی جگہ نونِ وقایہ کو نونِ اعرابی سمجھتا ہے۔

مَخلَوْلِيْنَ: جس کے متعلق یہ پوچھا جاتا ہے کہ یہ اسم مفعول کے جمع مذکر کے علاوہ اور کونسا صیغہ ہوسکتا ہے؟ وہ اسی قاعدہ سے نکلتا ہے کہ مَااخْلَوْلِيْنَ "باب افعیعال" سے بحث نفی فعل ماضی مجہول کا صیغہ جمع مؤنث غائب، ناقصِ واوی ہے۔ اور اکثر مَضْرُوبِبْنَ[1] کے متعلق بھی پوچھا جاتا ہے، وہ اسی قاعدے کے مطابق "باب افعیلال" سے بحث نفی فعل ماضی مجہول کا صیغہ جمع مؤنث غائب ہے۔

(۳) ص: فَدَّارَأْتُمْ؟ ب: فَادَّارَأْتُمْ "باب افّاعُل" سے بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر، مہموز لام ہے، اصل میں اِدَّارَأْتُمْ تھا، شروع میں "فا" آجانے کی وجہ سے ہمزۂ وصل حذف ہوگیا۔

(۴) ص: لَنْفَضُّوا؟ ب: یہ "باب انفعال" سے بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ جمع مذکر غائب، مضاعف ثلاثی ہے، جب اس پر لام تاکید داخل ہوا، تو ہمزۂ وصل حذف ہوگیا، لَانْفَضُّوا ہوگیا۔

(۵) ص: أَسْتَغْفَرْتَ؟ ب: اصل میں أَاِسْتَغْفَرْتَ تھا، شروع میں ہمزۂ استفہام آجانے کی وجہ سے ہمزۂ وصل حذف ہوگیا ہے، ہمزۂ وصل کی جگہ ہمزۂ استفہام آجانے کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا، اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ ہے جس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۶) ص: تَظَاهَرُوْنَ؟ ب: یہ "باب تفاعل" سے بحث اثبات فعل مضارع معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے، اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا، جو قاعدہ[2] "باب تفاعل" کے بیان میں گذر چکا ہے، اُس کے مطابق ایک تاء حذف ہوگئی، تَظَاهَرُوْنَ ہوگیا۔

(۷) ص: لِتُكْمِلُوْا؟ ب: یہ "باب افعال" سے بحث اثبات فعل مضارع معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر، صحیح ہے، "لام کَیْ" حرف جر کے بعد جو "اَنْ ناصبہ" مقدر ہے، اس کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوگیا۔ اس طرح کے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ: طالب علم "لام کَیْ" کو لامِ امر سمجھ کر حیران ہوتا ہے کہ امر حاضر معروف میں "لامِ امر" کیسے آگیا؟

(۸) ص: وَلْتَأْتِ؟ ب: یہ "باب ضرب" سے بحث امر غائب و متکلم معروف کا صیغہ

---

(۱) فارسی نسخہ میں مَضْرُوْبِبْنَ لکھا ہے، جو شاید یہ کاتب کی غلطی ہے، صحیح مَضْرُوْبِبْنَ ہے؛ کیوں کہ "باب افعیلال" میں لام کلمے کا مکرر ہونا ضروری ہے، اور وہ یہاں باء ہے۔

(۲) دیکھئے: سبق (۴۰) ص: ۵۱

واحد مؤنث غائب، مہموز فاء وناقص یائی ہے، واوٗ حرف عطف آجانے کی وجہ سے ''لامِ امر'' ساکن ہوگیا۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ ''لام امر'' ''واوٗ'' کے بعد وجوباً اور ''فاء'' کے بعد جوازاً ساکن ہوجاتا ہے؛ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ: جس جگہ ''فَعِلٌ'' کا وزن ہوتا ہے، خواہ اصالۃً ہو یا بالعرض، اہل عرب اس کے درمیانی حرف کو ساکن کردیتے ہیں، چناں چہ وہ کَتِفٌ کو کَتْفٌ کہتے ہیں، چوں کہ ''لام امر'' کا مابعد متحرک ہوتا ہے؛ اس لئے لام امر سے پہلے ''واوٗ'' یا ''فاء'' کے آنے سے بالعرض فَعِلٌ کی صورت پیدا ہوجاتی ہے: لہٰذا ''لام امر'' کو ساکن کردیتے ہیں، اور ''واوٗ'' کے بعد ''لام امر'' کے وجوبی طور پر ساکن ہونے کی وجہ: کثرتِ استعمال ہے۔ وَلْتَأْتِ کو تَأْتِيْ فعل مضارع سے بنایا گیا ہے، آخر سے یاء ''لام امر'' کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے۔

(۹) ص: وَيَتَّقْهِ؟ ب: یہ ''باب افتعال'' سے بحث اثبات فعل مضارع معروف کا صیغہ واحد مذکر غائب، ناقص یائی ہے، اصل میں يَتَّقِيْ تھا، ماقبل پر عطف کی وجہ سے اس پر جو جزم آیا، اس کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی، يَتَّقِ ہوگیا، ماقبل کا صیغہ اس طرح ہے: {وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ} ''مَنْ'' کی وجہ سے يُطِعْ، يَخْشَ اور يَتَّقِ تینوں مجزوم ہیں، آخر کے دونوں فعلوں: ''يَخْشَ اور يَتَّقِ'' میں حرف علت یاء، جزم کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے۔ اور يُطِعْ میں عین (جو کہ یہاں لام کلمہ ہے) ساکن ہوگیا جب عین اور مابعد لامِ تعریف دوساکن جمع ہوگئے تو عین کو کسرہ دیدیا۔ اور يَتَّقْهِ میں یاء کو حذف کرنے کے بعد، مفعول بہ کی ضمیر لگنے سے وزنِ فَعِلٌ کی صورت پیدا ہوگئی: لہٰذا قاف کو ساکن کردیا، يَتَّقْهِ ہوگیا۔

(۱۰) ص: أَرْجِهْ؟ ب: أَرْجِ ''باب افعال'' سے بحث امر حاضر معروف ناقص واوی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے، آخر میں مفعول بہ کی ضمیرِ واحد غائب لگنے سے أَرْجِهٗ ہوگیا، چوں کہ قرآن کریم میں اس کے بعد وَأَخَاهُ واقع ہے، اس لئے ''جِهُوَ'' سے وزنِ فِعِلٌ مثل اِبِلٌ کی صورت پیدا ہوگئی، اور اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ وہ اس وزن میں بھی درمیانی حرف کو ساکن کردیتے ہیں؛ اس لئے ''ہاء'' کو ساکن کردیا، أَرْجِهْ وَأَخَاهُ ہوگیا۔

(۱۱) ص: عَصَوَّ؟ ب: عَصَوْا: بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، {بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُوْنَ} میں اس کے بعد واوٗ حرف عطف آگیا، اور قاعدہ یہ ہے کہ: واوٗ غیر مدہ کا واوٗ حرف عطف میں ادغام ہوجاتا ہے: لہٰذا عَصَوْا کے واوٗ کا، واوٗ حرف عطف میں ادغام کردیا،

عَصَوْا وَّ كَانُوْا ہوگیا۔

(۱۲) ص: أَنَّمُنَّ؟ ب: أَنْ نَمُنَّ بحث اثبات فعل مضارع معروف مضاعف ثلاثی کا صیغہ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم ہے، نَمُدُّ کی طرح ''باب نصر'' سے ہے، ''أَنْ'' ناصبہ کی وجہ سے منصوب ہے، ''أَنْ'' ناصبہ کے نون کا، متکلم کے نون میں ادغام کردیا، أَنْ نَّمُنَّ ہوگیا۔

(۱۳) لُمْتُنَّنِيْ؟ ب: لُمْتُنَّ بحث اثبات فعل ماضی معروف اجوف واوی کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ہے، قُلْتُنَّ کی طرح باب نصر سے ہے، آخر میں نونِ وقایہ اور یائے متکلم کے آنے سے لُمْتُنَّنِيْ ہوگیا۔

(۱۴) ص: إِمَّا تَرَيِنَّ؟ ب: یہ ''باب فتح'' سے بحث اثبات فعل مضارع معروف بانون ثقیلہ، مہموز عین وناقص یائی کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے، اصل میں تَرَيْنَ تھا، نونِ ثقیلہ کی وجہ سے نونِ اعرابی حذف ہوگیا، ''یاء'' چوں کہ غیر مدہ تھی، اس لئے یاء اور نون ثقیلہ دوساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، یاء کو کسرہ دیدیا، تَرَيِنَّ ہوگیا۔ تَرَيْنَ اصل میں تَرْأَيِيْنَ تھا، ''يَسَلُ'' کے قاعدہ [1] کے مطابق (جو کہ رُؤيَةٌ کے افعال میں وجوبی ہے، ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر) ہمزہ کو حذف کردیا، (پھر) ''تَرْمِيْنَ'' کے قاعدہ [2] کے مطابق پہلی یاء حذف ہوگئی، تَرَيْنَ ہوگیا۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ نونِ تاکید فعل مضارع مثبت کے آخر میں جس طرح لامِ تاکید کے بعد آتا ہے اسی طرح ''إِمَّا شرطیہ'' کے بعد بھی آتا ہے إِمَّا تَرَيِنَّ اسی قبیل سے ہے۔

(۱۵) ص: أَلَمْ تَرَ؟ ب: لَمْ تَرَ: رُؤْيَةٌ سے بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے، اس بحث کے تمام صیغوں کی تعلیلیں آپ افعال کی گردانوں کے بیان [3] میں جان چکے ہیں، شروع میں ہمزۂ استفہام آجانے کی وجہ سے أَلَمْ تَرَ ہوگیا۔

(۱۶) ص: قَالِيْنَ؟ ب: یہ ''باب ضرب'' سے بحث اسم فاعل ناقص یائی کا صیغہ جمع مذکر ہے، بمعنی ''دشمن رکھنے والے''، اصل میں قَالِيِيْنَ تھا، معتل کے قاعدہ (۱۰) کے مطابق تعلیل کی گئی، تو قَالِيْنَ ہوگیا۔ اگرچہ یہ صیغہ مشکل نہیں ہے؛ لیکن بسا اوقات دوسری زبان کے کسی دوسرے لفظ کے ساتھ اشتراک کی وجہ سے صیغہ میں اجنبیت پیدا ہوجاتی ہے، (فارسی اور اردو میں) قالین ایک قسم کے فرش کو کہتے ہیں، اسی لئے اس صیغہ میں اشکال پیدا ہوگیا ہے۔

---

(۱) مہموز کا قاعدہ (۷) مراد ہے۔ (۲) معتل کا قاعدہ (۱۰) مراد ہے۔ (۳) دیکھئے: سبق (۱۱۲)، ص: ۱۴۰

حکایت: میں جس زمانہ میں ''رامپور'' میں تھا، ''بریلی'' کا ایک طالب علم ''رامپور'' آیا ہوا تھا، اور مجھ سے ''شرح ملا''[1] پڑھتا تھا، اور اس سے قبل ''بریلی'' میں مجھ سے ''علم صرف'' کی کتابیں پڑھ چکا تھا، اپنی عادت کے مطابق میں نے اُسے صیغے بیان کرنے کی مشق کرائی تھی، اور مشکل صیغے اس نے یاد کر رکھے تھے، ''رامپور'' کا ایک منتہی طالب علم اس طالب علم سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوگیا، اس بے چارہ نے بہت عذر کیا کہ میں آپ کا ہم پلہ نہیں، ہمارے درجوں کے درمیان مشرق ومغرب کا فرق ہے؛ لیکن رامپوری نے ایک نہ سنی۔

سمجھ دار طلبہ کا دستور ہے کہ وہ ایسے موقع پر اپنی طرف سے سوال کی ابتداء کرنے میں مصلحت سمجھتے ہیں، اس بے چارہ نے اسی دستور کے مطابق مناظرہ کا آغاز اس طرح کیا کہ اس نے رامپوری سے پوچھا کہ ''آسمان'' کونسا صیغہ ہے؟ یہ سنتے ہی رامپوری کی عقل چکرا گئی، اس نے اپنے ذہن کو بہت گھمایا؛ مگر اس کی سیر اس صیغے کے کسی برج تک نہ پہنچ سکی، اور ''خمسہ متحیرہ''[2] کی طرح حیران رہ گیا۔

اس کی وجہ بھی وہی اشتراکِ لفظی ہے، ورنہ صیغہ مشکل نہیں، سَمَا يَسْمُوْ سُمُوًّا سے اَفْعَلَانِ کے وزن پر اسم تفضیل أَسْمٰی کا تثنیہ ہے، نون وقف کی وجہ سے ساکن ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ (یہ کہا جائے کہ) یہ ''باب افعال'' سے بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ہے، اس کے آخر میں نونِ وقایہ اور یائے متکلم تھی، یائے متکلم کو حذف کرنے کے بعد، نونِ وقایہ کا کسرہ وقف کی وجہ سے حذف ہوگیا۔[3]

لفظ ''قَالِيْنَ'' میں دو احتمال اور ہیں: (۱) قَالٰی يُقَالِيْ ''باب مفاعلۃ'' سے بحث امر حاضر معروف ناقص یائی کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ہے، اور قِلًی بمعنی دشمنی کرنا سے ماخوذ ہے۔ (۲) ''باب

(۱) شاید ملا عبد الرحمن جامی (متوفی ۸۹۸ھ) کی مشہور کتاب ''شرح جامی'' مراد ہے۔
(۲) یہ اُن پانچ سیاروں کے مجموعہ کا نام ہے جو قدیم علمائے ہیئت کی تحقیق کے مطابق کبھی اپنی حرکت عادیہ چھوڑ کر، پیچھے ہٹنے لگتے ہیں، اور پھر حسبِ معمول آگے بڑھنے لگتے ہیں، وہ پانچ سیارے یہ ہیں: عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ، زحل۔
(۳) مصنف نے آسمان کے متعلق جو دو توجیہ ذکر کی ہیں دونوں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ أَسْمٰی اسم تفضیل کا تثنیہ أَسْمَيَانِ ہے نہ کہ أَسْمَان۔ اور ''باب افعال'' کی ماضی معروف کا تثنیہ أَسْمَيَا ہے، نہ کہ أَسْمَا؛ کیوں کہ جو واؤ اور یائے ماقبل مفتوح ''الف تثنیہ'' سے پہلے ہوں، اُن میں قاعدہ (۷) کے مطابق تعلیل نہیں ہوتی، جیسا کہ ماقبل میں گذر چکا ہے، اور یہاں دونوں جگہ یاء ''الف تثنیہ'' سے پہلے ہے؛ لہٰذا اس میں تعلیل نہیں ہوگی؛ بلکہ وہ اپنی حالت پر باقی رہے گی، نیز دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ''آسمان'' کے ہمزہ پر مد ہے، جب کہ ہمزۂ اسم تفضیل اور ہمزۂ افعال پر مد نہیں آتا۔

مفاعلۃ'' ہی سے بحث امر حاضر معروف کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے، آخر میں نونِ وقایہ اور یائے متکلم تھی، یائے متکلم کو حذف کرنے کے بعد، نونِ وقایہ کا کسرہ وقف کی وجہ سے حذف ہوگیا؛ لیکن یہ دونوں احتمال قرآن کریم میں جاری نہیں ہوسکتے؛ اس لئے کہ قرآن کریم میں {اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِيْنَ} معرف باللام واقع ہوا ہے، (اور فعل معرف باللام نہیں ہوسکتا)۔

''قُوْلِيْنَ'': جو مشہور کتاب: ''جوانا موئی'' کا پہلا صیغہ ہے، وہ اسی باب سے بحث اثبات فعل ماضی مجہول کا صیغہ جمع مؤنث غائب ہے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا کتاب میں اکثر صیغوں کی تعلیلیں غلط بیان کی گئی ہیں، اسی لئے یہ کتاب محققین کے نزدیک مقبول نہیں۔

(۱۷) ص: أَشُدَّ: جو {بَلَغَ اَشُدَّہ} میں ہے؟ **ب:** یہ شِدَّةٌ بمعنی قوت کی جمع ہے، جیسا کہ اَنْعُمْ: نِعْمَةٌ کی جمع ہے، ''تفسیر بیضاوی'' میں یہی لکھا ہے۔ اور ''قاموس'' میں یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ یہ شَدٌّ کی جمع بھی ہوسکتی ہے جو قوت ہی کے معنی میں ہے۔

(۱۸) ص: لَمْ یَکُ؟ ب: اصل میں لَمْ یَکُنْ تھا، چوں کہ قاعدہ ہے کہ جو فعل ''افعال ناقصہ'' میں سے ہو اور اُس کے آخر میں نون ہو، عامل جازم کے داخل ہونے کے وقت اُس نون کو حذف کرنا جائز ہے، اس لئے آخر سے نون کو حذف کردیا، لَمْ یَکُ ہوگیا، لَمْ اَکُ، لَمْ نَکُ اور اِنْ یَکُ بھی قرآن کریم میں واقع ہوئے ہیں، (وہ بھی اسی قبیل سے ہیں)۔

(۱۹) ص: یَہِدِّیْ؟ ب: ''باب افتعال'' سے بحث اثبات فعل مضارع معروف ناقص یائی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، اصل میں یَہْتَدِیْ تھا، چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا عین کلمہ دال ہے، اس لئے ''تاء افتعال'' کو دال سے بدل کر، اُس کا دوسری دال میں ادغام کردیا، اور فا کلمہ ہاء کو کسرہ دیدیا، یَہِدِّیْ ہوگیا، اور فا کلمہ کو فتحہ دینا بھی جائز ہے، چناں چہ یَہَدِّیْ بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۲۰) ص: یَخِصِّمُوْنَ؟ ب: اصل میں یَخْتَصِمُوْنَ تھا، چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا عین کلمہ صاد ہے، اس لئے یَہِدِّیْ کی طرح، ''تائے افتعال'' کو صاد سے بدل کر، اُس کا دوسرے صاد میں ادغام کردیا، اور عین کلمہ خاء کو کسرہ دیدیا، یَخِصِّمُوْنَ ہوگیا۔ ان دونوں صیغوں کا قاعدہ ابواب کی گردانوں کی بحث میں بیان کیا جاچکا ہے۔[1]

(۱) دیکھئے: سبق: (۳۵)، ص: ۴۷

(۲۱) ص: وَدَّكَرَ؟ ب: اصل میں اِذْتَكَرَ تھا، چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا فاکلمہ ذال ہے، اس لئے ''تائے افتعال'' کو دال سے بدل کر، ذال کو دال سے بدل دیا، پھر پہلی دال کا دوسری دال میں ادغام کردیا، اِدَّكَرَ ہوگیا، (پھر شروع میں واؤ حرف عطف آجانے کی وجہ سے ہمزۂ وصل حذف ہوگیا، وَدَّكَرَ ہوگیا)۔

(۲۲) ص: مُذَّكِرٌ؟ ب: یہ بھی اسی باب سے ہے، ابواب کی گردانوں کے بیان میں آپ جان چکے ہیں کہ یہاں ادغام کو ختم کرکے اِذْدَكَرَ، اور دال کو ذال سے بدل کر، ذال کا ذال میں ادغام کرکے اِذَّكَرَ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(۲۳) ص: تَدَّعُوْنَ؟ ب: ''باب افتعال'' سے بحث اثبات فعل مضارع معروف ناقص واوی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے، اصل میں تَدْتَعِيُوْنَ تھا، چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا فاکلمہ دال ہے، اس لئے ''تائے افتعال'' کو دال سے بدل کر، پہلی دال کا دوسری دال میں ادغام کردیا، اور یاء ''تَرْمُوْنَ'' کے قاعدہ[1] کے مطابق حذف ہوگئی، تَدَّعُوْنَ ہوگیا۔

(۲۴) ص: مُزْدَجَرٌ؟ ب: ''باب افتعال'' سے مصدر میمی صحیح ہے (یعنی مہموز معتل وغیرہ نہیں)، اصل میں مُزْتَجَرٌ تھا، چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا فاکلمہ زاء ہے، اس لئے ''تائے افتعال'' کو دال سے بدل دیا، مُزْدَجَرٌ ہوگیا۔ وزن کے اعتبار سے یہ اسم مفعول اور اسم ظرف کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کا قاعدہ ابواب کی گردانوں کے بیان میں گذر چکا ہے۔[2]

(۲۵) ص: فَمَنِضْطُرَّ؟ ب: اُضْطُرَّ: ''باب افتعال'' سے بحث اثبات فعل ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، ہمزۂ وصل: درمیان میں آجانے کی وجہ سے حذف ہوگیا، اور ''مَنْ شرطیہ'' کے نون ساکن کو کسرہ دیدیا؛ کیوں کہ قاعدہ ہے کہ ''جب ساکن کو حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے''۔ اور چوں کہ یہاں ''باب افتعال'' کا فاکلمہ ضاد ہے، اس لئے ''تائے افتعال'' کو طاء سے بدل دیا، فَمَنِ اضْطُرَّ ہوگیا۔

(۲۶) ص: مَضْطُرِرْتُمْ؟ ب: قرآن کریم میں {اِلاَّ مَا اضْطُرِرْتُمْ} ہے، اُضْطُرِرْتُمْ: ''باب افتعال'' سے بحث اثبات فعل ماضی مجہول، مضاعف ثلاثی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے؛ ہمزۂ وصل:

(۱) معتل کا قاعدہ (۱۰) مراد ہے۔
(۲) دیکھئے: سبق (۳۴)، ص: ۴۵

درمیان میں آجانے کی وجہ سے حذف ہوگیا، اور ''مَا'' کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا، اور چوں کہ یہاں بھی فاکلمہ ضاد ہے، لہٰذا ''تائے افتعال'' کو طاء سے بدل دیا، مَااضْطُرِرْتُمْ ہوگیا۔

(۲۷) ص: فَمَسْطَاعُوْا؟ ب: اصل میں فَمَا اسْتَطَاعُوْا تھا، ''باب استفعال'' سے بحث نفی فعل ماضی معروف اجوف واوی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، ''تائے استفعال'' کو حذف کردیا، ہمزۂ وصل: درمیان میں آجانے کی وجہ سے گرگیا اور ''مَا'' کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا فَمَاسْطَاعُوْا ہوگیا۔

(۲۸) ص: لَمْ تَسْطِعْ؟ ب: اصل میں لَمْ تَسْتَطِعْ تھا، ''تائے استفعال'' کو حذف کردیا، لَمْ تَسْطِعْ ہوگیا۔ اس میں لَمْ يَسْتَقِمْ کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔

(۲۹) ص: مُضِيًّا؟ ب: مَضٰى يَمْضِيْ کا مصدر ناقص یائی ہے، اس میں ''مَرْمِيٌّ'' کے قاعدہ[1] کے مطابق تعلیل کی گئی ہے۔ اس میں فاکلمہ میم کو کسرہ دینا بھی جائز ہے۔

(۳۰) ص: عِصِيَّهُمْ؟ ب: عِصِيٌّ: عَصَا کی جمع ہے، اصل میں عُصُوْوٌ تھا، بقاعدہ[2] ''دِلِيٌّ'' دونوں واؤں کو یاء سے بدل کر، یاء کا یاء میں ادغام کردیا، اور ماقبل عین اور صاد کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، عِصِيٌّ ہوگیا۔

(۳۱) ص: لَنَسْفَعًا؟ ب: یہ بحث لام تاکید بانون تاکید خفیفہ در فعل مستقبل معروف کا صیغہ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم ہے، کبھی نون خفیفہ کو تنوین کے مشابہ ہونے کی وجہ سے، تنوین کی شکل میں لکھ دیتے ہیں، یہاں نون خفیفہ کو اسی طرح لکھا گیا ہے، اسی لئے صیغہ مشکل ہوگیا۔

(۳۲) ص: نَبْغِ؟ ب: نَبْغِيْ: نَرْمِيْ کی طرح ہے، چوں کہ قاعدہ ہے کہ: ''حالتِ وقف میں ناقص کے آخر سے حرفِ علت کو حذف کرنا جائز ہے''، اس لئے یہاں آخر سے یاء کو حذف کردیا، نَبْغِ ہوگیا۔ محققینِ علم صرف نے لکھا ہے کہ: اہل عرب کا محاورہ ہے کہ وہ علی الاطلاق بغیر جزم اور وقف کے بھی آخر سے حرفِ علت کو حذف کرکے يَدْعُوْ، يَرْمِيْ کو يَدْعُ، يَرْمِ کہہ دیتے ہیں۔

(۳۳) ص: غَوَاشٍ؟ ب: غَاشِيَةٌ کی جمع ہے، اس میں جَوَارٍ کے قاعدہ[3] پر عمل

(۱) معتل کا قاعدہ (۱۴) مراد ہے۔
(۲) معتل کا قاعدہ (۱۵) مراد ہے۔
(۳) معتل کا قاعدہ (۲۵) مراد ہے۔

کیا گیا ہے، اس طرح کے صیغوں کی تعلیل میں ایک طویل بحث ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ کی تکمیل کے لئے اُس کو بھی بیان کردیا جائے: جَوَارٍ جیسی مثالیں اگر مضاف اور معرف باللام نہ ہوں، تو حالت رفعی اور جری میں اُن کی یاء حذف ہوجاتی ہے اور اُن پر تنوین آجاتی ہے؛ جیسے: جَاءَتْنِیْ جَوَارٍ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ۔ اور اگر مضاف یا معرف باللام ہوں، تو حالت رفعی اور جری میں اُن کے آخر میں یاء ساکن ہوتی ہے؛ جیسے: جَاءَتْنِی الجَوَارِیْ، مَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ۔ اور حالت نصبی میں مطلقاً (خواہ مضاف اور معرف باللام ہوں یا نہ ہوں) یاء مفتوح ہوتی ہے، چناں چہ کہا جاتا ہے: رَأَیْتُ جَوَارِیَ، وَجَوَارِیَکُمْ، وَالجَوَارِیَ۔

پس یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ: یہ منتہی الجموع کا وزن ہے، جو مضبوط اسبابِ منع صرف میں سے ہے؛ لہٰذا اس پر نہ تو کسی صورت میں تنوین آنی چاہئے، اور نہ کبھی اس کے آخر سے یاء حذف ہونی چاہئے، جیسا کہ اَوْلٰی اور اَعْلٰی وغیرہ اسم تفضیل میں چوں کہ اسبابِ منع صرف میں سے وزنِ فعل اور وصف دو سبب پائے جاتے ہیں، اس لئے اِن پر نہ تنوین آتی ہے اور نہ کسی جگہ اِن کے آخر سے الف حذف ہوتا ہے۔

اس اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ: اصل اسماء میں منصرف ہونا ہے، پس ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی؛ لہٰذا یہاں (جَوَارٍ اور اس کے نظائر میں) اصل تنوین کے ساتھ نکالی جائے گی، پھر حالت نصبی میں چوں کہ یاءِ "قَاضٍ" کے قاعدہ کے مطابق حذف نہیں ہوتی، اور منتہی الجموع کے وزن میں کوئی خلل نہیں آتا، اس لئے حالت نصبی میں کلمہ غیر منصرف ہوگا، اور اس کی تنوین حذف ہوجائے گی۔ اور حالت رفعی اور جری میں چوں کہ یاءِ "قَاضٍ" کے قاعدہ کے مطابق حذف ہوجائے گی، اور یاء کے حذف ہوجانے سے جَوَارٍ، مفرد مثلاً: سَلَامٌ اور کَلَامٌ کے وزن پر ہوجائے گا، اور منتہی الجموع کا وزن باقی نہ رہے گا، جب کہ یہاں غیر منصرف ہونے کا دارومدار اِسی پر ہے؛ لہٰذا حالت رفعی اور جری میں کلمہ تنوین کے ساتھ منصرف باقی رہے گا، اور یاء کا حذف ہونا برقرار رہے گا۔

اور اَعْلٰی اور اس کے نظائر کی اصل بھی تنوین کے ساتھ نکالی گئی تھی؛ لیکن یہاں الف اور تنوین دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے، الف کے حذف ہوجانے کے بعد بھی، غیر منصرف کا سبب ختم نہیں ہوا؛ کیوں کہ یہاں غیر منصرف کا سبب دو چیزیں ہیں: (۱) وصف، جس میں الف کے حذف ہونے سے کوئی خلل پیدا نہیں ہوا۔ (۲) وزن فعل، جس کے لئے اس مقام پر شرط یہ ہے کہ اُس کے شروع میں

حروفِ "اَتَیْنَ" میں سے کوئی حرف زائد ہو، اور تائے تانیث کو قبول نہ کرتا ہو، اور یہ بات الف کے حذف ہوجانے کے بعد بھی باقی ہے، پس غیر منصرف کی علت کے باقی رہنے کی وجہ سے اَعْلٰی اور اس کے نظائر غیر منصرف ہوں گے اور اُن کی تنوین حذف ہوجائے گی، (اور حذف شدہ الف واپس لوٹ کر آجائے گا؛ کیوں کہ جب تنوین حذف ہوگئی تو الف کے حذف ہونے کی علت یعنی اجتماعِ ساکنین باقی نہیں رہا)۔

صاحب "فصولِ اکبری" نے اس اشکال سے بچنے کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کی ہے، انہوں نے اس جمع کو "قَاضٍ" سے الگ کرکے، اس کے لئے ایک دوسرا قاعدہ مقرر کردیا، وہ یہ کہ:

"ہر وہ جمع ناقص جو "فَوَاعِلُ" کے وزنِ صوری [1] پر ہو، حالتِ رفعی اور جری میں اُس کے آخر سے یاء کو حذف کرکے، تنوین لے آتے ہیں"۔

چوں کہ صاحب "فصولِ اکبری" کی تقریر پر سرے سے اشکال وارد نہیں ہوتا [2] اور اس سے بہت بڑی مشقت ہلکی ہوجاتی ہے، اس لئے اس کتاب میں ہم نے یہ قاعدہ [3] اسی طرح لکھا ہے۔

(۳۴) ص: فَقَدْ رَأَیْتُمُوْہُ؟ ب: صیغہ رَأَیْتُمْ بروزنِ فَعَلْتُمْ ہے، "فاء برائے تعقیب" اور "قَدْ" برائے تحقیق اس کے شروع میں آگیا ہے، جب اس کے آخر میں ضمیر مفعول: ہاء لاحق ہوئی، تو "تُمْ" ضمیر پر واوٗ کو زیادہ کردیا، فَقَدْ رَأَیْتُمُوْہُ ہوگیا۔

قاعدہ یہ ہے کہ: "کُمْ"، "ھُمْ" اور "تُمْ" ضمائر کے بعد جب کوئی دوسری ضمیر لاحق ہوتی ہے، تو اِن کے میم کے بعد واوٗ کو زیادہ کرکے، میم کو ضمہ دیدیتے ہیں، جیسے: قَتَلْتُمُوْھُمْ، اَکَلْتُمُوْھَا اَکْرَمْتُمُوْنِیْ، طَلَّقْتُمُوْھُنَّ۔ بلکہ کبھی واحد مؤنث حاضر کی ضمیر تائے مکسورہ میں بھی، کسی ضمیر کے لاحق ہونے وقت، یائے ساکنہ زیادہ کردی جاتی ہے، "صحیح بخاری" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں آیا ہے: "لَوْ قَرَأْتِیْہِ لَوَجَدْتِیْہِ"۔

(۳۵) ص: اَنُلْزِمُکُمُوْھَا؟ ب: صیغہ نُلْزِمُ بروزن نُکْرِمُ ہے، "ہمزۂ استفہام"

(۱) وزن صوری سے مراد یہاں یہ ہے کہ: الفِ جمع سے پہلے دو حرف مفتوح ہوں، اور الفِ جمع کے بعد لام کلمہ سے پہلے ایک حرف مکسور ہو، جیسے: مَفَاعِلُ، اَفَاعِلُ وغیرہ۔

(۲) کیوں کہ اس صورت میں جَوَارٍ اور اس کے نظائر پر جو تنوین آئے گی، وہ تنوین عوض ہوگی، اور غیر منصرف پر تنوین عوض آسکتی ہے۔ اور یاء کو حذف کرنے کے بعد اگرچہ منتہی الجموع کا وزن لفظاً باقی نہیں رہا؛ مگر تقدیراً باقی ہے جو کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۳) یعنی معتل کا قاعدہ (۲۵)۔

شروع میں اور "کُمْ" ضمیر مفعول آخر میں آ گئی، اس کے بعد مفعول ثانی کی ضمیر: ہاء کی وجہ سے، میم کے بعد واؤ زیادہ کرکے، میم کو ضمہ دیدیا، اَنُلْزِمُکُمُوْهَا ہو گیا۔

(۳۶) ص: اَنْ سَیَکُوْنُ؟ ب: صیغہ یَکُوْنُ بروزن یَقُوْلُ ہے، اشکال (شروع میں "اَنْ" ہونے کے باوجود) آخر میں نصب نہ آنے کی وجہ سے ہے؛ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ: یہاں یہ "اَنْ" ناصبہ نہیں؛ بلکہ "اَنَّ" حرف مشبہ بالفعل کا مخفف ہے، یہ "اَنْ" علم اور ظن کے بعد آتا ہے، اور فعل کو نصب نہیں دیتا۔[1]

(۳۷) ص: مِتْنَا؟ ب: یہ خِفْنَا کے وزن پر بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم ہے، اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ: اس کا مضارع قرآن کریم میں مضموم العین استعمال ہوا ہے، جیسے: یَمُوْتُ، یَمُوْتُوْنَ، پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ صیغہ "باب نصر" سے ہو اور قُلْنَا کی طرح مُتْنَا ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: مفسرین نے لکھا ہے کہ: یہ لفظ "باب سمع" سے بھی آتا ہے، جیسے: مَاتَ یَمَاتُ، خَافَ یَخَافُ کی طرح؛ اور "باب نصر" سے بھی آتا ہے جیسے: مَاتَ یَمُوْتُ، قرآن کریم میں اس کی ماضی "باب سمع" سے استعمال ہوئی ہے اور مضارع "باب نصر" سے۔

(۳۸) ص: فَمَبَجَسَتْ؟ ب: فَانْبَجَسَتْ: اِنْفَطَرَتْ کی طرح بحث اثبات فعل ماضی معروف کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، ہمزۂ وصل: درمیان میں آنے کی وجہ سے حذف ہو گیا، اور نون ساکن، اپنے بعد "باء" ہونے کی وجہ سے میم سے بدل گیا۔ صیغہ اسی وجہ سے مشکل ہو گیا ہے۔

(۳۹) ص: اَلدَّاعِ؟ ب: بحث اسم فاعل کا صیغہ ہے، اصل میں اَلدَّاعِیُ تھا، چوں کہ قاعدہ ہے کہ "کبھی اسم معرف باللام کے آخر سے یاء کو حذف کر دیتے ہیں"، اس لئے اس کے آخر سے یاء کو حذف کر دیا، اَلدَّاعِ ہو گیا۔

(۴۰) ص: اَلْجَوَارِ؟ ب: اصل میں اَلْجَوَارِیُ تھا، جو قاعدہ ابھی بیان کیا ہے، اُس کے مطابق آخر سے یاء کو حذف کر دیا، اَلْجَوَارِ ہو گیا۔

(۴۱) ص: اَلتَّنَادِ؟ ب: "باب تفاعل" کا مصدر ہے، اصل میں اَلتَّنَادِیُ تھا، معروف قاعدہ[2]

(۱) آیت کریمہ میں "اَنْ" "عَلِمَ" کے بعد ہے، پوری آیت اس طرح ہے: {عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی}۔

(۲) معتل کا قاعدہ (۱۶) مراد ہے۔

کے مطابق دال کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر، یاء کو ساکن کر دیا، پھر جو قاعدہ ابھی اوپر بیان کیا ہے، اُس کے مطابق آخر سے یاء کو حذف کر دیا، اَلتَّنَادِ ہو گیا۔

(۴۲) ص: دَسّٰهَا؟ ب: صیغہ دَسّٰی ہے، اصل میں دَسَّسَ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے، دوسرے حرف کو حرفِ علت الف سے بدل دیا، دَسّٰی ہو گیا۔ اہل عرب اکثر ایسا کر لیتے ہیں۔

(۴۳) ص: فَظَلْتُمْ؟ ب: اصل میں فَظَلِلْتُمْ تھا، "باب سمع" سے بحث اثبات فعل ماضی معروف مضاعف ثلاثی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ: دو ہم جنس حرفوں میں سے کبھی ایک حرف کو حذف کر دیتے ہیں، اس لئے یہاں پہلے لام کو حذف کر دیا، فَظَلْتُمْ ہو گیا۔ کبھی پہلے لام کی حرکت کسرہ نقل کر کے ظا کو دے کر، فَظِلْتُمْ (ظا کے کسرہ کے ساتھ) بھی پڑھتے ہیں۔

(۴۴) ص: قَرْنَ؟ ب: بعض مفسرین کے بیان کے مطابق یہ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا، جو قاعدہ ابھی بیان کیا گیا ہے، اُس کے مطابق پہلے راء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینے کے بعد، پہلے راء کو حذف کر دیا، پھر ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی؛ لہٰذا ہمزۂ وصل کو بھی حذف کر دیا، قَرْنَ ہو گیا۔ "تفسیر بیضاوی" میں اس کی ایک توجیہ یہ لکھی ہے کہ: یہ قَارَ یَقَارُ بروزن خَافَ یَخَافُ سے قَرْنَ ہے خَفْنَ کی طرح[1]، اور اس کے معنی مادۂ قرار کے قریب قریب لکھے ہیں۔

(۴۵) ص: حُجُرَاتٌ؟ ب: حُجْرَةٌ کی جمع ہے، واحد میں عین کلمہ جیم ساکن ہے، اور چوں کہ قاعدہ ہے کہ: "جو مؤنث فُعْلٌ یا فُعْلَةٌ کے وزن پر ہو، جب اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لاتے ہیں، تو اُس کے عین کلمہ کو ضمہ دیدیتے ہیں"، اس لئے یہاں جمع میں عین کلمہ جیم کو ضمہ دیدیا، حُجُرَاتٌ ہو گیا۔ نیز مذکورہ بالا صورت میں عین کلمہ کو فتحہ دینا بھی جائز ہے۔

اور جو "مؤنث فِعْلٌ یا فِعْلَةٌ کے وزن پر ہو، جیسے: رِجْلٌ اور کِسْرَةٌ جب اُس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لاتے ہیں تو اُس کے عین کلمہ کو کسرہ دیدیتے ہیں، اور کبھی فتحہ بھی دیدیتے ہیں۔

اور تَمْرَةٌ اور اس کے نظائر (کی جمع) میں عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ تَمَرَاتٌ کہتے ہیں"۔ یہی قاعدہ بیان کرنے کے لئے یہ صیغہ (حُجُرَاتٌ) یہاں لکھا گیا ہے۔

☆☆☆

(۱) یعنی بحث امر حاضر معروف کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ہے۔

الحمدللہ! اللہ (جَلَّتْ آلاؤُہ) کے فضل وکرم سے یہ رسالہ مکمل ہوگیا، جو ایسے قواعد پر مشتمل ہے جو مبتدی اور منتہی دونوں کے لئے نافع ہے، خصوصاً بابِ افادات اور خاتمہ تو ایسے فوائد پر مشتمل ہے کہ جن سے اکثر کتبِ صرف خالی ہیں، اور ان کا جاننا نہایت مفید ہے۔

''علم صرف'' حاصل کرنے سے مقصود بالذات قرآن کریم کا علم ہے، خاتمہ میں قرآن کریم کے ایسے صیغے ذکر کئے گئے ہیں کہ اُن میں سے اکثر کی جانکاری کتبِ تفسیر کی مراجعت کے بغیر دشوار ہے، اس سے زیادہ نفع اور کیا ہوگا؟

اسی وجہ سے اس رسالہ کا نام ''علم الصیغہ'' رکھا گیا، اور دوسری وجہ یہ نام رکھنے کی یہ ہے کہ: یہ رسالہ ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا۔[۱]

اور چوں کہ ان تحقیق سے بھرپور قواعد کا ظہور مشفقِ حقیقی حافظ وزیر علی صاحب –اللہ تعالیٰ ان کو صحیح سالم رکھے– کی خاطر ہوا، اس لئے اس رسالہ کو ''قوانینِ جزیلہ حافظیہ'' کا لقب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، اور اس حقیر گنہ گار، سیاہ کار اور تباہ حال کو دنیوی مصائب سے نکال کر، عافیتِ تامہ عنایت فرمائے، اور اپنے اور اپنے حبیب کے آستانہ پر پہنچادے، اور میرے محب مشفق، محسن حافظ وزیر علی صاحب کو –جو اس کتاب کی تصنیف کا محرک بنے– ہر طرح سے خوش حال، کامیاب اور دینی ودنیوی مرادوں سے مالامال رکھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ والصَّلاۃُ و السَّلامُ علی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ۔

☆☆☆

خدا کے فضل وکرم سے ''علم الصیغہ'' کا ترجمہ، تشریحی اضافوں وحواشی کے ساتھ مکمل ہوگیا۔
اللہ تعالیٰ اس کو اصل کی طرح قبولیت عامہ عطا فرمائے، اور سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

محمد جاوید بالوی سہارنپوری
۱۸/ ۷/ ۱۴۳۳ھ سنیچر کی شب

(۱) یعنی علم الصیغہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے: اس لئے کہ یہ رسالہ ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوا، اور علم الصیغہ کے حروف تہجی کا مجموعی عدد بھی ۱۲۷۶ بنتا ہے۔

خاصیاتِ ابواب

از فصولِ اکبری

مصنف

شیخ قاضی علی اکبر بن علی حسینی الہ آبادی (متوفی ۱۰۹۰ھ)

ترجمہ وتشریح

مفتی محمد جاوید بالوی سہارنپوری

سابق معین المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار الفکر دیوبند

مختصر حالات صاحب ''فصول اکبری''

آپ کا نام علی اکبر ہے، والد کا نام علی ہے، الہ آباد کے باشندہ تھے، نسلاً حسینی اور مذہباً حنفی تھے، فقہ، اصول فقہ اور عربیت میں بڑی مہارت رکھتے تھے، شاہ اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے محمد اعظم کے معلم اور اتالیق رہے، شاہ عالم گیر نے آپ کی علمی مہارت وقابلیت اور زہد وتقوی دیکھ کر شہر ''لاہور'' کا قاضی بنادیا، تاحیات آپ اس منصب پر فائز رہے، آپ نہایت پابندِ شرع، نیک سیرت، بارعب اور بلندگام تھے، امورِ قضا اور حدود وتعزیرات میں کسی کی رعایت نہ کرتے تھے۔ آپ ایسے صاحبِ فضل وکمال تھے کہ ''فتاویٰ عالمگیری'' کی ترتیب وتدوین میں ایک نگراں آپ بھی تھے۔

فن صرف میں ''اصول اکبری'' آپ کی مشہور تصنیف ہے جو ایک زمانے تک داخل درس رہی اس کے علاوہ فنِ صرف ہی میں ''فصولِ اکبری'' اور عربی زبان میں اس کی شرح لکھی، ''فصولِ اکبری'' بھی داخل نصاب ہے، خصوصاً اس کی ''خاصیاتِ ابواب'' کی بحث مدارس اسلامیہ عربیہ میں کافی اہمیت کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔

چوں کہ آپ امورِ قضا اور حدود وتعزیرات میں کسی کی رعایت نہ کرتے تھے، اس لئے امراء وعظماء کا طبقہ آپ سے دشمنی رکھتا تھا، اسی اندرونی دشمنی کے نتیجہ میں امیر قوام الدین اصفہانی نے ''لاہور'' کا قاضی بننے کے بعد، ۱۰۹۰ھ میں آپ کو اور آپ کے بھانجے سید محمد فاضل کو، نظام الدین وغیرہ کے ہاتھوں قتل کرادیا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

(حالات المصنفین وظفر المحصلین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبق (۱)

خاصیت: کے لغوی معنی خصوصیت کے ہیں، اور علمائے صرف کی اصطلاح میں خاصیت: ایسے معنی کو کہتے ہیں جو کلمہ کے لغوی معنی کے علاوہ ہوں اور باب کے لئے لازم ہوں؛ جیسے: خَاصَمَنِي فَخَصَمْتُهٗ (اس نے مجھ سے جھگڑا کیا تو میں جھگڑے میں اس پر غالب آگیا)، یہاں خَصَمْتُ میں جو غالب آنے کے معنی پائے جارہے ہیں یہ خاصیت ہے؛ کیوں کہ یہ لغوی معنی (جھگڑا کرنا) کے علاوہ ہیں اور ''باب نصر'' کے لئے لازم ہیں۔

فائدہ: خَاصِيَةٌ، خَاصَّةٌ اور خَصِيْصَةٌ تینوں کے ایک ہی معنی آتے ہیں۔

شروع [1] کے تین ابواب (باب نصر، باب ضرب، اور باب سمع) اُمّ الابواب (تمام ابواب

---

(۱) ''باب نصر''، ''بابِ ضرب'' اور ''باب سمع'' دو باتوں میں اشتراک رکھتے ہیں:

۱۔ اِن تینوں ابواب کو اُمّ الابواب (ابوابِ ثلاثی مجرد کی اصل وبنیاد) کہا جاتا ہے؛ اس لئے کہ ان کے لفظ اور معنی میں اِس اعتبار سے اتفاق پایا جاتا ہے کہ جس طرح ان کے ماضی اور مضارع کے معنی الگ الگ ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے ماضی اور مضارع میں عین کلمہ کی حرکت بھی الگ الگ ہوتی ہے، اس کے برخلاف ''باب فتح''، ''باب کرم'' اور ''باب حسب'' میں اس طرح کا اتفاق نہیں پایا جاتا؛ کیوں کہ ان کے ماضی اور مضارع میں عین کلمہ کی حرکت ایک ہی ہوتی ہے، اور لفظ اور معنی میں اتفاق ہونا اصل ہے، اس لئے شروع کے تینوں ابواب کو ابوابِ ثلاثی مجرد کی اصل کہا جاتا ہے۔

۲۔ ان تینوں ابواب کی بہت سی خاصیات ہیں، البتہ مغالبہ (اظہارِ غلبہ) کے سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ: اگر فعل: صحیح، مہموز، اجوف واوی، ناقص واوی یا مضاعف ہو، تو وہ اظہارِ غلبہ کے لئے ''باب نصر'' سے استعمال ہوگا، خواہ وہ وضعی طور پر کسی بھی باب سے ہو؛ جیسے: يُخَاصِمُنِي فَأَخْصُمُهٗ (وہ مجھ سے جھگڑا کرتا ہے تو میں جھگڑے میں اُس پر غالب آجاتا ہوں)، ''خَصَمَ'' فعل صحیح وضعی طور پر ''بابِ ضرب'' سے ہے؛ لیکن یہاں اظہارِ غلبہ کے لئے ''باب نصر'' سے استعمال ہوا ہے۔

اور اگر فعل: مثالِ واوی یا یائی، یا اجوف یائی یا ناقصِ یائی ہو، تو وہ اظہارِ غلبہ کے لئے ''باب ضرب'' سے استعمال ہوگا، خواہ وہ وضعی طور پر کسی بھی باب سے ہو؛ جیسے: يُنَاهِينِي فَأَنْهِيهِ (وہ عقل مندی میں میرا مقابلہ کرتا ہے تو میں عقل مندی میں اُس پر غالب آجاتا ہوں)۔ دیکھیے: ''نَهَا يَنْهُوْ'' ناقصِ یائی وضعی طور پر ''بابِ نصر'' سے ہے؛ لیکن یہاں اظہارِ غلبہ کے لئے ''بابِ ضرب'' سے استعمال ہوا ہے۔

نوٹ: جو فعل اظہارِ غلبہ کے لئے استعمال کیا جائے گا، وہ متعدی ہوگا، اگرچہ وضعی طور پر لازم ہو؛ جیسے: قَاعَدَنِي فَقَعَدْتُهٗ (اس نے بیٹھنے میں میرا مقابلہ کیا، تو میں بیٹھنے میں اس پر غالب آگیا)، قَعَدَ وضعی طور پر لازم ہے؛ لیکن اس کو یہاں اظہارِ غلبہ کے لئے متعدی بنالیا گیا ہے۔

کی اصل) ہیں اور کثرتِ خاصیات میں برابر ہیں؛ مگر مغالبہ ''باب نصر'' کی خاصیت ہے۔

مغالبہ: ''باب مفاعلۃ'' اور اشتراک پر دلالت کرنے والے ابواب کے کسی صیغے کے بعد، کسی فعل کو ذکر کرکے، اس بات کو ظاہر کرنا کہ دو مقابلہ کرنے والے فریقوں میں سے فعلِ ثانی کے فاعل کو، فعلِ اول کے فاعل پر معنیٔ مصدری میں غلبہ حاصل ہے؛ جیسے: خَاصَمَنِی فَخَصَمْتُهٗ (اس نے مجھ سے جھگڑا کیا تو میں جھگڑے میں اس پر غالب آ گیا)، یُخَاصِمُنِی فَأَخْصُمُهٗ (وہ مجھ سے جھگڑا کرتا ہے، تو میں جھگڑے میں اس پر غالب آ جاتا ہوں)۔

لیکن اگر فعل: مثالِ واوی یا یائی، یا اجوف یائی یا ناقص یائی ہو، تو وہ اظہارِ غلبہ کے لئے ''باب ضرب'' سے استعمال ہوتا ہے؛ جیسے: وَاعَدَنِی فَوَعَدْتُهٗ (اس نے وعدہ کرنے میں میرا مقابلہ کیا تو میں وعدہ میں اس پر غالب آ گیا)، یَاسَرَنِی فَیَسَرْتُهٗ (اس نے جوا کھیلنے میں میرا مقابلہ کیا، تو میں جوا کھیلنے میں اُس پر غالب آ گیا)، بَایَعَنِی فَبِعْتُهٗ (اس نے بیع کرنے میں میرا مقابلہ کیا، تو میں بیع میں اس پر غالب آ گیا)، رَامَانِی فَرَمَیْتُهٗ (اس نے تیراندازی میں میرا مقابلہ کیا تو میں تیراندازی میں اُس پر غالب آ گیا)۔

سبق (۲)

خاصیتِ باب سمع

''باب سمع'' اکثر لازم ہوتا ہے اور اُس سے زیادہ تر چھ قسم کے افعال آتے ہیں:

۱۔ وہ افعال جو بیماری پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: سَقِمَ (وہ بیمار ہوا)۔
۲۔ وہ افعال جو رنج وغم پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: حَزِنَ (وہ غمگین ہوا)۔
۳۔ وہ افعال جو خوشی وفرحت پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: فَرِحَ (وہ خوش ہوا)۔
۴۔ وہ افعال جو رنگ پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: شَهِبَ (وہ سیاہی مائل سفید رنگ والا ہوا)۔
۵۔ وہ افعال جو عیب اور نقص پر دلالت کرتے ہیں؛ جیسے: عَوِرَ (وہ کانا ہوا)۔
۶۔ وہ افعال جو شکل وصورت اور اعضاء کی ایسی ظاہری علامت پر دلالت کرتے ہیں، جس کو آنکھوں سے دیکھا اور جانا جا سکتا ہو؛ جیسے: عَیِنَ (وہ ہرن جیسی آنکھ والا)۔

نوٹ: رنگ، عیب ونقص، شکل وصورت اور اعضاء کی ظاہری علامت پر دلالت کرنے والے

کچھ افعال ایسے بھی ہیں جو ''باب کرم'' سے آتے ہیں، رنگ کی مثال؛ جیسے: أَدُمَ، سَمُرَ (وہ گندم گوں ہوا)، عیب کی مثال جیسے: حَمُقَ (وہ بے وقوف ہوا)، عَجُفَ (وہ دبلا ہوا)، اعضاء کی ظاہری علامت کی مثال؛ جیسے: رَعُنَ (وہ ڈھیلے بدن والا ہوا)۔

سبق (۳)

خاصیتِ باب فتح

''باب فتح'' کی (لفظی) خاصیت یہ ہے کہ: جو فعل اس باب سے آتا ہے اُس کا عین یا لام کلمہ ''حروفِ حلقی'' میں سے کوئی حرف ہوتا ہے؛ جیسے: وَهَبَ (اس نے ہبہ کیا)، وَدَعَ (اس نے چھوڑا)، بَخَعَ (اس نے غم کی وجہ سے خودکشی کی)۔ حروفِ حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین۔

رہا یہ سوال کہ رَکَنَ یَرْکَنُ اور أَبَی یَأْبَی ''باب فتح'' سے آتے ہیں، حالاں کہ ان کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی نہیں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ رَکَنَ یَرْکَنُ تداخل کے قبیل سے ہے، اور أَبَی یَأْبَی شاذ ہے۔

تداخل: ایک فعل کے ماضی کا کسی باب سے اور مضارع کا دوسرے باب سے ہونا؛ جیسے: رَکَنَ یَرْکُنُ ''باب نصر'' سے بھی آتا ہے اور رَکِنَ یَرْکَنُ ''باب سمع'' سے بھی آتا ہے ''باب نصر'' کی ماضی: رَکَنَ اور ''باب سمع'' کا مضارع یَرْکَنُ لے کر، رَکَنَ یَرْکَنُ استعمال کیا گیا ہے؛ لہٰذا اس کو تداخل کے قبیل سے کہیں گے۔

شاذ: وہ لفظ ہے جو قاعدہ یا استعمال کے خلاف ہو؛[1] جیسے: أَبَی یَأْبَی شاذ ہے؛ اس لئے کہ یہ قاعدہ کے خلاف ہے؛ کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ فعل جو ''باب فتح'' سے آتا ہے اُس کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہوتا ہے، جب کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی نہیں ہے۔

(۱) شاذ کی تین صورتیں ہیں: (۱) صرف قاعدہ کے خلاف ہو، استعمال کے خلاف نہ ہو؛ جیسے: مَسْجِد (اسم ظرف) قاعدہ کے خلاف ہے؛ مگر استعمال ہوتا ہے۔ (۲) صرف استعمال کے خلاف ہو، قاعدہ کے خلاف نہ ہو؛ جیسے: مَسْجَد (جیم کے فتحہ کے ساتھ) قاعدہ کے مطابق ہے؛ مگر استعمال نہیں ہوتا۔ (۳) استعمال اور قاعدہ دونوں کے خلاف ہو؛ جیسے: وَالْیُقْطَعُ، فعل پر ''الف ولام'' داخل ہے جو قاعدہ اور استعمال دونوں کے خلاف ہے۔ واضح رہے کہ شاذ کی پہلی دونوں صورتیں فصاحت کے خلاف نہیں، البتہ تیسری صورت فصاحت کے خلاف ہے؛ لہٰذا أَبَی یَأْبَی کا استعمال غیر فصیح نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہ صرف قاعدہ کے خلاف ہے، استعمال کے خلاف نہیں۔

نوٹ: ہر وہ فعل جس کا عین یا لام کلمہ یا دونوں حرفِ حلقی ہوں، اس کا "باب فتح" سے ہونا ضروری نہیں؛ جیسے: قَعَدَ یَقْعُدُ، سَمِعَ یَسْمَعُ، البتہ جو فعل "باب فتح" سے آئے گا، اس کے عین یا لام کلمہ یا دونوں کا حروفِ حلقی میں سے ہونا ضروری ہے۔

سبق (۴)

خاصیات باب کَرُمَ

"باب کرم" ہمیشہ لازم ہوتا ہے اور تین طرح کے اوصاف کے لئے استعمال ہوتا ہے: (۱) اوصافِ خلقیہ حقیقیہ (۲) اوصافِ خلقیہ حکمیہ (۳) اوصافِ خلقیہ حقیقیہ کے مشابہ اوصاف۔

اوصافِ خلقیہ حقیقیہ: وہ اوصاف ہیں جو فطری اور پیدائشی ہوں، محنت اور کوشش کرنے کے بعد حاصل نہ ہوئے ہوں؛ جیسے: شَجُعَ (وہ بہادر ہوا)، بہادری ایک فطری اور پیدائشی وصف ہے، محنت اور کوشش سے حاصل نہیں ہوتا۔

اوصافِ خلقیہ حکمیہ: وہ اوصاف ہیں جو فطری اور پیدائشی نہ ہوں؛ بلکہ محنت وکوشش اور بار بار کے تجربہ ومشق کے بعد، موصوف کی ذات کے لئے اس طرح لازم ہو گئے ہوں کہ موصوف سے جدا نہ ہوتے ہوں، جیسے: فَقُهَ (وہ فقیہ ہوگیا)، فقیہ ہونا کوئی فطری اور پیدائشی وصف نہیں؛ بلکہ مسلسل محنت اور فقہ وفتاویٰ سے اشتغال رکھنے کی وجہ سے یہ وصف حاصل ہوتا ہے اور حاصل ہونے کے بعد پھر موصوف سے جدا نہیں ہوتا، اس لئے یہ اوصافِ خلقیہ حکمیہ میں سے ہے۔

اوصافِ خلقیہ حقیقیہ کے مشابہ اوصاف: وہ اوصاف ہیں جو نہ تو فطری اور پیدائشی ہوں، اور نہ محنت ومشق کے بعد موصوف کے لئے لازم ہوئے ہوں؛ بلکہ عارضی ہوں اور کسی وجہ سے اوصافِ خلقیہ حقیقیہ سے مشابہت رکھتے ہوں؛ جیسے: جَنُبَ (وہ جنبی ہوگیا)؛ جنابت اگرچہ ایک عارضی وصف ہے؛ مگر یہ نجاستِ حقیقی کے مشابہ ہے۔

سبق (۵)

خاصیت باب حَسِبَ

"باب حسب" سے چند مخصوص الفاظ آتے ہیں جن کے جان لینے سے اس باب کی خاصیات معلوم ہوسکتی ہیں، اُن میں سے کچھ الفاظ یہ ہیں:

(۱) نَعِمَ (اس نے خوش گوار زندگی گذاری)۔ (۲) وَبِقَ (وہ ہلاک ہوگیا)۔ (۳) وَمِقَ (اس نے دوستی کی)۔ (۴) وَثِقَ (اس نے بھروسہ کیا، وہ مضبوط ہوگیا)۔ (۵) وَفِقَ (اس نے موافقت کی)۔ (۶) وَرِثَ (اس نے میراث پائی)۔ (۷) وَرِعَ (وہ پرہیزگار ہوگیا)۔ (۸) وَرِمَ (وہ پھول گیا، سوج گیا)۔ (۹) وَرِيَ (اس کی چربی بہت چکنی ہوگئی، یا اس کی ہڈی میں گودا سخت ہوگیا)۔ (۱۰) وَلِيَ (وہ نزدیک ہوگیا)۔ (۱۱) وَغِرَ (اس نے کینہ رکھا)۔ (۱۲) وَحِرَ (اس نے کینہ رکھا)۔ (۱۳) وَلِهَ (وہ غم کی وجہ سے خبط الحواس ہوگیا، ڈر گیا)۔ (۱۴) وَهِلَ (وہ غیر مقصود کی طرف خیال لے گیا)۔ (۱۵) وَعِمَ (اس نے کسی کے حق میں دعائے خیر کی)۔ (۱۶) وَطِيَ (اس نے روندھا) (۱۷) یَئِسَ (وہ ناامید ہوگیا)۔ (۱۸) یَبِسَ (وہ خشک ہوگیا)۔ (۱۹) حَسِبَ (اس نے گمان کیا)۔

سبق (۶)

خاصیات بابِ اِفعال

"باب افعال" کی پندرہ خاصیتیں ہیں:

۱-تعدیہ: فعل لازم کو متعدی، متعدی بیک مفعول کو متعدی بدو مفعول اور متعدی بدو مفعول کو متعدی بسہ مفعول بنانا، اول کی مثال؛ جیسے: خَرَجَ زیدٌ (زید نکلا) سے اَخْرَجْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو نکالا) خَرَجَ فعل لازم تھا، "باب افعال" میں آنے کی وجہ سے متعدی ہوگیا۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: حَفَرَ زَیْدٌ نَهْرًا (زید نے نہر کھودی) سے اَحْفَرْتُ زَیْدًا نَهْرًا (میں نے زید سے نہر کھدوائی)، حَفَرَ متعدی بیک مفعول تھا، "باب افعال" میں آنے کی وجہ سے متعدی بدو مفعول ہوگیا۔ ثالث کی مثال؛ جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) سے اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (میں نے زید کو بتایا کہ عمرو فاضل ہے)، عَلِمَ متعدی بدو مفعول تھا، "باب افعال" میں آنے کی وجہ سے متعدی بسہ مفعول ہوگیا۔

۲-تصییر: فاعل کا مفعول کو ماخذ[1] والا بنا دینا؛ جیسے: اَخْرَجْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو نکلنے والا بنا دیا)۔ خُرُوْجٌ بمعنی نکلنا ماخذ ہے۔

۳-اِلزام: (تعدیہ کی ضد) فعل متعدی کو لازم بنانا؛ جیسے: حَمِدْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی تعریف کی) سے اَحْمَدَ زَیْدٌ (زید قابل تعریف ہوگیا)، حَمِدَ فعل متعدی تھا، "باب افعال" میں آنے

(۱) ماخذ اس شئ کو کہتے ہیں جس سے فعل بنایا گیا ہو، خواہ وہ مصدر ہو، جیسے: متن میں مذکور مثال میں "خُرُوْجٌ" مصدر ماخذ ہے، یا اسم جامد ہو؛ جیسے: اَشْرَکْتُ النَّعْلَ (میں نے جوتہ کو تسمہ والا بنا دیا) میں "شِرَاکٌ" بمعنی تسمہ اسم جامد ماخذ ہے۔

کی وجہ سے لازم ہوگیا۔

۴-تعریض: فاعل کا مفعول کو ماخذ کی جگہ لے جانا؛ جیسے: اَبَعْتُ الفَرَسَ (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی منڈی میں لے گیا)، یہاں "بَیْع" بمعنی بیچنا ماخذ ہے۔

۵-وِجدان: فاعل کا مفعول کو ماخذ سے متصف پانا؛ جیسے: اَبْخَلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو بخیل پایا) یہاں "بُخل" بمعنی کنجوسی ماخذ ہے۔

سبق (۷)

۶-سلبِ ماخذ: فاعل کا اپنی ذات سے، یا مفعول سے ماخذ کو دور کرنا، اول کی مثال؛ جیسے: اَقْسَطَ زَیْدٌ (زید نے اپنی ذات سے ظلم کو دور کیا) یہاں "قُسُوْط" بمعنی ظلم ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: شَکٰی زَیْدٌ و اَشْکَیْتُہٗ (زید نے شکایت کی اور میں نے اس کی شکایت دور کی)، یہاں "شِکَایَۃ" ماخذ ہے۔

۷-اعطاءِ ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ، یا محلِ ماخذ یا ماخذ کا حق اور اجازت دینا، اول کی مثال؛ جیسے: اَعْظَمْتُ الکَلْبَ (میں نے کتے کو ہڈی دی)؛ یہاں "عَظْم" بمعنی ہڈی ماخذ ہے، جو مفعول "کلب" (کتے) کو دی گئی ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَشْوَیْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو گوشت بھوننے کے لئے دیا)، یہاں "شِوَاءٌ" بمعنی بھوننا ماخذ ہے اور گوشت اس کا محل ہے جو مفعول زید کو دیا گیا ہے۔ ثالث کی مثال؛ جیسے: اَقْطَعْتُ زَیْدًا قُضْبَانًا (میں نے زید کو شاخوں کے کاٹنے کی اجازت اور حق دیا) یہاں "قَطْع" بمعنی کاٹنا ماخذ ہے، جس کا حق مفعول زید کو دیا گیا ہے۔

۸-بلوغ: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی، یا ماخذ کے مرتبۂ عددی میں پہنچنا، اول کی مثال؛ جیسے: اَصْبَحَ زَیْدٌ (زید صبح کے وقت پہنچا)، یہاں "صبح" بمعنی صبح کا وقت ماخذ ہے، جس میں فاعل زید پہنچا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَعْرَقَ خَالِدٌ (خالد عراق میں پہنچا)، یہاں "عراق" ایک مخصوص ملک ماخذ ہے، جس میں فاعل خالد پہنچا ہے۔ ثالث کی مثال؛ جیسے: اَعْشَرَتِ الدَّرَاھِمُ (دراہم دس کے عدد کو پہنچ گئے)، یہاں "عَشَرَۃ" بمعنی دس کا عدد ماخذ ہے، جس کے مرتبہ کو فاعل دراہم پہنچا ہے۔

سبق (۸)

۹-صیرورت: فاعل کا ماخذ والا ہونا، یا ایسی چیز والا ہونا جو ماخذ سے متصف ہو، یا ماخذ میں

کسی چیز والا ہونا، اول کی مثال؛ جیسے: اَلْبَنَتِ البَقَرَۃُ (گائے دودھ والی ہوگئی)، یہاں لَبَن بمعنی دودھ ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَجْرَبَ الرَّجُلُ (مرد خارش زدہ اونٹ والا ہوگیا)، یہاں "جَرَب" بمعنی خارش ماخذ ہے، جس سے اونٹ متصف ہے اور فاعل اَلرَّجُلُ اس کا مالک ہوا ہے۔ ثالث کی مثال جیسے: اَخْرَفَتِ الشَّاۃُ (بکری موسمِ خریف میں بچہ والی ہوگئی)، یہاں "خریف" بمعنی پت جھڑ کا موسم ماخذ ہے، جس میں فاعل بکری بچہ والی ہوئی ہے۔

۱۰-لیاقت: فاعل کا ماخذ کے لائق اور مستحق ہونا؛ جیسے: اَلَامَ الفَرْعُ (سردار ملامت کا مستحق ہوگیا) یہاں "لَوْم" بمعنی ملامت ماخذ ہے۔

۱۱-حَیْنُونَت: فاعل کا ماخذ کے وقت کو پہنچنا؛ جیسے: اَحْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کٹنے کے وقت کو پہنچ گئی) یہاں "حَصَاد" بمعنی کھیتی کی کٹائی ماخذ ہے۔

۱۲-مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ زیادتی کمیت یعنی مقدار میں ہو؛ جیسے: اَثْمَرَ النَّخْلُ (کھجور کا درخت زیادہ پھل دار ہوگیا)، یہاں "ثَمَر" بمعنی پھل ماخذ ہے، جو فاعل نخل میں زیادہ ہوگیا ہے۔ یا زیادتی کیفیت میں ہو؛ جیسے: اَسْفَرَ الصُّبْحُ (صبح خوب روشن ہوگئی)، یہاں "سُفُوْر" بمعنی روشنی ماخذ ہے، جو فاعل صبح میں کیفیت کے لحاظ سے زیادہ ہوگئی ہے۔

سبق (۹)

۱۳-ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً "باب افعال" سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: اَرْقَلَ (اس نے جلدی کی)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَشْفَقَ زَیْدٌ (زید ڈر گیا)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے، چناں چہ کہا جاتا ہے: شَفِقَ (اس نے شفقت و مہربانی کی)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

۱۴-موافقتِ[1] مجرد و فَعَّلَ و تَفَعَّلَ و اِسْتَفْعَلَ: یعنی "باب افعال" کا کسی معنی میں

(۱) موافقت: (علمائے صرف کی اصطلاح میں) ایک باب کا کسی معنی میں دوسرے باب کے موافق ہونا؛ جیسے: دَجَی اللَّیْلُ و اَدْجٰی، اس مثال میں اَدْجٰی جو باب افعال سے ہے، معنی میں دَجَی ثلاثی مجرد کے موافق ہے، چناں چہ دونوں کے معنی تاریک ہونے کے ہیں۔

ثلاثی مجرد، "بابِ تفعیل"، "بابِ تفعُّل" اور "بابِ استفعال" کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: دَجَی اللَّیلُ و اَدْجٰی (رات تاریک ہوگئی)۔ موافقتِ "بابِ تفعیل" کی مثال؛ جیسے: کَفَّرْتُه و اَکْفَرْتُه (میں نے اس کو کفر کی طرف منسوب کیا)۔ موافقتِ "بابِ تفعُّل" کی مثال؛ جیسے: تَخَبَّیْتُ الثَّوْبَ وَ اَخْبَیْتُه (میں نے کپڑے کو خیمہ بنایا) ۔موافقتِ " بابِ استفعال" کی مثال؛ جیسے: اِسْتَعْظَمْتُ الأُسْتَاذَ وَأَعْظَمْتُه (میں نے استاذ کو بڑا سمجھا)۔

۱۵–مطاوعتِ[۱] فَعَلَ و فَعَّلَ: ثلاثی مجرد" اور باب تفعیل" کی مطاوعت، یعنی ثلاثی مجرد اور "بابِ تفعیل" کے کسی فعل کے بعد، "بابِ افعال" کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعلِ اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے، مطاوعتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: کَبَبْتُه فَاَکَبَّ (میں نے اس کو اوندھا کیا تو وہ اوندھا ہوگیا)۔ مطاوعتِ "بابِ تفعیل" کی مثال؛ جیسے: بَشَّرْتُه فَاَبْشَرَ (میں نے اس کو خوش خبری دی تو وہ خوش ہوگیا)۔

سبق (۱۰)

خاصیاتِ "باب تفعیل"

"باب تفعیل" کی تیرہ خاصیتیں ہیں:

۱–تعدیہ: فعل لازم کو متعدی اور متعدی بیک مفعول کو متعدی بدو مفعول بنا دینا، اول کی مثال؛ جیسے: نَزَلَ زَیْدٌ (زید اُترا) سے نَزَّلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو اتارا)۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: ذَکَرْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو یاد کیا) سے ذَکَّرْتُ زَیْدًا اِلْقِصَّةَ (میں نے زید کو اس کا قصہ یاد دلایا)۔[۲]

۲–تصییر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا بنا دینا؛ جیسے: نَزَّلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو اُترنے والا بنادیا) یہاں "نُزُوْل" بمعنی اترنا ماخذ ہے۔

---

(۱) مطاوعت: (علمائے صرف کی اصطلاح میں) فعل متعدی کے بعد کسی فعلِ لازم کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعلِ اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے، جیسے: بَشَّرْتُ زَیْدًا فَاَبْشَرَ (میں نے زید کو خوش خبری دی تو وہ خوش ہوگیا) اس مثال میں بَشَّرَ فعل متعدی کے بعد اَبْشَرَ فعل لازم یہ بتانے کے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ فعل اول بَشَّرَ کے مفعول زید نے فاعل متکلم کے اثر (خوش خبری) کو قبول کرلیا ہے۔ فعل اول کو مطاوَع کہتے ہیں اور فعل ثانی کو مطاوِع (واؤ کے کسرے کے ساتھ)، مطاوِع فعل اول کی طرف نسبت کرتے ہوئے لازم ہوتا ہے، اگرچہ فی نفسہ متعدی ہو۔

(۲) "بابِ تفعیل" متعدی بدو مفعول کو متعدی بسہ مفعول نہیں بناتا۔ (نوادر الاصول ص: ۹۸)

۳–سلبِ ماخذ: فاعل کا مفعول سے ماخذ کو دور کرنا؛ جیسے: قَذِیَتْ عَیْنُه (اس کی آنکھ میں تنکا گر گیا) سے قَذَّیْتُ عَیْنَه (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کردیا)، یہاں "قَذٰی" بمعنی تنکا ماخذ ہے، جس کو فاعل متکلم نے مفعول کی آنکھ سے دور کیا ہے۔

۴–صیرورت: فاعل کا ماخذ والا ہونا؛ جیسے: نَوَّرَ الشَّجَرُ (درخت شگوفہ والا ہوگیا)، یہاں "نُوْر" بمعنی شگوفہ ماخذ ہے۔

۵–بلوغ: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا، اول کی مثال؛ جیسے: صَبَّحَ زَیْدٌ (زید صبح کے وقت پہنچا)، یہاں "صُبْح" ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: عَمَّقَ المَاءُ (پانی گہرائی میں اتر گیا)، یہاں "عُمْق" بمعنی گہرائی ماخذ ہے، خَیَّمَ نَبِیْلٌ (نبیل خیمہ میں داخل ہوا)، یہاں "خیمہ" ماخذ ہے۔

سبق (۱۱)

۶–مبالغہ: کسی چیز میں ماخذ کا زیادتی کے ساتھ پایا جانا، اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) نفسِ فعل میں زیادتی پائی جائے؛ جیسے: صَرَّحَ (اس نے خوب واضح کیا)۔

(۲) فاعل میں زیادتی پائے جائے؛ جیسے: مَوَّتَ الإِبِلُ (بہت سارے اونٹ مر گئے)۔

(۳) مفعول میں زیادتی پائی جائے؛ جیسے: قَطَّعْتُ الثِّیَابَ (میں نے بہت سارے کپڑے کاٹے)۔

۷–نسبت بماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ کی طرف منسوب کرنا؛ جیسے: فَسَّقْتُه (میں نے اُس کو فسق کی طرف منسوب کیا)، یہاں "فسق" ماخذ ہے، جس کی طرف فاعل نے مفعول کو منسوب کیا ہے۔

۸–الباسِ ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ پہنانا، جیسے: جَلَّلْتُ الفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی)، یہاں "جُلّ" بمعنی جھول ماخذ ہے، جو فاعل متکلم نے مفعول گھوڑے کو پہنائی ہے۔

۹–تخلیط: فاعل کا مفعول کو ماخذ سے ملمع کرنا؛ جیسے: ذَهَّبْتُ السَّیْفَ (میں نے تلوار کو سونے سے ملمع کیا، تلوار پر سونے کا پانی چڑھایا)، یہاں "ذَهَب" بمعنی سونا ماخذ ہے، جس سے فاعل متکلم نے مفعول تلوار کو ملمع کیا ہے۔

سبق (۱۲)

۱۰–تحویل: فاعل کا مفعول کو ماخذ یا مثلِ ماخذ بنادینا، اول کی مثال؛ جیسے: نَصَّرْتُه (میں نے اُس کو نصرانی بنادیا)، یہاں "نصرانی" بمعنی عیسائی ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: خَیَّمْتُ الرِّدَاءَ

(میں نے چادر کو خیمہ کی طرح بنادیا)، یہاں ''خیمہ'' ماخذ ہے، فاعل نے مفعول چادر کو تان کر خیمہ جیسا بنادیا ہے۔

۱۱–قصر: حکایت یعنی بات نقل کرنے میں اختصار کی خاطر، مرکب مفید سے، ''باب تفعیل'' کا کوئی کلمہ بنانا؛ جیسے: قَرَأَ زَیْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے هَلَّلَ زَیْدٌ (زید نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا)۔

۱۲–موفقتِ فَعَلَ و اَفْعَلَ و تَفَعَّلَ: ''باب تفعیل'' کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد، ''باب افعال'' اور ''باب تفعّل'' کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: تَمَرْتُ الْوَلَدَ و تَمَّرْتُهُ (میں نے لڑکے کو کھجور دی)۔ موافقتِ ''باب افعال'' کی مثال؛ جیسے: اَمْهَلْتُ زَیْدًا و مَهَّلْتُهُ (میں نے زید کو مہلت دی)۔ موافقتِ ''باب تفعّل'' کی مثال؛ جیسے: تَتَرَّسَ زَیْدٌ و تَرَّسَ (زید ڈھال کو کام میں لایا)۔

۱۳–ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً ''بابِ تفعیل'' سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: لَقَّبْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو لقب دیا)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال، جیسے: جَرَّبْتُهُ (میں نے اس کو آزمایا)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے، جیسے: جَرِبَ (وہ خارش والا ہوگیا)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

سبق (۱۳)

خاصیاتِ ''باب تفعّل''

''باب تفعّل'' کی گیارہ خاصیتیں ہیں:

۱–مطاوعتِ فَعَّلَ: ''باب تفعیل'' کے کسی فعل کے بعد، ''باب تفعّل'' کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: قَطَّعْتُ الثَّوْبَ فَتَقَطَّعَ (میں نے کپڑے کو کاٹا تو وہ کٹ گیا)۔

۲–تکلف در ماخذ: فاعل کا ماخذ کو حاصل کرنے میں مشقت برداشت کرنا، یا یہ ظاہر کرنا کہ وہ ماخذ کی طرف منسوب ہے، اول کی مثال؛ جیسے: تَصَبَّرَ (اس نے بتکلف صبر کیا)، یہاں ''صبر'' ماخذ ہے، جس کو فاعل نے مشقت اٹھا کر اختیار کیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: تَكَوَّفَ خَالِدٌ (خالد نے بتکلف اپنے آپ کو کوفہ کی طرف منسوب کیا)، یہاں ''کوفہ'' (عراق کا ایک مشہور شہر) ماخذ ہے۔

۳–تَجَنُّب: فاعل کا ماخذ سے بچنا اور پرہیز کرنا؛ جیسے: تَحَوَّبَ اَحْمَدُ (احمد نے گناہ سے پرہیز کیا)، یہاں ''حَوْب'' بمعنی گناہ ماخذ ہے۔

۴–لبسِ ماخذ: فاعل کا ماخذ کو پہننا؛ جیسے: تَخَتَّمَ زَیْدٌ (زید نے انگوٹھی پہنی)، یہاں ''خَاتَم'' بمعنی انگوٹھی ماخذ ہے، جس کو فاعل زید نے پہنا ہے۔

سبق (۱۴)

۵–تَعَمُّل: فاعل کا ماخذ کو ایسے کام میں لانا جس کے لئے اس کو بنایا گیا ہو، اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ماخذ فاعل سے اس طرح مل جائے کہ علیحدہ نہ ہو سکے؛ جیسے: تَدَهَّنَ (اس نے بدن پر تیل لگایا) یہاں ''دُهْن'' بمعنی تیل ماخذ ہے۔

(۲) ماخذ فاعل سے ملا ہوا تو ہو؛ لیکن علیحدہ بھی ہوسکتا ہو؛ جیسے: تَتَرَّسَ (وہ ڈھال کو کام میں لایا)، یہاں ''تُرْس'' بمعنی ڈھال ماخذ ہے۔

(۳) ماخذ فاعل سے ملا ہوا نہ ہو؛ بلکہ اس کے قریب ہو؛ جیسے: تَخَیَّمَ (وہ خیمہ کو کام میں لایا) یہاں ''خیمہ'' ماخذ ہے، جو فاعل سے ملا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ فاعل کے قریب ہوتا ہے۔

۶–اِتّخاذ: اس کی چار صورتیں ہیں: (۱) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: تَبَوَّبَ (اس نے دروازہ بنایا)، یہاں ''باب'' بمعنی دروازہ ماخذ ہے۔ (۲) فاعل کا ماخذ کو لینا اور اختیار کرنا؛ جیسے: تَجَنَّبَ (اس نے ایک گوشہ اختیار کیا)، یہاں ''جَنْب'' بمعنی گوشہ ماخذ ہے۔ (۳) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا؛ جیسے تَوَسَّدَ الْحَجَرَ (اس نے پتھر کو تکیہ بنایا)، یہاں وِسَادَةٌ بمعنی تکیہ ماخذ ہے۔ (۴) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا؛ جیسے: تَأَبَّطَ الصَّبِیَّ (اس نے بچہ کو بغل میں لیا)، یہاں ''اِبط'' بمعنی بغل ماخذ ہے۔

۷–تَدریج: فاعل کا کسی کام کو آہستہ آہستہ بار بار کرنا؛ جیسے: تَجَرَّعَ الْمَاءَ (اس نے گھونٹ گھونٹ کر پانی پیا)، تَحَفَّظَ الْكِتَابَ (اس نے تھوڑی تھوڑی کتاب یاد کی)۔

سبق (۱۵)

۸–تَحوُّل: فاعل کا بعینہ ماخذ، یا ماخذ کے مانند ہونا، اول کی مثال؛ جیسے: تَنَصَّرَ (وہ نصرانی ہوگیا)، یہاں ''نصرانی'' بمعنی عیسائی ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: تَبَحَّرَ (وہ وسعتِ علم میں

سمندر کے مانند ہوگیا)، یہاں "بَحر" بمعنی سمندر ماخذ ہے۔

۹–صیرورت: فاعل کا ماخذ والا ہونا؛ جیسے: تَمَوَّلَ (وہ مال والا ہوگیا)، یہاں "مال" ماخذ ہے۔

۱۰–موافقتِ مجرد واَفْعَلَ وفَعَّلَ واِسْتَفْعَلَ: یعنی "باب تفعُّل" کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد، "باب افعال"، "باب تفعیل" اور "باب استفعال" کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: قَبِلَ وتَقَبَّلَ (اس نے قبول کیا)۔ موافقتِ "باب افعال" کی مثال؛ جیسے: اَبْصَرَ وتَبَصَّرَ (اس نے دیکھا)۔ موافقتِ "باب تفعیل" کی مثال؛ جیسے: كَذَّبَ زَيْدًا وتَكَذَّبَه (اس نے زید کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا)۔ موافقتِ "بابِ استفعال کی مثال؛ جیسے: اِسْتَحْوَجَ وتَحَوَّجَ (اس نے حاجت طلب کی)۔

۱۱–ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً "باب تفعُّل" سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اُس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: تَشَمَّسَ زَيْدٌ (زید دھوپ میں بیٹھا)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: تَكَلَّمَ زَيْدٌ (زید نے گفتگو کی)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے؛ جیسے: كَلَمَ عَمْرًا (اس نے عمرو کو زخمی کیا)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

سبق (۱۶)

خاصیاتِ "باب مفاعلة"

"بابِ مفاعلة" کی تین خاصیتیں ہیں:

۱–مشارکت: فاعل اور مفعول کا معنیً فاعلیت اور معنیً مفعولیت میں باہم شریک ہونا، اس طور پر کہ فعل ہر ایک سے صادر ہو کر دوسرے پر واقع ہو؛ یعنی معنی کے اعتبار سے ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی، البتہ لفظ کے اعتبار سے ایک فاعل ہوگا، اور دوسرا مفعول؛ جیسے: قَاتَلَ زَيْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو سے قتال کیا) یعنی آپس میں ہر ایک نے دوسرے کو مارا پیٹا۔[1]

۲–موافقتِ مجرد وأَفْعَلَ وفَعَّلَ وتَفَاعَلَ: یعنی "باب مفاعلة" کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد، "باب افعال"، "باب تفعیل" اور "باب تفاعل" کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے

(۱) فعل لازم "باب مفاعلة" میں آنے سے متعدی ہوجاتا ہے، اور متعدی بیک مفعول متعدی بدو مفعول ہوجاتا ہے، بشرطیکہ متعدی بیک مفعول کے مفعول میں صدورِ فعل میں فاعل کے ساتھ شریک ہونے کی صلاحیت ہو۔

سَفَرْتُ وسَافَرْتُ (میں نے سفر کیا)۔ موافقتِ "باب افعال" کی مثال؛ جیسے: أَبْعَدْتُه وبَاعَدْتُه (میں نے اس کو دور کیا)۔ موافقتِ "باب تفعیل" کی مثال؛ جیسے: ضَعَّفْتُه وضَاعَفْتُه (میں نے اس کو دوچند کیا)۔ موافقتِ "باب تفاعل" کی مثال؛ جیسے: تَشَاتَمَ زَيْدٌ وعَمْرٌو وشَاتَمَا (زید اور عمر نے باہم گالی گلوچ کی)۔

۳–ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً "باب مفاعلة" سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اُس معنی میں نہ ہو؛ اول کی مثال؛ جیسے: تَاخَمَ زَيْدٌ (زید نے اپنی سرحد دوسرے کی سرحد سے ملادی)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: قَاسَى زَيْدٌ الْمُصِيبَةَ (زید مصیبت سے دوچار ہوا)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے آیا ہے؛ جیسے: قَسَى (وہ سخت دشوار ہوا)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

سبق (۱۷)

خاصیاتِ "باب تفاعل"

"بابِ تفاعل" کی چھ خاصیتیں ہیں:

۱–تشارک: دو یا زیادہ چیزوں میں سے ہر ایک کا صدورِ فعل اور وقوعِ فعل میں دوسرے کے ساتھ اس طرح شریک ہونا، کہ لفظاً دونوں فاعل ہوں اور معنیً ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ جیسے: تَشَاتَمَا (اُن دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی)۔

۲–شرکت: دو چیزوں کا صرف صدورِ فعل میں شریک ہونا، نہ کہ فعل کے وقوع اور تعلق میں؛ لیکن "بابِ تفاعل" اس معنی میں کم استعمال ہوتا ہے؛ جیسے: تَرَافَعَا شَيْئًا (ان دونوں نے مل کر ایک چیز کو اٹھایا)، صدورِ فعل یعنی اٹھانے میں دونوں شریک ہیں، لیکن اٹھانے کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں؛ بلکہ ایک تیسری چیز سے ہے۔

۳–تَخْيِيل: فاعل کا دوسرے کو اپنے اندر ایسے ماخذ کا حصول دکھانا، جو حقیقت میں فاعل کو حاصل نہ ہو؛ جیسے: تَمَارَضَ زَيْدٌ (زید نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا)، یہاں "مَرَض" بمعنی بیماری ماخذ ہے، جو فاعل زید نے اپنے اندر ظاہر کیا ہے، حالاں کہ حقیقت میں وہ بیمار نہیں ہے۔

۴–مطاوعتِ فَاعَلَ بمعنی اَفْعَلَ: "باب مفاعلة" کے کسی ایسے فعل کے بعد "جو باب

افعال'' کے معنی میں ہو، ''باب تفاعل'' کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: بَاعَدْتُهُ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہوگیا)، یہاں بَاعَدْتُ (باب مفاعلۃ) أَبْعَدْتُ (باب افعال) کے معنی میں ہے، اور تَبَاعَدَ (بابِ تفاعل) معنی میں اُس کے موافق ہے۔

سبق (۱۸)

۵-موافقتِ مجرد واَفْعَلَ: باب تفاعل کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد اور ''باب افعال'' کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: عَلَا وتَعَالٰی (وہ بلند ہوا)، موافقتِ ''باب افعال'' کی مثال؛ جیسے اَیْمَنَ وتَیَامَنَ (وہ یمن میں داخل ہوا)۔

۶-ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً ''باب تفاعل'' سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اُس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: تَدَاخَکَ (وہ داخل ہوا)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: تَبَارَکَ (وہ بابرکت ہوگیا)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے؛ لیکن اس معنی میں نہیں ہے، جیسے: بَرَکَ الجَمَلُ (اونٹ بیٹھا)۔

فائدہ: جو لفظ ''باب مفاعلۃ'' میں متعدی بدو مفعول ہوتا ہے؛ وہ ''باب تفاعل'' میں متعدی بیک مفعول ہوجاتا ہے؛ جیسے: جَاذَبْتُ زَیْدًا ثَوْبًا (میں نے زید سے کپڑے کی کھینچ تان کی) سے تَجَاذَبَ زَیْدٌ وعَمْرٌو ثَوْبًا (زید اور عمرو نے ایک دوسرے کا کپڑا کھینچا)۔ اور جو لفظ ''باب مفاعلۃ'' میں متعدی بیک مفعول ہوتا ہے؛ وہ ''باب تفاعل'' میں لازم ہوجاتا ہے؛ جیسے: قَاتَلْتُ زَیْدًا (میں نے زید سے قتال کیا) سے تَقَاتَلْتُ اَنَا وزَیْدٌ (میں نے اور زید نے آپس میں ایک دوسرے سے قتال کیا)۔

سبق (۱۹)

خاصیاتِ ''باب افتعال''

''بابِ افتعال'' کی چھ خاصیتیں ہیں:

۱-اتخاذ: اس کی چار صورتیں ہیں: (۱) فاعل کا ماخذ بنانا؛ جیسے: اِجْتَحَرَ (اس نے سوراخ بنایا)، یہاں ''جُحْرٌ'' بمعنی سوراخ ماخذ ہے۔ (۲) فاعل کا ماخذ کو لینا؛ جیسے: اِجْتَنَبَ (اس نے ایک گوشہ اختیار کیا) یہاں ''جَنْبٌ'' بمعنی گوشہ ماخذ ہے۔ (۳) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا؛ جیسے: اِغْتَذَی الشَّاةَ (اس نے بکری کو غذا بنایا)، یہاں ''غذا'' ماخذ ہے۔ (۴) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا؛ جیسے: اِعْتَضَدَهٗ (اس نے اس کو ہاتھ میں لیا)، یہاں ''عَضُد'' بمعنی بازو و ہاتھ ماخذ ہے۔

۲-تصرف: فاعل کا فعل کو انجام دینے میں محنت کرنا؛ جیسے: اِکْتَسَبَ (اس نے محنت سے کمایا)۔

۳-تخییر: فاعل کا خود اپنے لئے کوئی کام کرنا؛ جیسے: اِکْتَالَ (اس نے اپنے لئے ناپا)۔

۴-مطاوعتِ فَعَّلَ: باب تفعیل کے کسی فعل کے بعد ''باب افتعال'' کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: غَمَّمْتُهٗ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا تو وہ غمگین ہوگیا)۔[1]

سبق (۲۰)

۵-موافقتِ مجرد واَفْعَلَ وتَفَعَّلَ وتَفَاعَلَ واِسْتَفْعَلَ: ''باب افتعال'' کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد، ''باب افعال''، ''باب تفعّل''، ''باب تفاعل'' اور ''باب استفعال'' کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: قَدَرَ وَاقْتَدَرَ (وہ قادر ہوا)۔ موافقتِ ''باب افعال'' کی مثال؛ جیسے: اَحْجَزَ وَاحْتَجَزَ (وہ حجاز میں داخل ہوا)۔ موافقتِ ''باب تفعّل'' کی مثال؛ جیسے: تَجَنَّبَ وَ اجْتَنَبَ (اس نے ایک گوشہ اختیار کیا)۔ موافقتِ ''باب تفاعل'' کی مثال؛ جیسے: تَخَاصَمَا و اِخْتَصَمَا (ان دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا)۔ موافقتِ ''باب استفعال'' کی مثال؛ جیسے: اِسْتَاجَرَ واِئْتَجَرَ (اس نے اجرت طلب کی)۔

۶-ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً ''باب افتعال'' سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اُس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: اِتَّامَ[2] زَیْدٌ (زید نے گھریلو بکری ذبح کی)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اِسْتَلَمَ خَالِدٌ (خالد نے پتھر کو چوما)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے؛ جیسے: سَلِمَ (وہ محفوظ رہا)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

(۱) ''باب افتعال'' کبھی ثلاثی مجرد اور ''باب افعال'' کی مطاوعت کے لئے بھی آتا ہے، اول کی مثال؛ جیسے: قَرَّبْتُهٗ فَاقْتَرَبَ (میں نے اس کو قریب کیا تو وہ قریب ہوگیا)۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَوْقَدْتُ النَّارَ فَاتَّقَدَتْ (میں نے آگ روشن کی تو وہ روشن ہوگئی)۔

(۲) اِتَّامَ: اصل میں اِتْتَیَمَ تھا، مضاعف کے قاعدہ (۱) کے مطابق پہلی تاء کا دوسری تاء میں ادغام کردیا، اِتَّیَمَ ہوگیا، پھر بقاعدہ ''بَاعَ'' یاء کو الف سے بدل دیا، اِتَّامَ ہوگیا۔

سبق (۲۱)

خاصیاتِ ''بابِ استفعال''

''بابِ استفعال'' کی دس خاصیتیں ہیں:

۱- **طَلَب:** فاعل کا مفعول سے ماخذ کو طلب کرنا؛ جیسے: اِسْتَطْعَمْتُهُ (میں نے اس سے کھانا طلب کیا)، یہاں ''طَعَام'' بمعنی کھانا ماخذ ہے۔

۲- **لیاقت:** فاعل کا ماخذ کے مستحق اور لائق ہونا؛ جیسے: اِسْتَرْقَعَ الثَّوبُ (کپڑا پیوند کے لائق ہوگیا)، یہاں ''رُقْعَة'' بمعنی پیوند ماخذ ہے۔

۳- **وِجدان:** فاعل کا مفعول کو ماخذ سے متصف پانا؛ جیسے: اِسْتَكْرَمْتُهُ (میں نے اس کو سخاوت سے متصف پایا)، یہاں ''کَرَم'' بمعنی سخاوت ماخذ ہے۔

۴- **حِسْبان:** فاعل کا کسی چیز کو ماخذ سے متصف گمان کرنا؛ جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ (میں نے اس کو اچھا گمان کیا)، یہاں ''حُسْن'' بمعنی اچھائی ماخذ ہے۔

۵- **تحوّل:** فاعل کا بعینہٖ ماخذ، یا ماخذ کے مانند ہونا، اول کی مثال؛ جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطِّيْنُ (مٹی پتھر ہوگئی) یہاں ''حَجَر'' بمعنی پتھر ماخذ ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اِسْتَنْوَقَ الجَمَلُ (اونٹ کمزوری میں اونٹنی کے مانند ہوگیا)، یہاں ''نَاقَة'' بمعنی اونٹنی ماخذ ہے۔

۶- **اِتخاذ:** فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا؛ جیسے: اِسْتَوْطَنَ القَرْيَةَ (اس نے گاؤں کو وطن بنالیا) یہاں ''وَطَن'' ماخذ ہے۔

سبق (۲۲)

۷- **قصر:** حکایت یعنی بات نقل کرنے میں اختصار کی خاطر، مرکب مفید سے ''بابِ استفعال'' کا کوئی کلمہ بنانا؛ جیسے: قَرَأَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سے اِسْتَرْجَعَ (اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا)۔

۸- **مطاوعتِ اَفْعَلَ:** ''باب افعال'' کے کسی فعل کے بعد، ''باب استفعال'' کا فعل ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: اَقَمْتُهُ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہوگیا)۔

۹- **موافقتِ مجرد و اَفْعَلَ و تَفَعَّلَ و اِفْتَعَلَ:** ''باب استفعال'' کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد، ''باب افعال''، ''باب تفعّل'' اور ''باب افتعال'' کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے قَرَّ واسْتَقَرَّ (اس نے قرار پکڑا)۔ موافقتِ ''باب افعال'' کی مثال؛ جیسے: اَجَابَ وَ اسْتَجَابَ (اس نے قبول کیا)۔ موافقتِ ''باب تفعّل'' کی مثال؛ جیسے: تَكَبَّرَ واسْتَكْبَرَ (اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا)۔ موافقتِ ''باب افتعال'' کی مثال؛ جیسے: اِعْتَصَمَ واسْتَعْصَمَ (اس نے مضبوط پکڑا، وہ گناہ سے بازرہا)۔

۱۰- **اِبتداء:** کسی کلمہ کا ابتداءً ''باب استفعال'' سے کسی معنی میں آنا، اس طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ لیکن اُس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: اِسْتَاجَزَ عَلَى الوِسَادَةِ (اس نے تکیہ پر سینہ رکھا)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اِسْتَعَانَ (اس نے زیرِ ناف بال صاف کئے)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے، چناں چہ کہا جاتا ہے: عَانَتِ المَرْأَةُ (عورت ادھیڑ عمر کی ہوگئی)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

سبق (۲۳)

خاصیاتِ ''بابِ انفعال''

''بابِ انفعال'' کی چھ خاصیتیں ہیں:

۱- **لزوم:** لازم ہونا، یعنی یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے؛ جیسے: اِنْفَطَرَ (وہ پھٹ گیا)۔

۲- **عِلاج:** یعنی اِس باب سے ایسے افعال آتے ہیں جو اعضائے ظاہرہ[1] کا اثر ہوں، اور اُن کا حواسِ خمسہ ظاہرہ (آنکھ، کان، زبان، ناک اور لمس یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کے چھونے) سے ادراک واحساس کیا جاسکے؛ جیسے: اِنْكَسَرَ العَظْمُ (ہڈی ٹوٹ گئی)، دیکھئے، ٹوٹنا ایک ایسا فعل ہے جو اعضائے ظاہرہ کا اثر ہے، اور حواسِ خمسہ ظاہرہ کے ذریعہ اس کا ادراک کیا جاسکتا ہے۔

۳- **مطاوعتِ فَعَلَ:** یعنی ثلاثی مجرد کے کسی فعل کے بعد، ''باب انفعال'' کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: كَسَرْتُهُ فَانْكَسَرَ (میں نے اس کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا)۔ اور کبھی ''باب افعال'' کی مطاوعت کے لئے بھی آتا

(۱) مثلاً: ہاتھ، پیر اور زبان وغیرہ۔

ہے؛ جیسے: اَغْلَقْتُ البَابَ فَانْغَلَقَ (میں نے دروازہ بند کیا تو وہ بند ہو گیا)۔

۴-موافقتِ فَعَلَ و اَفْعَلَ: "باب انفعال" کا کسی معنی میں ثلاثی مجرد یا "باب افعال" کے موافق ہونا، موافقتِ ثلاثی مجرد کی مثال؛ جیسے: طَفِئَتِ النَّارُ وانْطَفَأَتْ (آگ بجھ گئی)۔ موافقتِ "باب افعال" کی مثال؛ جیسے: اَحْجَزَ وَانْحَجَزَ (وہ حجاز میں داخل ہوا)۔ واضح رہے کہ "باب انفعال" ثلاثی مجرد اور "باب افعال" کے معنی میں کم آتا ہے۔

۵- "باب انفعال" کا فا کلمہ: یاء، راء، میم، لام، واؤ اور نون میں سے کوئی حرف نہیں ہوتا۔[1]

۶-ابتداء: کسی کلمہ کا ابتداءً "باب انفعال" سے کسی معنی میں آنا، اسی طرح کہ وہ ثلاثی مجرد سے نہ آیا ہو، یا ثلاثی مجرد سے آیا ہو؛ مگر اُس معنی میں نہ ہو، اول کی مثال؛ جیسے: اِنْجَحَرَ (وہ سوراخ میں داخل ہوا)، یہ ثلاثی مجرد سے نہیں آیا ہے۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اِنْطَلَقَ (وہ چلا)، یہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے بھی آیا ہے؛ جیسے: طَلَقَ (وہ ہنس مکھ ہوا)؛ لیکن یہ دوسرے معنی میں ہے۔

سبق (۲۴)

خاصیاتِ "باب افْعِيعال"

"باب افْعِيعال" کی چار خاصیتیں ہیں:

۱-لزوم: لازم ہونا، یہ باب اکثر و بیشتر لازم ہوتا ہے؛ جیسے: اِخْشَوْشَنَ (وہ کھردرا ہوا)۔ اور کبھی متعدی بھی آتا ہے؛ جیسے: اِحْلَوْلَيْتُه (میں نے اُس کو شیریں سمجھا)۔

۲-مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا زیادتی کے ساتھ پایا جانا؛ جیسے: اِعْشَوْشَبَتِ الأَرْضُ (زمین بہت گھاس والی ہوگئی)، یہاں "عُشب" بمعنی چارہ، گھاس ماخذ ہے، جو فاعل میں زیادتی کے ساتھ پایا جا رہا ہے، اس باب میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے، اس لحاظ سے گویا مبالغہ اس کے لئے لازم ہے۔

۳-مطاوعتِ فَعَلَ: ثلاثی مجرد کے کسی فعل کے بعد "باب افعیعال" کے فعل کو ذکر کرنا، یہ

(۱) مطلب یہ ہے کہ: جس فعل کا فا کلمہ: یاء، راء، میم، لام، واؤ اور نون میں سے کوئی حرف ہو، وہ "باب انفعال" سے نہیں آتا، اگر ایسے فعل سے "باب انفعال" کے معنی (لزوم) ادا کرنے مقصود ہوں، تو اس کو "باب افتعال" میں لے جائیں گے؛ جیسے: اِنْتَكَسَ (وہ سرنگوں ہوا)، اِمْتَدَّ (وہ لمبا ہو گیا) وغیرہ۔ رہا یہ سوال کہ: اِمَّازَ (وہ الگ ہو گیا) اور اِمَّحٰى (وہ مٹ گیا) میں فا کلمہ میم ہے؛ کیوں کہ ان کی اصل: اِنْمَازَ اور اِنْمَحٰى ہے؛ لیکن اس کے باوجود یہ "باب انفعال" سے آتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شاذ (خلاف قیاس) ہیں، ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔

بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے؛ جیسے: ثَنَيْتُ الثَّوْبَ فَاثْنَوْنٰى (میں نے کپڑے کو لپیٹا تو وہ لپٹ گیا)۔

۴-موافقتِ اِسْتَفْعَلَ: "باب افعیعال" کا کسی معنی میں "باب استفعال" کے موافق ہونا، جیسے: اِسْتَحْلَيْتُه و اِحْلَوْلَيْتُه (میں نے اس کو شیریں سمجھا)۔[1]

نوٹ: "باب افعیعال" ثلاثی مجرد کی مطاوعت اور "باب استفعال" کی موافقت کے لئے کم آتا ہے۔

سبق (۲۵)

خاصیاتِ "باب افْعِلَال و افْعِيلَال"

"باب افْعِلَال" اور "باب افْعِيلَال" کی چار خاصیتیں ہیں:

۱-لزوم: لازم ہونا، یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں؛ جیسے: اِحْمَرَّ اور اِحْمَارَّ (وہ زیادہ سرخ ہو گیا)۔

۲-مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا زیادتی کے ساتھ پایا جانا؛ جیسے: اِحْمَرَّ، اِحْمَارَّ (وہ زیادہ سرخ ہو گیا)، یہاں "حُمْرَة" بمعنی سرخی ماخذ ہے۔[2]

۳-لون: یعنی ان دونوں ابواب سے اکثر رنگ پر دلالت کرنے والے افعال آتے ہیں؛ جیسے: اِصْفَرَّ، اِصْفَارَّ (وہ زیادہ زرد ہو گیا)۔

۴-عیب: یعنی ان دونوں ابواب سے عیوبِ ظاہری پر دلالت کرنے والے افعال بھی بکثرت آتے ہیں؛ جیسے: اِعْوَرَّ، اِعْوَارَّ (وہ کانا ہو گیا)۔

خاصیاتِ "باب افْعِوَّال"

"باب افْعِوَّال" کی دو خاصیتیں ہیں:

۱-بناءِ مقتضب: یعنی اس باب کا وزن اکثر مقتضب ہوتا ہے؛ مقتضب: اُس وزن کو کہتے

(۱) "باب افعیعال" کبھی "باب تفعّل" اور "باب افعال" کے ہم معنی بھی ہوتا ہے، اول کی مثال؛ جیسے: تَخَشَّنَ و اِخْشَوْشَنَ (وہ کھردرا ہوا)۔ ثانی کی مثال؛ جیسے: اَحْلٰى و اِحْلَوْلٰى (وہ شیریں ہوا)۔

(۲) صاحب "فصول اکبری" کی رائے یہ ہے کہ ان دونوں ابواب کے لئے مبالغہ لازم ہے، جب کہ صاحب "نوادر الاصول" فرماتے ہیں کہ فن صرف کی معتبر کتابوں میں اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ دیکھئے: نوادر الاصول (ص:۱۱۱)

ہیں جس کی اصل یا مثلِ اصل ثلاثی میں نہ پائی جاتی ہو، اور اُس میں کوئی حرف الحاق اور کسی زائد معنی کے لئے نہ ہو، اِس کو مرتجل بھی کہتے ہیں؛ جیسے: اِجْلَوَّذَ الفَرَسُ (گھوڑا تیز دوڑا)، ثلاثی میں اس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ مثلِ اصل؛ بلکہ ابتداءً یہ اسی وزن پر استعمال ہوا ہے۔

۲-مبالغہ: (تعریف ابھی گذری ہے) جیسے: اِجْلَوَّذَ بِهِمُ البَعِيرُ (اونٹ ان کو لے کر تیز دوڑا)۔ اس باب میں مبالغہ کے معنی کم پائے جاتے ہیں۔[۱]

سبق (۲۶)

خاصیاتِ "باب فَعْلَلَة" (رباعی مجرد)

"باب فعللۃ" (رباعی مجرد) کی بہت سی خاصیتیں ہیں: مثلاً:

۱-قصر: حکایت یعنی بات نقل کرنے میں اختصار کی خاطر، مرکبِ مفید سے "باب فَعْلَلَة" کا کوئی کلمہ بنالینا؛ جیسے: قَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرحمٰن الرحیم سے بَسْمَلَ (اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا)۔

۲-الباسِ ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ پہنانا؛ جیسے: بَرْقَعْتُهَا (میں نے اس کو برقعہ پہنایا) یہاں "بُرْقَعَة" ماخذ ہے۔

۳-مطاوعتِ فَعْلَلَ: خود "باب فعللۃ" ہی کے کسی فعل کے بعد "باب فعللۃ" کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ فَغَطْرَشَ (رات نے اس کی آنکھ کو تاریک کیا تو وہ تاریک ہوگئی)۔

۴-اتخاذ: فاعل کا ماخذ بنانا؛ جیسے: قَنْطَرَ (اس نے پل بنایا)، یہاں "قَنْطَرَة" بمعنی پل ماخذ ہے۔

۵-تعمُّل: فاعل کا ماخذ کو اُس کام میں لانا جس کے لئے اُس کو بنایا گیا ہے؛ جیسے: زَعْفَرَ الثَّوْبَ (اس نے کپڑے کو زعفران سے رنگا)، یہاں "زَعْفَرَان" ماخذ ہے۔

۶-"باب فَعْلَلَة" اکثر صحیح یا مضاعف[۲] ہوتا ہے، صحیح کی مثال؛ جیسے: دَحْرَجَ (اس نے

(۱) یہ باب لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

(۲) مضاعف سے یہاں مضاعف رباعی مراد ہے، مضاعف رباعی: وہ اسم یا فعل ہے جس کا فاء کلمہ اور لام اول اور عین کلمہ اور لام ثانی ایک جنس کا ہو۔

لڑھکایا)، بَعْثَرَ (اس نے بکھیرا)۔ مضاعف کی مثال؛ جیسے: زَلْزَلَ (اس نے ہلایا)، وَسْوَسَ (اس نے وسوسہ ڈالا)۔ اور بغیر تکرارِ ہمزہ کے مہموز کم ہوتا ہے؛ جیسے: كَرْفَأَ اللهُ السَّحَابَ (اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو منتشر کردیا)۔[۱]

سبق (۲۷)

خاصیاتِ "باب تَفَعْلُل وَاِفْعِنْلَال واِفْعِلَّال"

"باب تَفَعْلُل" کی دو خاصیتیں ہیں:

۱-مطاوعتِ فَعْلَلَ: رباعی مجرد کے کسی فعل کے بعد "باب تفعلل" کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: دَحْرَجْتُ الكُرَةَ فَتَدَحْرَجَتْ (میں نے گیند کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گئی)۔

۲-کبھی یہ مقتضب بھی ہوتا ہے (مقتضب کی تعریف ماقبل میں گذرچکی ہے[۲])؛ جیسے: تَهَبْرَسَ (وہ ناز سے چلا)[۳]۔

"باب اِفْعِنْلَال" کی بھی دو خاصیتیں ہیں:

۱-لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے؛ جیسے: اِحْرَنْجَمَ (وہ جمع ہوا)۔

۲-مطاوعتِ فَعْلَلَ: رباعی مجرد کے کسی فعل کے بعد "باب اِفْعِنْلَال" کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعل اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے، اس صورت میں اس میں مبالغہ ہوتا ہے؛ جیسے: فَعْجَرْتُ المَاءَ فَافْعَنْجَرَ (میں نے پانی کو بہایا تو وہ بہت تیز بہہ گیا)۔[۴]

"باب اِفْعِلَّال" کی تین خاصیتیں ہیں:

۱-لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے؛ جیسے: اِقْشَعَرَّ (اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے)۔

(۱) "باب فعللۃ" لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے۔

(۲) دیکھئے: سبق: ۲۵)، ص: ۲۰۵

(۳) اس باب کی دو خاصیتیں اور ہیں: (۱) باب فعللۃ کے ہم معنی ہونا؛ جیسے: غَلْمَرَ وتَغَلْمَرَ (اس نے آواز بلند کی) (۲) تَحَوُّل: فاعل کا ماخذ کی طرف پھر جانا؛ جیسے: تَزَنْدَقَ (وہ بددین ہوگیا)، یہاں زَنْدَقَة بمعنی بددینی ماخذ ہے۔

(۴) "باب اِفْعِنْلَال" مطاوعت کے لئے کم آتا ہے۔

۲-مطاوعتِ فَعْلَلَ: رباعی مجرد کے کسی فعل کے بعد ''بابِ افْعِلَّال'' کے فعل کو ذکر کرنا، یہ بتانے کے لئے کہ فعلِ اول کے مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے؛ جیسے: طَمْأَنْتُه فَاطْمَأَنَّ (میں نے اس کو اطمینان دلایا تو وہ مطمئن ہوگیا)۔

۳-اقتضاب: یعنی کبھی یہ باب مقتضب بھی ہوتا ہے، (تعریف گذر چکی ہے)؛ جیسے: اِكْفَهَرَّ النَّجْمُ (ستارہ سخت تاریکی میں روشن ہوگیا)۔[1]

فائدہ: مذکورہ تمام خاصیات غیر ملحق ابواب کی ہیں، ملحقات میں اُن کے ملحق بہ کی خاصیات پائی جاتی ہیں، البتہ بعض ملحقات میں ''ملحق بہٖ'' کی بہ نسبت مبالغہ ہوتا ہے، جیسے: حَوْقَلَ (وہ بہت بوڑھا ہوگیا)۔

☆☆☆

خدا کے فضل وکرم سے ''خاصیاتِ ابواب'' کی ترتیب وتشریح مکمل ہوگئی۔

محمد جاوید بالوی سہارنپوری

۲۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ

(۱) کبھی یہ باب: ''باب فعللۃ'' کے ہم معنیٰ بھی ہوتا ہے؛ جیسے: اِجْرَمَّزَ واجْرَمَّزَ (وہ سمٹ گیا)۔

مفیداور ضروری قواعد □

افادات کی بحث اور خاتمہ میں کچھ اہم اور مفید قواعد آئے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کا خلاصہ لکھ دیا جائے، تا کہ اُن کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔

قاعدہ(۱): ہر وہ واوٗ اور یائے متحرکہ جن کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو، اور وہ مصدر میں ''الف ساکن'' سے ملے ہوئے نہ ہوں، دیگر شرائط[1] پائے جانے کے وقت، اُس واوٗ اور یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو اُس واوٗ اور یاء کو الف سے بدل دیتے ہیں، اور اگر ضمہ یا کسرہ ہو تو اُس واوٗ اور یاء کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہیں، کسی دوسرے حرف سے نہیں بدلتے؛ جیسے: یُقَالُ، یُبَاعُ، یَقُوْلُ، یَبِیْعُ۔

قاعدہ(۲): ہر وہ ہمزۂ متحرکہ جو ایسے ساکن حرف کے بعد واقع ہو جو ''مدہ زائدہ'' اور یائے تصغیر کے علاوہ ہو، اُس کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدیتے ہیں، پھر اگر ہمزہ کا ساکن حرف کے بعد واقع ہونا ''قلب مکانی'' کی وجہ سے ہو، یا ''افعال قلوب'' میں سے کسی فعل میں ہو، تو اُس ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے؛ جیسے: یَرٰی، یُرِی، کُلْ، خُذْ، مُرْ۔ اور اگر مذکورہ دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو اُس ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے؛ جیسے: مَرًی اسم ظرف، اس کو مَرْأًی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

قاعدہ(۳): ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں واقع ہو، عامل جازم کے داخل ہونے کے وقت اس کو حذف کرنا جائز ہے؛ جیسے: لَمْ یَکُ، اِنْ یَّکُ۔

قاعدہ(۴): ہر وہ الف ولام' جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام میں، ہمزہ کے حذف ہوجانے کے بعد ہمزہ کے قائم مقام ہوگیا ہو، ''حرف ندا'' کے داخل ہونے کے وقت، اُس کا ہمزہ قطعی ہوکر باقی رہتا ہے؛ جیسے: یَااَللّٰہُ۔

قاعدہ(۵): ''لام امر'' ''واوٗ'' کے بعد وجوبًا اور ''فاء'' کے بعد جوازًا ساکن ہوجاتا ہے۔

قاعدہ(۶): جس جگہ ''فَعِلٌ'' کا وزن ہوتا ہے، خواہ اصالۃً ہو یا بالعرض، اہل عرب اس کے درمیانی حرف کو ساکن کردیتے ہیں، چناں چہ وہ کَتِفٌ کو کَتْفٌ کہتے ہیں۔

قاعدہ(۷): جو اسم ''فِعِلٌ'' کے وزن پر ہوتا ہے، اہل عرب اُس کے بھی درمیانی حرف کو

(۱) یعنی وہ شرائط جو قاعدہ(۸) میں اجمالاً اور قاعدہ(۷) میں تفصیلاً گذر چکی ہیں دیکھئے: ص۱۷

ساکن کردیتے ہیں؛ جیسے: اِہبِلْ سے اِہبِلْ۔

قاعدہ (۸): اگر واوٗ غیر مدہ کے بعد واوٗ حرفِ عطف آجائے، تو واوٗ غیر مدہ کا واوٗ حرفِ میں ادغام کردیتے ہیں؛ جیسے: عَصَوا وَّ کَانُوْا۔

قاعدہ (۹): حالت وقف میں فعل ناقص کے آخر سے حرفِ علت کو حذف کرنا جائز ہے؛ جیسے: تَبْغِی ْ سے تَبْغِ۔ محققین علم صرف کے بیان کے مطابق اہل عرب کا محاورہ ہے کہ وہ علی الاطلاق بغیر وقف اور جزم کے بھی ناقص کے آخر سے حرف علت کو حذف کردیتے ہیں۔

قاعدہ (۱۰): "کُمْ"، "ھُمْ" اور "تُمْ" ضمائر کے بعد جب کوئی دوسری ضمیر لاحق ہوتی ہے تو اِن کے میم کے بعد واوٗ کو زیادہ کرکے، میم کو ضمہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: قَتَلْتُمُوْھُمْ، اَکَلْتُمُوْھَا اَکْرَمْتُمُوْنِی، طَلَّقْتُمُوْھُنَّ۔ بلکہ کبھی واحد مؤنث حاضر کی ضمیر تائے مکسورہ میں بھی، کسی ضمیر کے لاحق ہونے وقت، یائے ساکنہ زیادہ کردی جاتی ہے؛ جیسے: لَوْ قَرَأْتِیْهِ لَوْ جَذَّبْتِیْهِ۔

قاعدہ (۱۱): کبھی اسم معرف باللام کے آخر سے یاء کو حذف کردیتے ہیں؛ جیسے: الدَّاعِیْ سے الدَّاعِ۔

قاعدہ (۱۲): دو ہم جنس حرفوں میں سے کبھی ایک حرف کو حذف کردیتے ہیں؛ جیسے: فَظَلْتُمْ یہ اصل میں فَظَلِلْتُمْ تھا۔ اور کبھی کسی حرف علت سے بدل دیتے ہیں؛ جیسے: دَسّٰهَا، یہ اصل میں دَسَّسَهَا تھا۔

قاعدہ (۱۳): جو مؤنث "فُعْلٌ" یا "فُعْلَةٌ" کے وزن پر ہو، جب اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لاتے ہیں، تو اُس کے عین کلمہ کو ضمہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: حُجْرَۃٌ کی جمع حُجُرَاتٌ۔ اور کبھی عین کلمہ کو فتحہ بھی دیدیتے ہیں؛ جیسے: خُطْوَۃٌ کی جمع خُطَوَاتٌ۔[1]

اور جو "مؤنث "فِعْلٌ" یا "فِعْلَةٌ" کے وزن پر ہو، اُس کے عین کلمہ کو کسرہ دیدیتے ہیں، اور کبھی فتحہ بھی دیدیتے ہیں؛ جیسے: قِطْعَةٌ کی جمع قِطِعَاتٌ اور قِطَعَاتٌ۔[2]

اور جو مؤنث "فَعْلٌ" یا "فَعْلَةٌ" کے وزن پر ہو، جب اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لاتے ہیں، تو اُس کے عین کلمہ کو فتحہ دیدیتے ہیں؛ جیسے: تَمْرَۃٌ کی جمع تَمَرَاتٌ۔

---

(۱) اور عین کلمہ کو اپنی حالت پر باقی رکھنا بھی جائز ہے؛ جیسے: حُجْرَاتٌ۔

(۲) اور عین کلمہ کو اپنی حالت پر باقی رکھنا بھی جائز ہے؛ جیسے: قِطْعَاتٌ۔

□